اسلامی قوانین کا شہرۂ آفاق اور مایۂ ناز مجموعہ

۴۶ ـ ۴۷

فتاویٰ عالمگیریہ

تالیف

[illegible]

اهتمام

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

نگرانی

الشیخ نظام الدین برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس علماء

معاونِ نظرثانی

حضرت شاہ عبدالرحیم والد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما

عربی متن مع اردو ترجمہ نمبروار احکام کے ساتھ

پیشکش: مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاویٰ عالمگیریہ

جلد ۴۶، ۴۷

كتاب الذبائح والاضحية

*

فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن، اُردو مع عربی نمبروار احکام کے ساتھ

مترجم ــــــ حضرت مولانا قاضی محمد صادق بن حافظ رح قادری

کتابت ــــــ راجہ غلام رسول، بھوتہ شریف ضلع گجرات

طباعت ــــــ عکسی

تعداد اشاعت ــــــ ایک ہزار

ناشر ــــــ ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیری

نظر ثانی ــــــ اراکین مجلس منتظمہ، ممتاز علماء کرام و مفتیان عظام

کاغذ ــــــ اعلی سفید

تاریخ اشاعت ــــــ جولائی ۱۹۸۶ء بمطابق ذوالقعدہ ۱۴۰۶ھ

مطبع ــــــ فضل ربی پریس راولپنڈی

مقام اشاعت ــــــ اعوان ٹاؤن گرجا روڈ صدر راولپنڈی

*

طبع شدہ اوراق کی قیمتیں علاوہ محصول ڈاک از یکم جون ۸۶ء

علمی شاہکار (تعارفی و سوانحی کتاب قیمت -/۱۶

جلد ۲، نماز کی بحث، احکام ۲۶۱۹، قیمت -/۷۰

جلد ۴، روزہ کی بحث، احکام ۵۱۰، قیمت -/۱۷

جلد ۶، نکاح کے ابواب، احکام ۷۰۵، قیمت -/۴۸

جلد ۱۳، احکام المرتدین، احکام ۳۹۰، قیمت -/۳۰

جلد ۴۶، ۴۷، ذبح اور قربانی کی بحثیں، احکام ۱۰۴ قیمت -/۳۵

جلد ۴۸ (نظر، کھانے اور قبروں کی زیارت کے احکام ۴۴۴ قیمت -/۲۶

جلد ۱، طہارت کی بحث، احکامات ۱۲۳۶، قیمت -/۳۵

جلد ۳، زکوٰۃ کی بحث ، " ۵۳۱، قیمت -/۱۷

جلد ۵، حج کی بحث ، احکامات ۱۰۱۹، قیمت -/۵۵

جلد ۱۱، ۱۲، حدود و سرقہ کی بحث، احکامات ۸۵۵، قیمت -/۵۰

جلد ۲۵، شہادتوں کی بحث، احکامات ۸۱۱، قیمت -/۵۶

جلد ۴۸، ذکرِ مصحف اور مسجد کے احکام، احکامات ۱۹۵، قیمت -/۱۲

جلد ۵۵، قصاص و دیت کی بحث، احکامات ۹۸۸، قیمت -/۵۴

*

سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۱۰-۷۱-۲ /۲ ــــــ GM /۹۷۰۰۹/۹۶۹۰۴ - ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ مین راولپنڈی پنجاب۔

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۱-۴-۱۳ / D.S.E - A/۲- M ۲۸۰۵۶/۲۸۳۸۷ ڈائریکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۱-۱۰-۱۴/۱۹۹۰۴- /۱۹۶۵/B - ۱۱/ B . V . P . DE/F ایجوکیشن ڈائریکٹریٹ کراچی،

منظوری برائے متعلقہ کتب بموجب چٹھی نمبر ۷۲-۱۲-۲۰ /۲۲۱۴۵/۲۲۰۳۵ ناظم تعلیمات مظفر آباد، ــــــ حکومت آزاد کشمیر۔

الداعیان :- قاضی باسط سعید بن قاضی سعید احمد و قاضی جواد مصطفٰے بن ظہور الحق، معاونینِ ناظم

*

ملنے کا پتہ: قاضی محمد صادق ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، مکان ۱۵۵ اعوان ٹاؤن گرجا روڈ، ڈاکخانہ جی پی او۔ راولپنڈی

اسلامی احکام کا مستند و مرتب مجموعہ، زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور حنفیوں کے
ہر مکتب فکر میں مقبول

فتاویٰ عالمگیریہ

المعروفة بين الناس بالفتاوى الهندية، فى مذهب الامام الاعظم، ابى حنيفة النعمانؒ صاحب القدر الافخم، تاليف جماعة من علماء الهند الاعلامؒ وكان رئيسهم فى تاليفها العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام رح وذلك بامر السلطان ابى المظفر محى الدين محمد اورنگ زيب بهادر عالمگير، عليه وعليهم
رحمة المولى اللطيف الخبير، آمين

جلد ۴۶، ۴۷

الجلد السادس والاربعون، كتاب الذبائح
الجلد السابع والاربعون، كتاب الاضحية

چھیالیسویں جلد، ذبائح کی بحث
سینتالیسویں جلد، قربانی کی بحث

ابواب ۱۲

الذكاة وما يؤكل من الحيوان وما لا
الاضحية ووجوبها ونذرها ووقتها
جنس الاضحية وسنها وقدرها وصفتها
مايستحب فى الاضحية والانتفاع بها
التضحية عن الغير وغيره والشركة فى الضحايا

دفعات ۱۰۵۳ تا ۱۰۷۶

عنوانات ۲۴

ذبح اور جانور سے جسے کھانا جائز ہے اور جسے نہیں، انکے احکام
قربانی، اسکا وجوب، اسکی نذر اور اسکے وقت کے متعلق احکام
قربانی کے جانور کی جنس، عمر، مقدار اور اسکی صفت کے احکام
قربانی کے جانور میں مستحب امور اور اس جانور سے فائدہ اٹھانے کے احکام
غیر کی طرف سے قربانی وغیرہ اور قربانی کے جانور میں شراکت کے احکام

تعداد شق ۴۰۱

عربی متن مع اردو ترجمہ

نمبر وار احکام کے ساتھ

پیشکش

ابو السعید قاضی محمد صادق مغل بن حافظ القادری، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل اردو، او۔ٹی مؤلف جمہوریہ اسلامیہ کا مقدس یوم، عمدۃ القواعد، برصغیر پاک و ہند میں گیارھویں صدی ہجری کا علمی شاہکار، مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ، سابق صدر شعبہ عربی، اردو و اسلامیات جی ایس ماڈل ہائی سکول و خطیب و سرپرست مدرسہ تبلیغ الاسلام، رجسٹرڈ طبیب، المتوطن میانہ موہڑہ ڈاک خانہ فریال ضلع راولپنڈی (حال) اعوان ٹاؤن، گرجا روڈ، ڈاک خانہ جی پی او، صدر راولپنڈی، پاکستان۔

مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ کے زیرِ اہتمام فتاوی عالمگیریہ مترجم (عربی متن مع اُردو ترجمہ نمبروار احکام کیساں فقہی) کی اشاعت پر

اہل علم حضرات کے تبصروں کا خلاصہ

سلطنت مغلیہ کے درویش صفت سلطان، حافظ قرآن، عالم دین، محی الدین محمدؒ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے دور میں شیخ نظام الدین برہانپوریؒ کی زیرنگرانی اور علماء ربانیؒ کی عظیم جماعت کی وساطت سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ضرورت کے پیش نظر، فقہ اسلامی کی ترتیب کا جو سنہری کارنامہ

فتاوی عالمگیریہ

کے نام سے سرانجام دیا ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی اور اسلام کے تفصیلی احکام کا ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جس سے امت محمدیہ ہر دور میں رہنمائی حاصل کرسکتی ہے اسلامی احکام کا یہ شہرۂ آفاق مجموعہ، فقہِ حنفی کا ایسا جامع، معتمد اور مستند فتاوی ہے کہ اس کا نام آتے ہی سب قیل و قال دھری رہ جاتی ہے۔

اِس فتاوی کے متعلق ایک عرصہ سے یہ ضرورت شدّت سے محسوس کی جارہی تھی کہ اس کا ترجمہ موجودہ سلیس اردو میں عمدہ طباعت کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالےٰ عزّ برہانہ نے اس اہم اور مہتم بالشان کام کے لئے مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوی عالمگیریہ کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے اس گرانمایہ خدمت کے آغاز کی توفیق عطا فرمائی۔ مجلس کے ناظمِ فاضل عالم محقق حضرت مولانا ابوالسعید محمدؒ صادق بن حافظ قادریؒ نے دینی جذبہ کے عزم کے ساتھ کافی محنت، تندہی اور سعی سے اس عظیم کام کو شروع کیا ہے۔

انہوں نے دین کے انمول موتیوں کو نکھار نکھار کر پیش کرنے اور اس کی افادیت عام کرنے کے لئے ایک طرف عربی عبارت اور دوسری طرف سلیس اردو میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ نمبروار عنوانات اور باحوالہ شقیں سونے پر سہاگہ ہیں۔ ترجمہ محتاط انداز میں اور عام فہم ہے۔ اور اردو ایسی شگفتہ ہے کہ یہ ترجمہ ایک علیٰحدہ کتاب میں بھی مفید ہوسکتا ہے۔ عربی اور اردو یکجا ہونے سے ائمہ مساجد اور اردو دان سبھی ارباب ذوق فقہ کے تفصیلی مسائل خود معلوم کرسکتے ہیں۔ اور یہ کتاب تمام مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہے۔

اس اشاعت میں کاغذ اعلیٰ سفید، دیدہ زیب ٹائیٹل اور طباعت آفسٹ ہے۔ اور بایں ہمہ اس حسین و جمیل مرقع کی قیمت بھی مناسب رکھی گئی ہے۔

اس فتاوی کی ہمہ گیر مقبولیت تو پہلے ہی بین الاقوامی ہے اور اب مذکورہ خصوصیات کے ساتھ منظرِ عام پر آنے سے اس کی افادیت بھی عام ہوگئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس نادر تحفہ سے ہزاروں، لاکھوں مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور لائبریریاں مستفید ہوں گی۔ اور یہ اشاعت پاکستان کی جدید اسلامی مملکت کے لئے دلیل راہ ثابت ہوگی۔

مجلس منتظمہ اشاعتِ فتاوی عالمگیریہ کا یہ کام ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ کوشش دنیائے علم اور دنیائے اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ اس کی یہ محنت پوری قوم کے شکریہ اور حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ اور یہ کوشش سعی مشکور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالےٰ مترجم کو ہمت، فرصت، صحت اور اسباب بخشے۔ مجلس منتظمہ کو توفیق اور ذرائع مہیا کرے۔ اور جملہ رفقاء و معاونین کے لئے اس دینی خدمت کے صدقۂ جاریہ کو شرف قبولیت عطا فرماکر سب کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنادے۔ آمین !

ناظم نشر و اشاعت مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

فہرست فتاوی عالمگیری مترجم حامل المتن جلد ۴۶ ذبائح کی بحث اور جلد ۴۷ قربانی کی بحث

جلد ۴۶

جسمیں ذبح کی قسمیں، رکن، شرطیں اور حکم کا بیان، جانور میں سے جسکا کھانا جائز ہے اور جو جائز نہیں، انکے اور متفرق مسائل کے احکام کا بیان ہے۔ نیز

جلد ۴۷

جسمیں (جانور کی) قربانی کی تفسیر، رکن، صفت، شرطیں، حکم، جس پر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں ان کے احکام، نذر وغیرہ سے قربانی کے وجوب کے احکام، قربانی کے وقت کے متعلق احکام، قربانی میں مکان وزمان سے متعلق احکام، محلِ اقامت یعنی قربانی کے جانور کی جنس، نوع، عمر، مقدار اور اسکی صفت کے احکام، قربانی کے جانور سے متعلق مستحب امور اور اس جانور سے انتفاع کے احکام، دوسرے کی طرف سے قربانی کرنے اور دوسرے کے جانور سے اپنے لئے قربانی کرنے کے احکام، قربانی کے جانور میں شراکت کے احکام اور متفرق احکام مذکور ہیں۔

ابحاث ۲، ابواب ۱۲، دفعات ۱۰۵۳ تا ۱۰۷۶، عنوانات ۲۴، تعداد شق ۴۰۱

ضمیمہ تصحیح اغلاط جلد ٦

نمبر شمار	نمبر صفحہ	حوالہ نمبر	غلط	صحیح
١	١٩	٢٧/٣٣۴	صحیح نہ قرار پائے گا یہی حکم الخ	صحیح نہ قرار پائے گا اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہ نکاح صحیح قرار پائیگا یہی حکم الخ
٢	٦٧	٣٢/٣٣٩	ہوتا ہے) بخلاف اس کے الخ	ہوتا ہے) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (مذکورہ صورت میں) وہ اس عورت کے ساتھ جانور پر سوار ہوا بخلاف اس کے الخ
٣	١۴۴	١١/٣۵٠	کفو قرار پائے گا جس کے الخ	کفو نہ قرار پائے گا جس کے الخ
۴	—	فہرست طبع شدہ	نماز کی بحث، عنوانات ١٢٣	نماز کی بحث، عنوانات ١٣٢

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه	انواع الذكاة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد المرسلين وعلى آله واصحابه وعلى عباد الله الصالحين، اجمعين

كتاب الذبائح

ابواب ۳، دفعات ۱۰۵۳ تا ۱۰۵۸، عنوانات ۶، تعداد شق ۱۳۷

وفيه ثلاثة ابواب

الباب الاول فى ركنه وشرائطه وحكمه وانواعه

دفعات ۱۰۵۳ تا ۱۰۵۶، عنوانات ۴، تعداد شق ۹۵

۱۰۵۳ **انواع الذكاة**

۱ الذكاة نوعان اختيارية واضطرارية — تعداد شق ۱ — كذا فى البدائع

۱۰۵۴ **ركن الذكاة** — تعداد شق ۷

۱ اما الاختيارية فركنها الذبح فيما يذبح من الشاة والبقر والنحر فيما ينحر وهو الابل عند القدرة على الذبح والنحر ولا يحل بدون الذبح والنحر والذبح هو فرى الاوداج ومحله ما بين اللبة واللحيين والنحر فرى الاوداج ومحله آخر الحلق ولو نحر ما يذبح او ذبح ما ينحر يحل لوجود فرى الاوداج لكنه يكره لان السنة فى الابل النحر وفى غيرها الذبح — كذا فى البدائع

ﮯ حکم نمبر ۱/۱۰۸۲، ۱/۱۰۸۶ اور ۱/۳۳۱، ۱/۴۱۱ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں۔ نیز کتاب الذبائح جس میں ذبح کی قسمیں، رکن، شرطیں، حکم کا بیان، جانور سے جس کا کھانا جائز ہے اور جو جائز نہیں، انکے احکام اور متفرق مسائل کے احکام مذکور ہیں یہ بحث بطور انتخاب ہے یہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۴۶ ہے اور اردو مع عربی کی اس اشاعت میں بطور جلد ۴۶

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام　ذبح کی قسموں کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا، اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر، جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور انکی آل اور انکے اصحاب پر، اور اللہ تعالٰی کے نیک بندوں، سب پر ہو۔

ذبائح (یعنی ذبح کرنے کے جانوروں) کی بحث

ابواب ۳، دفعات ۱۰۵۳ تا ۱۰۵۸، عنوانات ۶، تعداد شق ۱۳۷

اور اس میں تین باب ھیں

پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسمیں [۱]

دفعات ۱۰۵۳ تا ۱۰۵۶، عنوانات ۴، تعداد شق ۹۵

۱۰۵۳ **ذکاۃ (یعنی ذبح) کی قسمیں** اور اس میں ۱ شق ہے

۱ جانور کی ذکاۃ (یعنی ذبح کرنا) دو قسم ہے ایک اختیاری اور دوسرے اضطراری [۲]　بدائع

۱۰۵۴ **ذکاۃ (یعنی ذبح) کا رکن** اور اس میں ۷ شقیں ہیں

۱ (ا) اختیاری ذکاۃ (یعنی اختیاری ذبح کرنے) کا رکن (اصطلاحی) ذبح کرنا ہے یہ ان جانوروں میں ہے جو ذبح کئے جاتے ہیں مثلاً بکری، گائے (وغیرہ) اور (اختیاری ذبح کا رکن) نحر کرنا ہے یہ ان جانوروں میں ہے جو نحر کئے جاتے ہیں اور وہ جانور اونٹ ہے اور یہ رکن (یعنی ذبح اور نحر) اس وقت ہے جبکہ ذبح اور نحر پر قدرت ہو اور وہ (جانور) ذبح یا نحر کے بغیر حلال نہ ہوگا [۳]　بدائع

اشاعت پذیر ہے (مترجم) [۲] ذکاۃ یعنی جانور کو ذبح کرنا، پاکیزگی مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۲۱۴، ص ۵۱۴۔ اور ذکاۃ یعنی ذبح کی قسموں میں سے ذکاۃ اختیاری اور اس کے رکن کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۳ / ۱۰۵۴ اور ذکاۃ اضطراری اور اسکے رکن کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۷ / ۱۰۵۴، ذکاۃ کی شرطوں کے متعلق حکم ۱۰۵۵ اور ذکاۃ کے حکم وغیرہ کے متعلق حکم ۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] اصطلاحی ذبح کرنے اور نحر کرنے کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۱ ب / ۱۰۵۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — رکن الذکاة	حوالــه
-١٠٥٤		
٢	وفی الجامع الصغیر ولا بأس بالذبح فی الحلق کله اسفله واوسطه واعلاه	کذا فی الذخیرة والمحیطین
٣	وفی فتاوی اهل سمرقند قصاب ذبح الشاة فی لیلة مظلمة فقطع اعلی من الحلقوم او اسفل منه یحرم اکلها لانه ذبح فی غیر المذبح وهو الحلقوم فان قطع البعض ثم علم فقطع مرة اخری الحلقوم قبل ان یموت بالاول فهذا علی وجهین اما ان قطع الاول بتمامه او قطع شیأ منه ففی الوجه الاول لا یحل لانه لما قطع الاول بتمامه کان موتها من ذلك القطع اسرع من موتها من الثانی وفی الوجه الثانی یحل	کذا فی الذخیرة والمحیطین
٤	واما الاضطراریة فرکنها العقر وهو الجرح فی ای موضع کان وذلك فی الصید	کذا فی البدائع
٥	وکذلك ما ند من الابل والبقر والغنم بحیث لا یقدر علیها صاحبها لانها بمعنی الصید وان کان مستأنسا وسواء ند البعیر والبقر فی الصحراء او فی المصر فذکاته العقر کذا روی عن محمد رح واما الشاة ان ندت فی الصحراء فذکاتها العقر وان ندت	

ـ١ الودج یعنی گردن کی رگ۔ ماخوذ از المنجد ص١٣٥٤، اللّبة یعنی سینہ کا بالائی حصہ جہاں ہار پہنتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص١١٣٧۔ حکم نمبر ١تا٣/١٠٥٤، ١٤تا١٧، ٣٢تا٣٤، ٣٩/١٠٥٦ نیز حکم نمبر ٢٤تا٢٦/٣٢٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ ـ٢ حکم نمبر ١/١٠٥٤ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ٣ حکم نمبر ١تا٧/١٠٥٤ مع حواشی۔ ٢١/١٠٥٥، ١٣، ٢١، ٢٨/١٠٥٦

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے رکن کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۰۵۲-۱	(ب) ذبح کرنا گردن کی رگوں کو کاٹنا ہے اور اس کی جگہ اللبہ (یعنی سینہ کا بالائی حصہ) اور جبڑوں کے مابین ہے۔ اور نحر کرنا (بھی) گردن کی رگوں کو کاٹنا ہے اور اس کی جگہ حلق کا آخری حصہ ہے (ج) اگر کسی نے وہ (حلال) جانور جو ذبح کیا جاتا ہے اسے نحر کیا یا جو جانور نحر کیا جاتا ہے اسے ذبح کیا تو وہ حلال قرار پائے گا اس لئے کہ گردن کی رگوں کو کاٹنا پایا گیا ہے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ سنت طریقہ اونٹ میں نحر ہے اور اس کے علاوہ میں ذبح ہے [1]	
۲	الجامع الصغیر میں ہے کہ ذبح کرنے کے لئے کل گلے میں کوئی حرج نہیں خواہ گلے کا نچلا حصہ یا درمیانہ یا اوپر والا حصہ ہو [2]	ذخیرہ محیطین
۳	(د) فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کسی قصاب نے کوئی بکری اندھیری رات میں ذبح کی تو اس نے (اس بکری کے) حلقوم سے اوپر یا اس سے نیچے سے (یعنی ذبح کی جگہ کے علاوہ) کاٹا تو اس بکری کا کھانا حرام قرار پائے گا اس لئے کہ اس نے ذبح کی جگہ کے علاوہ سے ذبح کیا اور ذبح کی جگہ حلقوم ہے (ب) پھر اگر اس نے (اس صورت میں بے محل) کچھ کاٹا تو اسے (اس کا) علم ہوگیا تو اس نے پہلی کاٹ سے اس بکری کی موت سے قبل، دوبارہ حلقوم کو کاٹا تو اس کے متعلق دو صورتیں ہیں یا تو اس نے پہلا کاٹ پورا کر دیا تھا یا اس نے اس میں سے کچھ کاٹا تو پہلی صورت میں (اس بکری کا کھانا) حلال نہ ہوگا اس لئے کہ جب اس نے پہلا کاٹ پورا کر دیا تھا تو اس بکری کی موت اس پہلے کاٹ سے، بہ نسبت دوسرے کاٹ کے جلدی واقع ہو گی اور دوسری صورت میں (یعنی بے محل تھوڑا کاٹنے کے بعد اس نے محل ذبح سے کاٹا) تو (اس بکری کا کھانا) حلال قرار پائے گا [3]	ذخیرہ، محیطین
۴	ذکاۃ اضطراری (یعنی ذبح پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اس) کا رکن، عقر ہے اور عقر زخمی کرنے کو کہتے ہیں خواہ اس (جانور) کے (جسم کے) کسی جگہ میں ہو اور وہ شکار میں ہے [4]	بدائع
۵	(د) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح وہ اونٹ، گائے اور بکری جو یوں بدک گئی کہ اس کا مالک اس پر قدرت نہیں پاتا (تو اس کے متعلق بھی اضطراری ذکاۃ یعنی عقر سے ذبح کرنے کا حکم ہو سکتا ہے) اس لئے کہ اگرچہ وہ جانور مستانس (یعنی مانوس غیر وحشی) تھا (مگر مذکورہ بدکنے کی وجہ سے) وہ شکار کے (جانور کے) معنی میں قرار پاتا ہے (ب) خواہ وہ اونٹ اور گائے صحراء میں بدکے یا شہر میں، اس کا ذبح کرنا عقر سے ہو (سکے) گا امام محمدؒ سے یوں ہی مروی ہے اور بکری اگر صحراء میں یوں بدک جائے	

مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [2] حکم نمبر ۱/۱۰۵۳ مع حاشیہ، ۱۸/۱۰۵۵، ۵۹،۲۵۶/۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں اور عقر یعنی زخمی کرنا، ذبح کرنا۔ ماخوذ از المنجد ص ۸۲۴ (مترجم)

نمبر ت دفعات و شق	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه شرائط الذکاة	حـوالـه
۱۰۵۴۔	فی المصر لم یجز عقرها	کذا فی البدائع
۶	وکذلک ما وقع منها فی قلیب فلم یقدر علی اخراجه ولا مذبحه ولا منحره	کذا فی البدائع
۷	وذکر فی المنتقی فی البعیر اذا صال علی رجل فقتله وهو یرید الذکاة حل اکله لانه اذا کان لا یقدر علی اخذه صار بمنزلة الصید	کذا فی البدائع
۱۰۵۵۔	**شرائط الذکاة** تعداد شق ۲۵	
۱	(اما شرائط الذکاة فانواع) بعضها یعم الذکاة الاختیاریة والاضطراریة وبعضها یخص احدهما دون الآخر اما الذی یعمهما فمنها ان یکون عاقلا فلا تؤکل ذبیحة المجنون والصبی الذی لا یعقل فان کان الصبی یعقل الذبح ویقدر علیه تؤکل ذبیحته	کذا فی البدائع
۲	وکذا السکران	کذا فی البدائع
۳	(ومنها) ان یکون مسلما او کتابیا فلا تؤکل ذبیحة اهل الشرک والمرتد لانه لا یقر علی الدین الذی انتقل الیه ولو کان المرتد	

۱؎ حکم نمبر ۳ تا ۱۵،۱۴،۱۲ / ۱۰۵۸ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ ذکاۃ اختیاری اور ذکاۃ اضطراری کے متعلق حکم ۱، ۲ / ۱۰۵۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور عاقل بچہ اور غیر عاقل بچہ کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۷ / ۴۹۲ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ وہ بچہ تسمیہ اور ذبح کو جانتا ہو اور ذبح پر قادر ہو اور رد المحتار میں بحوالہ العنایة لکھا ہے کہ اس بچہ کا تسمیہ جاننے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ تسمیہ کا لفظ کہنا جانتا ہو (تسمیہ کے الفاظ اور تسمیہ کی ۴؎ شرطوں کے متعلق حکم ۱۱ تا ۱۸ / ۱۰۵۵ ملاحظہ ہوں) اور تسمیہ کہنے کا ایک مفہوم یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہو کہ ذبیحہ تسمیہ سے حلال قرار پاتا ہے اور وہ ذبح پر قادر ہو اور اس کی شرائط یعنی فری الاوداج والحلقوم جانتا ہو۔ اور پھر بحوالہ ابوالسعود عن مناهی الشرنبلالیة لکھا ہے کہ ذبیحہ کا حلال قرار پانا اس پر موقوف نہیں کہ وہ بچہ یہ جانتا ہو کہ ذبیحہ تسمیہ سے حلال قرار پاتا ہے نیز بحوالہ التبیین لکھا ہے کہ اگر ذابح نے تسمیہ کہی اور اسے نیت کا استحضار نہیں تو ذبح صحیح قرار پاتا ہے اور بحوالہ الزیلعیؒ لکھا ہے کہ

دفعات شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۴-۵	تو اس کا ذبح کرنا (بھی) عقر سے ہو (سکے) گا اور اگر بکری شہر میں بدک گئی تو (ذبح قرار پانے کے لئے) اس کا عقر جائز نہ ہوگا	بدائع
۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ان (مذکورہ) جانوروں (یعنی مثلاً اونٹ، گائے اور بکری) میں سے جو (جانور) کسی کنوئیں میں گر گیا اور اس کے باہر نکالنے، اس کے ذبح کے محل اور اس کے نحر کے محل پر قدرت نہ ہوئی تو یہی حکم ہے (یعنی ان کے متعلق بھی اضطراری ذکاۃ یعنی عقر سے ذبح کرنا ہو سکے گا) ۱ـه	بدائع
۷	اور المنتقی میں اس اونٹ کے بارے میں مذکور ہے کہ جب اس نے کسی شخص پر حملہ کیا تو (اس حالت میں) اس آدمی نے اسے ذبح کرنے کے ارادے سے قتل کیا تو اس اونٹ کا کھانا حلال قرار پا سکے گا اس لئے کہ جب وہ شخص اس کے پکڑنے پر قادر نہ ہوا تو وہ اونٹ بمنزلہ شکار کے قرار پایا	بدائع
۱۰۵۵	**ذبح کی شرطیں** اور اس میں ۲۵ شقیں ہیں	
۱	ذکاۃ (یعنی ذبح کرنے) کی (۶) شرطیں کئی قسم پر ہیں۔ بعض شرطیں ذبح اختیاری (یعنی ذبح و نحر) اور ذبح اضطراری (یعنی عقر) دونوں کے لیے عام ہیں اور بعض شرطیں ایک کے ساتھ مخصوص ہیں دوسرے سے نہیں۔ پس وہ شرطیں جو دونوں کے لیے عام ہیں ان میں سے ایک (یعنی پہلی) شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا عاقل ہو پس مجنون اور ناسمجھ بچہ کا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا اور اگر وہ بچہ، ذبح کو سمجھتا اور ذبح کر سکتا ہو تو اس کا ذبیحہ کھایا جا سکے گا ۲ـه	بدائع
۲	اور (ذبح کرنے میں مذکورہ شرط کی بنا پر) یہی (مذکورہ) حکم سکران (یعنی نشہ کی حالت میں ہونے والے) کے متعلق ہے (یعنی اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا) ۳ـه	بدائع
۳	(ل) اور ان (یعنی ذکاۃ کی شرطوں) میں سے ایک (یعنی دوسری) شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو پس اہل شرک کا ذبیحہ اور مرتد کا ذبیحہ نہ کھایا جائیگا اسلئے کہ وہ (مرتد) اس دین پر برقرار نہیں	

اسلئے کہ اسکا ظاہر حال اسپر دلالت کرتا ہے کہ اس نے (تسمیہ کہنے میں) ذبیحہ پر تسمیہ کہنے کا قصد کیا ہے۔ نیز بحوالہ الحقائق والبزازیۃ لکھا ہے کہ اگر (ذبح کے وقت) اسکو (یعنی ذبح کرنے والے کو) تسمیہ کہنا یاد تھا البتہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ذبح کے وقت تسمیہ کہنا شرط ہے تو وہ تسمیہ بھول جانے کے حکم میں ہے۔ مفہوم فی الجملہ ملخصاً ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۹۔ حکم نمبر ۱۲۰۲، ۱۳ / ۱۰۵۵، ۵۰ تا ۵۲، ۵۴ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ـه چنانچہ رد المحتار میں بحوالہ الجوہرۃ النیرہ لکھا ہے کہ غیر عاقل بچہ، مجنون اور غیر عاقل سکران کا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۹ اور سکران یعنی حالت نشہ میں ہونے کی پہچان کے متعلق حکم نمبر ۵ / ۲۶۵ ملاحظہ ہو۔ حکم نمبر ۱ / ۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — شرائط الذکاة	حوالہ
۱۰۵۵-۳	غلاما مراهقا لا تؤکل ذبیحته عند ابی حنیفة رح ومحمد رح وعند ابی یوسف رح تؤکل بناء علی ان ردته صحیحة عندهما رح وعنده رح لا تصح	کذا فی البدائع
۴	وتؤکل ذبیحة اهل الکتاب[1] ویستوی فیه اهل الحرب منهم وغیرهم وکذا یستوی فیه نصاری بنی تغلب وغیرهم لانهم علی دین نصاری العرب	کذا فی البدائع
۵	فان انتقل الکتابی الی دین غیر اهل الکتاب من الکفرة لا تؤکل ذبیحته	کذا فی البدائع
۶	ولو انتقل غیر الکتابی من الکفرة الی دین اهل الکتاب تؤکل ذبیحته	کذا فی البدائع
۷	والاصل فیه انه ینظر الی حاله ودینه وقت ذبحه دون ما سواه وهذا اصل اصحابنا رح ان من انتقل من ملة من الکفر الی ملة یقر بها یجعل کانه من اهل تلک الملة من الاصل	کذا فی البدائع
۸	والمولود بین کتابی وغیر کتابی تؤکل ذبیحته ایهما کان الکتابی الاب او الام عندنا	کذا فی البدائع
۹	فاما الصابئون فتؤکل ذبائحهم فی قول ابی حنیفة رح وعند ابی یوسف رح ومحمد رح لا تؤکل	کذا فی البدائع
۱۰	ثم انما تؤکل ذبیحة الکتابی اذا لم یشهد ذبحه ولم یسمع منه شئ او شهد وسمع منه تسمیة الله تعالی وحده لانه اذا لم یسمع منه شیأ یحمل علی انه قد سمی الله تعالی تحسینا للظن به کما بالمسلم ولو سمع منه ذکر اسم الله تعالی لکنه عنی بالله عز وجل المسیح علیه السلام قالوا تؤکل الا اذا نص فقال بسم الله الذی هو ثالث ثلاثة فلا یحل فاما اذا سمع منه انه سمی المسیح علیه السلام	

[1] اہل کتاب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر 11/345 مع حاشیہ نیز 3 تا 10/1055، 4، 9 تا 13/1056، 59، 60/1072 اور مرتد کے مفہوم کے متعلق 1/490 مع حاشیہ نیز 4/493 مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] حکم نمبر 6، 7/1055 ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر 5، 7/1055 ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر 5، 6/1055 اور اس کی نظیر کے متعلق 15/345 ملاحظہ ہوں (مترجم) [5] اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر 13/345 ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۵-	دیا جاتا جس دین کی طرف وہ منتقل ہوا ہے (ب) اور اگر مرتد شخص قریب البلوغ لڑکا ہو تو امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں کھایا جا سکے گا یہ حکم اس بنا پر ہے کہ ان دونوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں اس کا مرتد ہونا صحیح قرار پاتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے ہاں صحیح نہیں قرار پاتا[1]	بدائع
۴	اہل کتاب کا ذبیحہ کھایا جا سکتا ہے اور اس حکم میں اہل کتاب میں سے حربی (جن سے معاہدہ امن نہیں ہے) اور غیر حربی، برابر ہیں۔ اسی طرح اس حکم میں نصاریٰ بنو تغلب اور ان کے علاوہ (نصاریٰ) برابر ہیں اس لئے کہ نصاریٰ بنو تغلب، نصاریٰ عرب کے دین پر قرار پاتے ہیں	بدائع
۵	پس اگر اہل کتاب کا کوئی شخص، غیر اہل کتاب کفار کے دین پر ہو گیا تو اس کا ذبیحہ نہ کھایا جائے گا[2]	بدائع
۶	اگر غیر اہل کتاب کفار کا کوئی شخص، اہل کتاب کے دین پر ہو گیا تو اس کا ذبیحہ کھایا جا سکے گا[3]	بدائع
۷	اور اس میں (یعنی مذکورہ ۵، ۶ / ۱۰۵۵ احکام ہیں) اصول یہ ہے کہ ذبح کے وقت اس کے حال اور اس کے دین کو دیکھا جائے گا اس وقت کے علاوہ کو نہیں دیکھا جائے گا اور یہ ہمارے اصحاب کے اصول میں سے ہے کہ جو شخص کفر کی ملت سے۔ اس ملت کی طرف منتقل ہو گیا جس کا وہ اقرار کرتا ہے، تو وہ یوں قرار دیا جائے گا کہ گویا وہ اصل سے اس ملت والوں سے ہے[4]	بدائع
۸	جو شخص اہل کتاب اور غیر اہل کتاب (ماں باپ) سے پیدا ہوا ہو اس کا ذبیحہ کھایا جا سکے گا خواہ ان دونوں (یعنی اس کے والدین میں) سے اہل کتاب اس کا باپ ہو یا اس کی ماں ہو، یہ حکم ہمارے ہاں ہے[5]	بدائع
۹	اور صابئین (فرقہ) کا ذبیحہ، امام ابو حنیفہ رحؒ کے قول کے بموجب کھایا جا سکے گا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں نہ کھایا جائے گا[6]	بدائع
۱۰	(ا) پھر (بموجب احکام مذکورہ ۳ تا ۱۰ / ۱۰۵۵) اہل کتاب کا ذبیحہ تب کھایا جائے گا جبکہ وہ (یعنی کھانے والا مسلمان) شخص اس کے ذبح کرنے کے وقت وہاں نہ تھا اور نہ اس نے اس کتابی سے (ذبح کے وقت) کچھ سنا یا اس نے اس سے ذبح کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کا نام سنا اس لئے کہ جب اس نے اس سے کچھ نہ سنا تو بحسن ظن اس پر محمول کیا جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہے جیسا کہ مسلمان کے ساتھ حسن ظن کیا جاتا ہے (ب) اور اگر اس نے اس سے (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام سنا لیکن اس (اہل کتاب) نے (لفظ) اللہ جل شانہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام لیا تو اس صورت میں اس کے متعلق، مشائخ کا قول ہے کہ (اسکا وہ ذبیحہ) کھایا جا سکے گا لیکن اگر اس نے صراحتاً یوں کہا کہ بسم اللہ الذی ہو ثالث ثلاثۃ (یعنی اس اللہ کے نام سے جو تین الہوں میں سے ایک ہے) تو (پھر) وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا (ج) اور اگر اس نے اس (اہل کتاب) سے سنا کہ اس نے (ذبح کے وقت) صرف عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا	

[6] اسکی نظیر میں، فرقہ صابئین کے مفہوم میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے باہم اختلاف کے متعلق ۱۲، ۱۶ / ۳۴۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

نمبر دفعات و شق	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — شرائط الذکاة	حوالہ
۱۰۵۵-	وحده او سمی الله سبحانه وسمی المسیح لا تؤکل ذبیحته	کذا فی البدائع
۱۱	(ومنها) التسمیة حالة الذکاة عندنا ای اسم کان وسواء قرن بالاسم الصفة بان قال الله اکبر الله اعظم الله اجل الله الرحمن الله الرحیم ونحو ذلک او لم یقرن بان قال الله او الرحمن او الرحیم او غیر ذلک وکذا التهلیل والتحمید والتسبیح وسواء کان جاهلا بالتسمیة المعهودة او عالما وسواء کانت التسمیة بالعربیة او بالفارسیة او ای لسان کان وسواء کان یحسن العربیة او یحسنها کذا روی بشر عن ابی یوسف ولو ان رجلا سمی علی الذبیحة بالرومیة او بالفارسیة وهو یحسن العربیة او لا یحسنها اجزأه ذلک عن التسمیة	کذا فی البدائع
۱۲	ومن شرائط التسمیة ان تکون التسمیة من الذابح حتی لو سمی غیره والذابح ساکت وهو ذاکر غیر ناس لا یحل	کذا فی البدائع
۱۳	(ومنها) ان یرید بها التسمیة علی الذبیحة فان اراد بها التسمیة لافتتاح العمل لا یحل وعلی هذا اذا قال الحمد لله ولم یرد به التسمیة بل اراد به الحمد لله علی سبیل الشکر لا یحل وکذا لو سبح او هلل او کبر ولم یرد به التسمیة علی الذبیحة وانما اراد به وصفه بالوحدانیة والتنزه عن الصفات المحدثات لا غیر لا یحل	کذا فی البدائع

سلہ چنانچہ اس صورت کے متعلق فتاوی عزیزی میں ہے کہ نصرانی کا یہ قول کہ اللہ تعالی مسیح ابن مریم ہیں تو نصرانی کی خطا معنون میں ہے عنوان میں نہیں تو عنوان اس کا حق ہے البتہ اس کا معنون باطل ہے۔ نیز لکھا ہے کہ مثلاً ذبح کیا نصرانی نے حضرت عیسی علیہ السلام کے نام سے تو یہ خطا ہے عنوان اور معنون دونوں میں الخ ملخصاً ماخوذ از فتاوی عزیزی از مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مطبوعہ سعید کمپنی کراچی صفحہ ۴۹۹

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۵-	یا اس نے اللہ تعالیٰ کا نام اور عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا تو اس کا وہ ذبیحہ نہ کھایا جائے گا۔[۱]	بدائع
۱۱	(الف) اور ان (یعنی ذکاۃ کی شرطوں) میں سے ایک (یعنی تیسری) شرط، ذبح کرتے وقت تسمیہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہے ہمارے ہاں یہ حکم ہے کہ اس میں (اللہ تعالیٰ کا) کوئی نام ہو خواہ اس نام کے ساتھ کوئی صفت ملائی مثلاً اس نے یوں کہا کہ اللہ اکبر، اللہ اعظم، اللہ اجل، اللہ الرحمٰن، اللہ الرحیم اور اس کی مانند یا اس نے (اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ) کوئی صفت نہ ملائی مثلاً اس نے یوں کہا کہ اللہ یا الرحمٰن یا الرحیم وغیرہ، (ب) اور یہی حکم تہلیل (یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنے) اور تحمید (یعنی الحمد للہ کہنے) اور تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنے) کا ہے خواہ وہ ذبح کرنے والا معروف تسمیہ (یعنی بسم اللہ) کو نہ جانتا تھا یا جانتا تھا اور خواہ وہ تسمیہ عربی میں ہو یا فارسی میں یا کسی اور زبان میں ہو اور خواہ وہ عربی میں اچھی طرح نہ کہہ سکتا تھا یا کہہ سکتا تھا، حکم برابر ہے یونہی بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کیا ہے (ج) اور اگر کسی شخص نے (ذبح کے وقت) ذبیحہ پر رومی یا فارسی زبان میں تسمیہ کہا اور وہ عربی زبان میں اچھی طرح کہہ سکتا ہو یا نہ، اسے (ذبح کے وقت) تسمیہ کے لئے کفایت کر جائے گا۔[۲]	بدائع
۱۲	اور (ذبح میں) تسمیہ کی (۴) شرطوں میں سے ایک (یعنی پہلی) شرط یہ ہے کہ وہ تسمیہ ذبح کرنے والے کی طرف سے ہو حتی کہ اگر (ذبح کے وقت) اس کے علاوہ کسی نے تسمیہ کہا اور وہ (خود) خاموش رہا حالانکہ اسے اس وقت تسمیہ (کا شرط ہونا) یاد ہے وہ بھولا ہوا نہیں ہے تو (اس کا) وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا۔[۳]	بدائع
۱۳	اور (ذبح میں) تسمیہ کی شرطوں میں سے ایک (یعنی دوسری) شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا، وہ تسمیہ ذبیحہ پر تسمیہ کے ارادہ سے کہے پس (الف) اگر اس نے وہ تسمیہ اس کام کے شروع کرنے کے ارادہ سے کہا تو اس (تسمیہ) سے وہ (ذبیحہ) حلال نہ قرار پائے گا (ب) اور اس حکم کی بنا پر جب کسی شخص نے الحمد للہ کہا اور اس نے یوں کہنے میں (ذبیحہ پر) تسمیہ کا ارادہ نہ کیا بلکہ اس نے یوں کہنے میں الحمد للہ علی سبیل الشکر کے ارادہ سے کہا تو اس سے وہ (ذبیحہ) حلال نہ قرار پائے گا (ج) اور اسی طرح اگر کسی شخص نے تسبیح یا تہلیل یا تکبیر کہنے میں، ذبیحہ پر تسمیہ کا ارادہ نہ کیا البتہ اس نے یوں کہنے میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور مخلوق کی صفات سے اللہ تعالیٰ کے پاک ہونے کا ہی ارادہ کیا تو اس سے وہ (ذبیحہ) حلال نہ قرار پائے گا۔[۴]	بدائع

[۱] نیز حکم نمبر ۱۵/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۱ تا ۱۹/۱۰۵۵، ۶۲ تا ۸۴/۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۱، ۱۳/۱۰۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] ۱۲، ۱۴/۱۰۵۵، ۵۴/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور درمختار میں ہے کہ ذبح کے وقت تسمیہ کہنے میں محض ابتداءِ فعل میں تبرک کا قصد کیا تو وہ تسمیہ ذبح کیلئے صحیح نہ ہوگا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المختار ج ۵ ص ۲۱۲ (مترجم)

ت نمبر دفعہ وشق	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — شرائط الذکاۃ	حوالہ
۱۴،۱۰۵۵	ولو عطس فقال الحمد لله يريد به التحميد على العطاس فذبح لا يحل	كذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	(ومنها) تجريد اسم الله تعالى من غيره وان كان اسم النبي صلى الله عليه وسلم	كذا فی البدائع
۱۶	(ومنها) ان يقصد بذكر اسم الله تعالى تعظيمه على الخلوص لا يشوبه معنى الدعاء حتى لو قال اللهم اغفر لم يكن ذلك تسمية لانه دعاء والدعاء لا يقصد به التعظيم المحض	كذا فی البدائع
۱۷	واما وقت التسمية فوقتها على الذكاة الاختيارية وقت الذبح لا يجوز تقديمها عليه الا بزمان قليل لا يمكن التحرز عنه	كذا فی البدائع
۱۸	واما وقت الاضطرارية فوقتها وقت الرمی والارسال	كذا فی البدائع

ا؎ حکم نمبر ۱۳/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۴۵، ۴۸، ۴۹/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ تسمیہ کے پہلے اور بعد دعا میں حرج نہیں (بلکہ وہ تو مروی ہے) لیکن ذبح کرتے وقت تسمیہ کی بجائے اللھم اغفر لی کہنے سے وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا اسلئے کہ یوں کہنا دعا اور سوال کرنا ہے ۔ نیز رد المحتار میں بحوالہ الزیلعی بروایت علی رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ذبح یہ دعا مروی ہے کہ اللھم ھذا منك ولك ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریك له وبذلك امرت وانا من المسلمین بسم اللہ واللہ اکبر اور ذبح کے بعد یہ دعا مروی ہے کہ اللھم تقبل هذا الحدیث نیز رد المحتار میں ہے کہ ذبح کرنے میں تسمیہ کے ساتھ مخلوق کی تعظیم کا قصد نہ ہو مثلاً حاکم وغیرہ کی آمد پر اسکی تعظیم کے قصد سے ذبح کرے تو وہ ذبیحہ حرام قرار پاتا ہے اگرچہ اس نے اسپر تسمیہ کہا تامل ۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۱۱، ۲۱۲ ۔ حکم نمبر ۱/۱۰۵۵، ۵۴/۱۰۵۶، ۱۵، ۷۸/۵۰۲ اور ۳۴/۲۸۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز فتاوی عزیزی میں (ذبح اور مذبوح میں فرق بیان کرتے ہوئے) لکھا ہے کہ جاننا چاہیے کہ ذبح سے مراد خون بہانا اور مذبوح سے مراد ہے ذبیحہ کا لحم وشحم یعنی گوشت اور چربی، تو جب یہ مقصود ہو کہ خون بہانے سے تقرب غیر اللہ کا حاصل ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب یہ مقصود ہو کہ خون بہانا اللہ تعالی کی تعظیم کے لئے ہو اور غیر کا تقرب گوشت کھلانے سے حاصل ہو تو ذبیحہ حلال ہوگا اس واسطے کہ ذبح سے مراد خون بہانا ہے مذبوح کے معنی خون بہانا نہیں بلکہ مذبوح سے وہ چیز مراد ہے جو ذبح کے بعد حاصل ہوتی ہے یعنی لحم وشحم یعنی گوشت اور چربی اور اسی بنا پر ہم نے یہ کہا ہے کہ یہ بلا شبہ حلال ہے کہ بازار سے گوشت خرید لیا جائے یا گائے یا بکری ذبح کی جائے اس ارادہ سے کہ گوشت اور کھانا پکا کر فقرا کو

دفعہ و شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۵/۱۴	اور (مذکورہ حکم کی بنا پر) اگر کسی شخص کو چھینک آئی تو اس (یعنی ذابح آدمی) نے چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے کے ارادے سے الحمد للہ کہا اور پھر اس آدمی نے (جانور) ذبح کیا تو اس سے وہ (ذبیحہ) حلال نہ قرار پائے گا[۱]	قاضیخان
۱۵	اور (ذبح میں) تسمیہ کی شرطوں میں سے ایک (یعنی تیسری) شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا، اللہ تعالیٰ کے نام کو اس کے غیر کے نام سے مجرد کر کے کہے وہ خواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہی کیوں نہ ہو[۲]	بدائع
۱۶	اور (ذبح میں) تسمیہ کی شرطوں میں سے ایک (یعنی چوتھی) شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے میں خالص اس کی تعظیم ہی کے قصد سے کہے اس کہنے میں دعا کرنے کے معنی کا شائبہ نہ ہو حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اللھم اغفر (یعنی اے اللہ بخشش فرما) تو یوں کہنا (ذبح کرنے کے لئے) تسمیہ نہ قرار پائے گا اس لئے کہ یوں کہنا دعا ہے اور دعا میں محض تعظیم ہی مقصود نہیں ہوتی ہے[۳]	بدائع
۱۷	اور (ذبح میں) تسمیہ کے وقت کے متعلق حکم یہ ہے کہ ذبح اختیاری پر تسمیہ کا وقت ذبح کرنے کا وقت ہے۔ ذبح سے پہلے تسمیہ کہہ دینا (ذبح کے لئے) جائز نہیں قرار پاتا لیکن اتنی تھوڑی دیر پہلے کہنا جس سے بچاؤ مشکل ہوتا ہے اس کے متعلق یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر اس تسمیہ سے ذبح جائز قرار پا سکتا ہے)[۴]	بدائع
۱۸	اور (ذبح میں) ذبح اضطراری پر تسمیہ کا وقت (اس شکار پر) تیر پھینکنے اور (سدھایا ہوا شکاری جانور) اس پر چھوڑنے کا وقت ہے[۵]	بدائع

کھلایا جائے اور اس کا ثواب کسی میت کی روح کو پہنچایا جائے یعنی اسکے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور یہ امر کہ ایسی حالت میں صرف ثواب رسانی مراد ہوتی ہے اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میت کے نام سے کوئی خاص گائے معین نہیں کی جاتی اور نہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں گائے فلاں میت کے نام پر ذبح کی جائے گی بلکہ یہی خیال رہتا ہے کہ خواہ بازار سے گوشت خرید لیا جائے یا گائے ذبح کی جائے دونوں صورتوں میں ہر حال میں ثواب رسانی کی نذر پوری ہو جائے گی نیز لکھا ہے کہ یا یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ گوشت کھانا کھلانے کے مصرف میں آئے مثلاً طعام ولیمہ یا اعراس میں وہ گوشت صرف ہو اور دوسری صورت میں یعنی جب خاص ذبح سے غیر اللہ کا تقرب ہونا منظور ہو تو یہ مقصود ہوتا ہے کہ بنفسہ خون کا بہانا اس غرض سے ہو کہ اس خون کے بہانے سے غیر اللہ کا تقرب حاصل ہو۔ ماخوذ از فتاوی عزیزی از مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ص۴۹۸، ص۴۹۹ (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱۰۵۴/۱، ۱۰۵۶/۵۶ تا ۵۸، ۶۰ تا ۶۲ نیز ۱۰۵۴/۴، ۱۰۵۵/۱۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱۰۵۴/۴، ۱۰۵۶/۵۶ب، ۵۹ نیز ۱۰۵۵/۱۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات وشق	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — شرائط الذکاة	حوالہ
۱۰۵۵-۱۹	واما الذی یرجع الی المذکی وھو ان یکون حلالا ۱ وھذا فی الذکاة الاضطراریة دون الاختیاریة	کذا فی البدائع
۲۰	واما الذی یرجع الی محل الذکاة (فمنھا) تعیین المحل بالتسمیة فی الذکاة الاختیاریة وعلی ھذا یخرج ما اذا ذبح وسمی ثم ذبح اخری بظن ان التسمیة الاولی تجزئ عنھما لم تؤکل فلا بد ان یجدد لکل ذبیحة تسمیة علی حدة	کذا فی البدائع
۲۱	(ومنھا) قیام اصل الحیاة فی المستأنس وقت الذبح قلت اوکثرت فی قول ابی حنیفة رح وعند ابی یوسف رح ومحمد رح لا یکتفی بقیام اصلھا بل تعتبر حیاة مستقرة	کذا فی البدائع
۲۲	المتردیة والمنخنقة والموقوذة والشاة المریضة والنطیحة ومشقوقة البطن اذا ذبحت ینظر ان کانت فیھا حیاة مستقرة حلت بالذبح بالاجماع وان لم تکن الحیاة فیھا مستقرة تحل بالذبح سواء عاش اولا یعیش عند ابی حنیفة رح وھو الصحیح وعلیه الفتوی ۲	کذا فی محیط السرخسی
۲۳	واما خروج الدم بعد الذبح فیما لا یحل الا بالذبح فھل ھو من شرائط الحل فلا روایة فیھا عن اصحابنا رح وذکر فی بعض الفتاوی ۱ه ۳	

۱ حکم نمبر ۶ تا ۹ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ حکم نمبر ۵۵، ۵۶، ۵۹ تا ۶۲ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۳ / ۱۰۵۴، ۲۱ تا ۲۵ / ۱۰۵۵، ۲۰ تا ۲۳، ۴۰، ۴۲ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں چنانچہ درمختار میں ہے کہ حیات کی اتنی مقدار کفایت کرجاتی ہے جتنی کہ وہ مذبوح میں باقی رہتی ہے اور ردالمحتار میں ہے کہ المنح میں بحوالہ الجوھرۃ اور الینابیع لکھا ہے کہ جب کوئی بکری بیمار پڑی اور اس میں اتنی مقدار ہی حیات باقی تھی کہ جتنی مقدار کو مذبوح زندہ رہتا ہے تو صاحبینؒ (یعنی امام ابویوسف رح اور امام محمد رح) کے ہاں وہ ذبح کرنے سے حلال نہ قرار پائے گی اور مختار حکم یہ ہے کہ (ذبح سے حلال قرار پانے والی) ہر شئی جو ذبح کی گئی درآنحالیکہ وہ زندہ تھی تو وہ کھائی جاسکے گی اور اس پر فتوی ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد بغیر تفصیل "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" (مائدہ آیت ۳ یعنی مگر جو ذبح کرلیا) ہے مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ صـ۲۰۷ نیز درمختار میں ہے کہ کسی شخص نے بیمار بکری ذبح کی تو اس نے حرکت کی یا خون نکلا جیساکہ زندہ سے نکلتا ہے تو وہ حلال قرار پائی اس لئے کہ علامت حیات پائی گئی ورنہ نہیں بشرطیکہ ذبح کے وقت

دفعات متن نمبر	پہلا باب ، ذبح کا رکن ، شرطیں ، حکم اور قسموں کے احکام ۔ ذبح کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۵-۱۹	اور (ذکاۃ کی شرطوں سے) وہ (یعنی چوتھی شرط) جس کا تعلق مذکی (یعنی ذبح کرنے والے) سے ہے یہ ہے کہ وہ (مذکی) حلال ہو (یعنی ذبح کرنے والا شخص حالتِ احرام میں نہ ہو) اور یہ حکم ذبح اضطراری (یعنی شکار کی صورت) میں ہے ذبح اختیاری (کی صورت) میں نہیں ہے ۱ہ	بدائع
۲۰	اور (ذکاۃ کی شرطوں میں سے) وہ (یعنی پانچویں شرط) جس کا تعلق محل ذبح سے ہے اور اس میں سے یہ ہے کہ ذبح اختیاری میں تسمیہ کہنے کا محل متعین ہو اور اس حکم کی بنا پر اس صورت کا حکم نکلتا ہے کہ جب کسی شخص نے ذبح کیا اور تسمیہ کہی پھر اس نے دوسرا جانور اس گمان سے ذبح کیا کہ پہلا تسمیہ ہی ان دونوں جانوروں پر تسمیہ کے لئے کفایت کرتا ہے تو وہ (دوسرا) ذبیحہ نہ کھایا جائے گا پس ضروری ہے کہ ذبح کرنے والا ہر ذبیحہ کے لئے علیحدہ از سر نو تسمیہ کہے ۲ہ	بدائع
۲۱	اور (ذکاۃ کی) ان (شرطوں) سے ایک (یعنی چھٹی شرط) یہ ہے کہ مستأنس (یعنی وہ جانور جو شکار کا نہیں ہے اس) میں ذبح کے وقت اصل حیات قائم ہو خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہو یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں (محض) اصل حیات کا قائم ہونا کفایت نہیں کرتا بلکہ (ان کے ہاں) مستقرہ حیات کا اعتبار ہے ۳ہ	بدائع
۲۲	اور اونچائی سے گری ہوئی ، گلا گھونٹی ہوئی ، چوٹ ماری ہوئی اور وہ بکری جو بیمار تھی اور سینگ ماری ہوئی اور پیٹ پھاڑی ہوئی ، جب ذبح کر لی گئی تو دیکھا جائے گا اگر اس میں حیات مستقرہ تھی تو ذبح کر لینے سے وہ بالاجماع حلال قرار پائے گی اور اگر اس میں حیات مستقرہ نہ تھی تو امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ذبح کر لینے سے وہ حلال قرار پائے گی خواہ وہ (عادۃً) زندہ رہ سکتی تھی یا وہ زندہ نہ رہ سکتی تھی اور یہی حکم صحیح ہے اور اس پر فتوی ہے ۴ہ	محیط
۲۳	جو جانور ذبح کے بغیر حلال نہیں قرار پاتے ، ان میں ذبح کے بعد خون کا نکلنا ، کیا حلال قرار پانے کی شرائط سے ہے ؟ تو اس کے متعلق ہمارے اصحابؒ سے کوئی روایت نہیں ہے اور بعض فتاوی میں مذکور ہے کہ	

اس کی حیات معلوم نہ ہوئی تھی اور اگر (ذبح کے وقت) اس کی حیات معلوم ہوئی تھی تو وہ مطلقاً حلال قرار پائی اس لئے اصل حیات کی بقا شک سے زائل نہ قرار پائے گی اگرچہ اس نے حرکت نہ کی اور نہ خون نکلا ۔ اور گلا گھونٹی ہوئی سینگ ماری ہوئی اور وہ جس کا پیٹ بھیڑیئے نے پھاڑ دیا تو انہیں ذبح کر لینے سے حلال قرار پاتی ہیں اگرچہ ان کی حیات خفیفہ تھی اور اس پر فتوی ہے اس لئے کہ اللہ تعالی کا ارشاد بغیر تفصیل "إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" ہے ۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۷ (مترجم) ۴ہ
حکم نمبر ۲۱/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — حکم الذکاۃ	حوالہ
۱۰۵۵ -	لابد من احد شیئین اما التحرک واما خروج الدم فان لم یوجد لا تحل	کذا فی البدائع
۲۴	وان ذبح شاۃ اوبقرۃ فخرج منها دم ولم تتحرک وخروجه مثل ما یخرج من الحی اکلت عند ابی حنیفة رح وبه نأخذ	کذا فی السراج الوهاج
۲۵	رجل ذبح شاۃ مریضة فلم یتحرک منها الا فوها ان فتحت فاها لا تؤکل وان ضمته اکلت وان فتحت عینیها لا تؤکل وان غمضتها اکلت وان مدت رجلیها لا تؤکل وان قبضتهما اکلت وان لم یقم شعرها لا تؤکل وان قام اکلت هذا کله اذا لم یعلم انها حیة وقت الذبح لتکون هذه علامة الحیاۃ فیها اما اذا علمت حیاتها یقینا وقت الذبح اکلت بکل حال	کذا فی السراج الوهاج
۱۰۵۶ -	**حکم الذکاۃ** تعداد شق ۶۲	
۱	(واما حکمها) فطهارۃ المذبوح وحل اکله من الماکول وطهارۃ غیر الماکول للانتفاع لا بجهة الأکل	کذا فی محیط السرخسی
۲	والخنثی والمخنث تجوز ذبیحتهما	کذا فی الجوهرۃ النیرۃ
۳	لا یکرہ ذبح الابرص وخبزہ وطبخه وغیرہ اولی	کذا فی الغرائب
۴	المرأۃ المسلمة والکتابیة فی الذبح کالرجل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	وتؤکل ذبیحة الاخرس مسلما کان او کتابیا	کذا فی فتاوی قاضیخان

ـــہ۱ حکم نمبر ۳۱/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۲ حکم نمبر ۳۱/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۳ حکم نمبر ۳۱/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۴ حکم نمبر ۳۸، ۳۶/۴۳ ، ۱/۸۹ نیز ۱۵/۵۰۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۵ اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۵/۲۲۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـــہ۶ حکم نمبر ۳/۱۰۵۵ نیز اسکی نظیر کیمتعلق ۷/۱۰۶۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۵-	(مذکورہ صورت میں) دو چیزوں میں سے ایک چیز ہونی چاہیے (اس ذبیحہ کا) حرکت کرنا یا (ذبح میں اس سے) خون نکلنا پس اگر (اس میں ان دونوں چیزوں میں سے) کوئی چیز نہ پائی گئی تو وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا ؎۱	بدائع
۲۴	اگر کسی شخص نے بکری یا گائے ذبح کی پس اس سے خون نکلا اور اس نے حرکت نہ کی اور اس خون کا نکلنا ایسا تھا جیسا کہ زندہ جانور سے خون نکلتا ہے تو وہ (بکری یا گائے) امام ابوحنیفہ رح کے ہاں کھائی جاسکے گی اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں ؎۲	سراج وہاج
۲۵	(ا) کسی شخص نے کوئی بیمار بکری ذبح کی (اور ذبح کے وقت اس کی حیات معلوم نہ ہوئی) اور اس بکری (کے جسم) سے اس کے منہ کے سوا کسی حصہ نے حرکت نہ کی تو (اس صورت میں حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر اس بکری نے منہ کھول دیا تو نہ کھائی جائے گی اور اگر اس نے منہ بند کر لیا تو کھائی جاسکے گی (۲) اگر اس نے آنکھ کھول دی تو نہ کھائی جائے گی اور اگر اس نے آنکھ بند کر لی تو کھائی جاسکے گی (۳) اگر اس نے اپنے دونوں پاؤں کو پھیلایا تو نہ کھائی جائے گی اگر اس نے اپنے دونوں پاؤں کو سکیڑا تو کھائی جاسکے گی (۴) اگر اس کے بال کھڑے نہ ہوئے تو نہ کھائی جائے گی اور اگر اس کے بال کھڑے ہوئے تو کھائی جاسکے گی اور یہ (مذکورہ) سب احکام اس صورت میں ہیں کہ جب یہ معلوم نہ ہو کہ (ذبح کے وقت) وہ زندہ تھی تاکہ (مذکورہ علامتوں میں سے) یہ علامت اس میں اس کی زندگی کی علامت قرار پاسکے (ب) اور اگر ذبح کے وقت اس کی حیات یقیناً معلوم ہو تو وہ ہر حال میں کھائی جاسکے گی ؎۳	سراج وہاج
۱۰۵۶-	**ذکاۃ کا حکم** اور اس میں ۶۲ شقیں ہیں	
۱	(ا) ذکاۃ (یعنی ذبح و نحر) کا حکم، ذبح شدہ جانور کا پاک ہونا اور اگر وہ جانور حلال جانوروں میں سے ہو تو اس کا کھانا حلال قرار پاتا ہے (ب) اور اگر وہ جانور حلال جانوروں میں سے نہ ہو تو وہ کھانے کے طور پر نہیں (اس کے علاوہ) فائدہ اٹھانے کے لئے پاک قرار پاتا ہے ؎۴	محیط سرخسی
۲	خنثی اور مخنث (یعنی ہیجڑا) کا ذبیحہ جائز قرار پاتا ہے ؎۵	جوہرہ نیرہ
۳	(ا) برص کی بیماری والے کا ذبح کرنا، اس کا روٹی اور ہانڈی پکانا مکروہ نہیں ہوتا ہے (ب) اور (ان مذکورہ کاموں کے لئے) اس کا غیر اولیٰ ہے۔	غرائب
۴	ذبح کرنے میں مسلمان عورت اور اہل کتاب میں سے عورت، مرد کی طرح ہیں ؎۶	قاضیخان
۵	گونگا شخص مسلمان ہو یا اہل کتاب سے ہو اس کا ذبیحہ کھایا جاسکے گا ؎۷	قاضیخان

؎ اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۱۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی رکنه و شرائطه و حکمه وانواعه — حکم الذکاة	حوالہ
۱۰۵۶-۶	ولا یحل ما ذبحه المحرم من الصید سواء ذبحه فی الحل او فی الحرم	کذا فی الکافی
۷	وکذا لا یحل ما ذبح فی الحرم[۲] من الصید سواء کان الذابح حلالا او حراما	کذا فی الکافی
۸	وهذا بخلاف ما اذا ذبح المحرم غیر الصید او ذبح فی الحرم غیر الصید لانه فعل مشروع	کذا فی الکافی
۹	نصرانی ذبح صیدا فی الحرم لا یحل	کذا فی السراجیة
۱۰	مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارهم او الکافر لآلهتهم توکل لانه سمی الله تعالی ویکره للمسلم کذا فی التاتارخانیة	ناقلا عن جامع الفتاوی
۱۱	وفی المشکل ذبح عند مرأی الضیف تعظیما له لا یحل اکلها وکذا عند قدوم الامیر او غیره تعظیما فاما اذا ذبح عند غیبة الضیف لاجل الضیافة فانه لا بأس به	کذا فی الجوهرة النیرة
۱۲	وفی التجرید المسلم اذا ذبح فأمر المجوسی بالسکین بعد الذبح لم یحرم	کذا فی التتارخانیة
۱۳	ولو ذبح المجوسی وأمر المسلم بعده لم یحل	کذا فی التتارخانیة
۱۴	والعروق التی تقطع فی الذکاة اربعة الحلقوم وهو مجری النفس والمری وهو مجری الطعام والودجان وهما عرقان فی جانبی الرقبة یجری فیهما الدم فان قطع کل الاربعة حلت الذبیحة وان قطع اکثرها فکذلك	

[۱] احرام کے متعلق حکم نمبر ۳۰۰ ، حرم کی حدود کے متعلق ۱/۲۹۹ نیز ۷۰، ۳۶، ۷۲/۳۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] قوله وکذا لا یحل ما ذبح فی الحرم من الصید الخ التقیید بقوله فی الحرم یفید ان الحلال لو اخرجه الی الحل وذبحه فیه یحل والظاهر خلافه کما فی حاشیة الدر ویدل علیه قول الاتقانی وکذا صید الحرم لا تحل ذبیحته اصلا لا للمحرم ولا للحلال اھ فقوله اصلا ای لا فی الحرم ولا فی الحل تامل اھ مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قوله لا یحل الخ یعنی جو (ممنوعہ) شکار "حرم میں" ذبح کیا گیا وہ حلال نہیں اس میں "حرم میں" کی قید سے مستفید ہوتا ہے کہ اگر بغیر احرام والے شخص نے حرم کے شکار کو وہاں سے حل کی طرف نکالا اور اسے وہاں (حل میں) ذبح کیا تو وہ جانور حلال قرار پائے گا حالانکہ ظاہر حکم اسکے خلاف ہے

دفعہ وشق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶-۶	مُحرِم (یعنی احرام والے شخص نے جو (ممنوعہ) شکار (کا جانور) ذبح کیا وہ حلال نہیں قرار پاتا خواہ اس نے اسے حل میں ذبح کیا یا حرم میں ذبح کیا [1]	کافی
۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جو (ممنوعہ) شکار حرم میں ذبح کیا گیا خواہ ذبح کرنے والا احرام کے بغیر تھا یا احرام میں تھا (وہ جانور حلال نہیں قرار پاتا) [3]	کافی
۸	اور اس (مذکورہ) حکم کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب مُحرِم شخص نے شکار کے (جانور کے) علاوہ (حلال جانور) ذبح کیا یا حرم میں شکار کے علاوہ ذبح کیا اس لئے کہ یہ جائز کام ہے [4]	کافی
۹	نصرانی شخص نے حرم میں (ممنوعہ) شکار (کا جانور) ذبح کیا تو وہ حلال نہ قرار پائے گا [5]	سراجیہ
۱۰	کسی مسلمان شخص نے مجوسی کی بکری کو، جو ان کے آتشکدہ کے لئے تھی یا کافر کی بکری کو، جو ان کے الٰہوں کے لئے تھی، ذبح کیا تو وہ کھائی جا سکے گی اس لئے کہ اس مسلمان نے (ذبح کے وقت) تسمیہ (یعنی اللہ کے نام پر ذبح) کیا ہے اور مسلمان کے لئے مکروہ ہے [6]	تتارخانیہ
۱۱	(و) المشکل میں ہے کہ کسی شخص نے مہمان کے سامنے اس کی تعظیم کے لئے جانور ذبح کیا تو اس جانور کا کھانا حلال نہیں قرار پاتا (ب) اسی طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ کسی شخص نے) حاکم وغیرہ کی آمد پر (اس کی) تعظیم کے لئے جانور ذبح کیا (تو وہ حلال نہیں قرار پاتا) (ج) اور اگر اس نے (مثلاً مہمان کے ہاں حضوری کے بغیر ضیافت کے لئے ذبح کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے [7]	جوہرہ نیرہ
۱۲	التجرید میں ہے کہ جب مسلمان شخص نے جانور ذبح کیا تو ذبح کے بعد مجوسی نے اس (جانور کے گلے) پر چھری پھیری تو (اس سے) وہ جانور حرام نہ قرار پائے گا [8]	تتارخانیہ
۱۳	اور اگر (مذکورہ صورت یوں ہو کہ) مجوسی شخص نے جانور ذبح کیا اور ذبح کے بعد مسلمان نے اس (جانور کے گلے) پر چھری پھیری تو (اس سے) وہ جانور حلال نہ قرار پائے گا [9]	تتارخانیہ
۱۴	(د) ذکاۃ (یعنی ذبح کرنے) میں جو رگیں کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں (۱) حلقوم اور وہ سانس لینے کا راستہ (یعنی نرخرہ) ہے (۲) المری وہ کھانے پینے کا راستہ ہے (۴،۳) الودجان وہ دو رگیں جو گردن (کے منکے) کے دونوں طرف ہوتی ہیں ان میں خون چلتا ہے (یعنی شہ رگیں) پس اگر (ذبح کرنے میں	

جیساکہ حاشیہ الدرر میں ہے اور الاتقانی رحمہ کا یہ قول (بھی) اس پر دلالت کرتا ہے کہ اسی طرح حرم کا شکار، اس کا ذبیحہ بالکل حلال نہیں نہ مُحرِم کے لئے اور نہ غیر مُحرِم کے لئے الخ پس بالکل یعنی نہ حرم میں نہ حل میں، تامل اھ ۔ وھکذا فی الدر المختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۰۸ نیز حکم نمبر ۸۵، ۸۶/۳۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۹/۱۰۵۵، ۸/۱۰۵۶، ۱/۲۹۷، ۱، ۶۹، ۷۰/۳۱۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] حکم نمبر ۷/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [5] حکم نمبر ۹ تا ۱۳/۱۰۵۶، ۳/۱۰۵۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [6] مجوسی کے متعلق حکم نمبر ۹/۵۰۲ مع حاشیہ اور تسمیہ کے متعلق ۱۱/۱۰۵۵ مع حاشیہ نیز حکم نمبر ۱۵، ۱۶/۱۰۵۵، ۱۱/۱۰۵۶ نیز حکم نمبر ۳۶/۱۰۵۶ کے حاشیہ میں امام محمد رحمہ کا مکروہ کہنے کے متعلق بدایہ کا حوالہ اور ۱/۱۰۸۲ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۱۶/۱۰۵۵ اور ۱۰/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۳/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [9] حکم نمبر ۱۲/[illegible] نیز حکم نمبر ۳/[illegible]، ۳/[illegible] مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ و شق نمبر	الباب الاول فی رکنه و شرائطه وحکمه وانواعه — حکم الذکاة	حوالہ
۱۰۵۶-	عند ابی حنیفة رح وقالا لابد من قطع الحلقوم والمرئ وواحد الودجین والصحیح قول ابی حنیفة رح لما ان للاکثر حکم الکل	کذا فی المضمرات
۱۵	وفی الجامع الصغیر اذا قطع نصف الحلقوم ونصف الاوداج ونصف المرئ لا یحل لان الحل متعلق بقطع الکل او الاکثر ولیس للنصف حکم الکل فی موضع الاحتیاط	کذا فی الکافی
۱۶	وعن محمد رح اذا قطع الحلقوم والمرئ والاکثر من کل ودجین یحل ومالا فلا قال مشائخنا رح وهو اصح الجوابات	کذا فی المحیط
۱۷	واذا ذبح الشاة من قبل القفا فان قطع الاکثر من هذه الاشیاء قبل ان تموت حلت وان ماتت قبل قطع الاکثر من هذه الاشیاء لا تحل ویکره هذا الفعل لانه خلاف السنة وفیه زیادة ایلام	کذا فی المحیط
۱۸	شاة او بقرة اشرفت علی الولادة قالوا یکره ذبحها لان فیه تضییع الولد وهذا قول ابی حنیفة رح لان عنده الجنین لا یتزکی بذکاة الام	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	من نحر ناقة او ذبح بقرة فوجد فی بطنها جنینا میتا لم یؤکل اشعر او لم یشعر وهذا عند ابی حنیفة رح وقال ابو یوسف رح ومحمد رح اذا تم خلقه اکل	کذا فی الهدایة

۱ے حکم نمبر ۱/۱۰۵۴، (۱۴ تا ۱۷، ۳۲ تا ۳۴، ۴۲)/۱۰۵۶ اور ۷/۱۰۵۸ نیز امام ابو حنیفہ رح اور صاحبین رح میں اختلاف کی صورت کے حکم کے متعلق حکم نمبر ۲ ب/۴۹۷ کے حاشیہ تفصیل الدلائل کا نمبر ۱ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۱۴/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
۳ے حکم نمبر ۱۴/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ے حکم نمبر ۱/۱۰۵۴، (۳۲، ۴۰)/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶-	مذکورہ) چاروں رگیں کٹ گئیں تو وہ ذبیحہ حلال قرار پا گیا اور اگر ان میں سے اکثر (یعنی تین) کٹ گئیں تو بھی امام ابو حنیفہؒ کے ہاں یہی حکم ہے (یعنی وہ ذبیحہ حلال قرار پا گیا) (ب) اور صاحبینؒ کا قول ہے کہ (ذبح کرنے میں) حلقوم اور المرئ کا کٹنا اور الودجین میں سے کسی ایک کا کٹنا ضروری ہے (ج) اور صحیح قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے اس لئے کہ اکثر کا حکم کل کا حکم ہوتا ہے ۱ھ	مضمرات
۱۵	اور الجامع الصغیر میں ہے کہ جب حلقوم (یعنی نرخرہ) کا نصف، اوداج (یعنی ودجان یعنی شہ رگوں) کا نصف اور المرئ کا نصف کاٹا گیا تو اس سے وہ جانور حلال نہ قرار پائے گا اس لئے کہ حلال قرار پانا (مذکورہ رگوں کے، کل یا اکثر کے کاٹنے سے متعلق ہے اور موضع احتیاط میں نصف کے لئے کل کا حکم نہیں ہوتا ۲ھ	کافی
۱۶	امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب (ذبح میں) حلقوم اور مری، (یعنی نرخرہ اور خوراک کی نالی) اور ہر دو ودجان (یعنی ہر دو شہ رگوں) میں سے اکثر کاٹا گیا تو اس سے وہ جانور حلال قرار پا جائے گا اور جو ایسا نہیں تو وہ جانور حلال نہ قرار پائے گا ہمارے مشائخؒ کا قول ہے کہ جوابات میں سے یہ جواب زیادہ صحیح ہے ۳ھ	محیط
۱۷	(ا) جب کسی شخص نے بکری کو گردن کی طرف سے ذبح کیا تو اگر اسکی موت سے قبل ان (مذکورہ چیزوں میں سے اکثر کو قطع کر دیا تو وہ حلال قرار پائی (ب) اور اگر وہ بکری ان (مذکورہ چیزوں) کا اکثر قطع ہونے سے قبل مر گئی تو وہ حلال نہ قرار پائے گی (ج) اور یہ (مذکورہ) فعل (یعنی گردن کی طرف سے ذبح کرنا) مکروہ ہے اس لئے کہ سنت کے خلاف ہے اور اس میں تکلیف بھی زیادہ ہے ۴ھ	محیط
۱۸	کوئی بکری یا گائے، بچہ جننے کے قریب تھی تو (اس کے ذبح کے متعلق) مشائخؒ کا قول ہے کہ اس کا ذبح کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس کے ذبح کرنے میں، اس بچہ کو ضائع کرنا قرار پاتا ہے اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے اس لئے کہ آپ کے ہاں ماں کے ذبح کرنے سے جنین (یعنی ماں کے رحم میں بچہ) کی ذکاۃ قرار نہیں پاتی ۵ھ	قاضیخان
۱۹	(ا) جس شخص نے اونٹنی نحر کی یا گائے ذبح کی تو اسکے پیٹ میں مردہ جنین (یعنی اسکے رحم میں مردہ بچہ) پایا گیا تو اسے کھایا نہ جائیگا خواہ اسکے بال پیدا ہوئے تھے یا نہ اور یہ حکم امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہے (ب) اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول یہ ہے کہ جب اسکی تخلیق مکمل ہو چکی ہو تو (مذکورہ صورت میں) اسے کھایا جا سکے گا ۶ھ	ہدایہ

۵ھ حکم نمبر ۱۸ تا ۲۳/۱۰۵۶ مع حواشی اور جنین کے متعلق ۵۰۱/۱۱۸۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ھ جیسا کہ ہدایہ ج ۴ صفحہ ۴۴ میں ہے اور جنین کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۵۰۱/۱۱۸۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

نمبر تنقیح دفعات و شق	الباب الاول فی رکنه و شرائطه وحکمه وانواعه حکم الذکاۃ	حوالہ
۱۰۵۶-۲۰	الجنین اذا خرج حیا و لم یکن من الوقت مقدار ما یقدر علی ذبحه فمات یؤکل و هذا التفریع علی قول ابی یوسف رح و محمد رح لا علی قول ابی حنیفة رح	کذا فی النهایة
۲۱	رجل شق بطن شاة فاخرج الولد حیا و ذبح ثم ذبح الشاة قالوا ان کانت الشاة لا تعیش من ذلك لا تحل لان الموت یکون بالاول و ذلك لیس بذکاة و ان کانت تعیش من ذلك حلت لان الذکاة هو الثانی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	ادخل یده فی فرج بقرة و ذبح ولدها فی بطنها حین عسرت الولادة علیها ان من مذبح حل و ان من غیره ان لم یمکنه الذبح من المذبح حل و ان امکن لا	کذا فی الوجیز للکردری
۲۳	سنور قطع رأس دجاجة فانه لا یحل بالذبح و ان کان یتحرك	کذا فی الملتقط
۲۴	والآلة علی ضربین قاطعة و ناسخة و القاطعة علی ضربین حادة و کلیلة فالحادة یجوز الذبح بها من غیر کراهة حدیدا کان او غیر حدید کما لو ذبح باللیطة او بالمروة او بشقة العصا او بالعظم و الکلیلة یجوز الذبح بها و یکره	کذا فی محیط السرخسی
۲۵	ولو ذبح بسن او ظفر منزوع یحل و یکره	کذا فی محیط السرخسی

۱ حکم نمبر ۱۸/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ حکم نمبر ۲۱ تا ۲۳/۱۰۵۶ نیز ۳/۱۰۵۴، ۱، ۲۱، ۲۲/۱۰۵۵، ۲۰، ۲۲/۱۰۵۶، ۳، ۹، ۱۲، ۱۵/۱۰۵۸، ۳ تا ۱۲، ۱۳، ۱۵/۱۰۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱۸/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴ حکم نمبر ۲۱/۱۰۵۶، ۳، ۹، ۱۲، ۱۵/۱۰۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ حکم نمبر ۵۶/۱۰۷۲ ملاحظہ ہو فسخ یعنی جدا جدا کرنا، توڑ دینا مفہوم ماخوذ المنجد ص ۹۲۴ اور آلہ فاسخہ کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۱۰۵۶ ملاحظہ ہو، اللیطة یعنی نرکل کا چھلکا ماخوذ از المنجد ص ۱۱۸۱ اور المرو چقماق کا پتھر، ماخوذ از المنجد ص ۱۳۰۳ اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ المروۃ سفید رنگ پتلا پتھر ہے چھریوں کی طرح اس سے (جانور) ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ المروہ وہ پتھر ہے جو دھار دار ہو اور الجوہرہ میں ہے کہ المروہ سفید چمکیلا پتھر ہے۔ ماخوذ از بین السطور و حاشیہ ہدایہ

دفعات نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۲۰-۱۰۵۶	جنین (یعنی جانور کے رحم میں بچہ) جب (اس جانور کے ذبح کے بعد) زندہ نکلا اور اتنا وقت نہ تھا کہ وہ اس کے ذبح پر قادر ہو پس وہ جنین مرگیا تو اسے کھایا جاسکے گا اور اس حکم کی تفریع امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول پر ہے امام ابو حنیفہؒ کے قول پر نہیں ہے ؎۱	نہایہ
۲۱	(و) کسی شخص نے بکری کا پیٹ پھاڑ کر زندہ بچہ باہر نکالا اور اسے ذبح کیا پھر اس نے اس بکری کو ذبح کیا تو اس کے حکم کے متعلق مشائخؒ کا قول ہے کہ اگر وہ بکری (پیٹ کے) اس زخم سے (عادۃ) زندہ نہ رہ سکتی ہو تو وہ (اس ذبح سے) حلال نہ قرار پائے گی اس لئے کہ اس کی موت اس پہلے زخم سے قرار پائے گی اور وہ (یعنی پیٹ پھاڑنے کا زخم) ذبح کرنا نہیں قرار پاتا (ب) اور اگر وہ بکری (پیٹ کے) اس زخم سے (عادۃ) زندہ رہ سکتی ہو تو (اس ذبح سے) وہ حلال قرار پائے گی اس لئے کہ اس کا ذبح ہونا وہ ہے جو بعد میں ہوا ؎۲	قاضیخان
۲۲	جب کسی گائے پر، بچہ جننے میں مشکل پیش آئی تو کسی شخص نے اس کے فرج میں ہاتھ داخل کرکے اس کے پیٹ میں اس کے بچہ کو ذبح کیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اسے ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا تو وہ حلال قرار پایا اور اگر اس نے اسے ذبح کرنے کی جگہ کے علاوہ سے ذبح کیا تو اگر اسے ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کرنا ممکن نہ تھا تو (بھی) وہ حلال قرار پایا اور اگر ممکن تھا تو پھر نہیں ؎۳	وجیز کردری
۲۳	بلی نے مرغی کا سر قطع کردیا تو وہ مرغی ذبح کرنے سے حلال نہ قرار پائے گی اگرچہ وہ پھڑکتی تھی ؎۴	ملتقط
۲۴	(ذبح کرنے کا) آلہ دو طرح ہے قاطعہ (یعنی قطع کرنے والا) اور فاسخہ (یعنی جدا کرنے والا) اور آلہ قاطعہ دو قسم ہے دھار دار اور کند، پس دھار دار آلہ سے ذبح کرنا بغیر کراہت کے جائز ہے خواہ وہ لوہا ہو یا لوہے کے علاوہ ہو۔ مثلاً کسی نے لیطہ (یعنی بانس کے دھار دار چھلکے) یا المروہ (یعنی پتھر) یا لکڑی کی کھپاچ یا ہڈی کی کھپاچ سے ذبح کیا (ب) اور کند آلہ سے ذبح کرنا جائز ہوتا ہے البتہ مکروہ قرار پاتا ہے ؎۵	محیط سرخسی
۲۵	اگر کسی شخص نے ایسے دانت یا ناخن سے (جانور) ذبح کیا جو (دانت یا ناخن) اکھاڑا ہوا تھا تو حلال قرار پاتا ہے البتہ مکروہ قرار پاتا ہے ؎۶	محیط سرخسی

؎۱ ج ۴ ص ۲۳۸۔ درمختار میں ہے کہ (جانور کے ذبح میں) آگ سے خون بہانے سے حلال قرار پاتا ہے اور رد المحتار میں بحوالہ الدر المنتقی لکھا ہے اگر کیا آگ سے ذبح حلال قرار پاتا ہے اس میں دو قول ہیں اشبہ حکم یہ ہے کہ حلال نہیں قرار پاتا جیسا کہ بحوالہ الزاہدی، القہستانی میں ہے اور میں کہتا ہوں کہ فقہاءؒ نے الجنایات کی بحث میں تصریح کی ہے کہ آگ سے قتل کرنا قتل عمد قرار پاتا ہے اور اس سے ذبیحہ حلال قرار پاتا ہے لیکن بحوالہ الکفایہ، المنح میں ہے کہ اگر آگ سے (ذبح کرنے میں) خون بہہ نکلا تو وہ ذبیحہ حلال قرار پائے گا اور اگر جل کر جم گیا تو اس سے وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا فلیحفظ، مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۸ ـ حکم نمبر ۲۳ تا ۳۸ / ۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

؎۶ حکم نمبر ۲۴، ۲۶ / ۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

نمبر دفعات وشق	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — حکم الذکاة	حوالہ
۲۶-۱۰۵۶	واما الآلة التی تفسخ فالظفر القائم والسن القائم لایجوز الذبح بهما بالاجماع ولو ذبح کانت میتة	کذا فی البدائع
۲۷	والسنة فی البعیر کل منهما[2] ان ینحر قائما معقول الید الیسری فان اضجعه جاز والاول افضل والسنة فی الشاة والبقر ان یذبح کل منهما مضجعا لانه امکن لقطع العروق ویستقبل القبلة فی الجمیع	کذا فی الجوهرة النیرة
۲۸	المستحب ان یکون الذبح فی النهار	کذا فی البدائع
۲۹	ویستحب فی الذبح حالة الاختیار ان یکون ذلك بآلة حادة من الحدید	
۱	کالسکین والسیف ونحو ذلك	کذا فی البدائع
۳۰	ویکره بغیر الحدید وبالکلیل من الحدید ومنها الترفیق فی قطع الاوداج	کذا فی البدائع
۳۱	ویکره الاتکاء فیه	کذا فی البدائع
۳۲	ویستحب الذبح من قبل الحلقوم ویکره الذبح من قبل القفا	کذا فی البدائع

[1] حکم نمبر ۲۴، ۲۵ / ۱۰۵۶ ملاحظہ ہو۔ اور ہدایہ میں ہے کہ ہر وہ چیز جو (ذبح کرنے میں) خون بہادے اس سے ذبح جائز قرار پاتا ہے لیکن قائم دانت اور قائم ناخن کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ ان سے ذبح کرنے سے وہ جانور مردار رہے نیز لکھا ہے کہ امام محمدؒ نے الجامع الصغیر میں بطور نص اس (مذکورہ) جانور کو مردار قرار دیا ہے اسلئے کہ آپ نے اس میں نص (یعنی حدیث) پائی اور امام محمدؒ جہاں نص نہ پائیں تو محتاط الفاظ لاتے ہیں اور (اس تحقیق میں) حلال کیلئے لاباس به (یعنی اس میں حرج نہیں) کہتے ہیں اور حرام کے لئے کہتے ہیں کہ مکروہ ہے وہ کھایا نہ جائے مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۳۸ حکم نمبر ۱ / ۱۰۸۲ کا حاشیہ اور حکم نمبر ۱۰ / ۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں نیز لاباس کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۴۲ / ۲۲۵ کے حاشیہ کے (ل) میں رد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] قوله والسنة فی البعیر کل منهما الخ کذا فی الاصل ولعل هنا سقطا بدلیل التثنیة ولیحرر اه مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی هذا ا۔ یعنی یہ فقرہ والسنة فی البعیر کل منهما الخ الاصل میں یوں ہی لکھا ہے اور شاید یہاں کوئی غلطی ہے جس کی دلیل (بعد میں) تثنیہ (یعنی کل منهما کی عبارت یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک) ہے پس اسکی اصلاح لکھنی چاہیے اھ۔ فتاوی عالمگیری کی اس عبارت کا ماخذ الجوهرة النیرة ہے اور اس میں یہ عبارت یوں درج ہے کہ " والسنة فی البعیر ان ینحر قائما معقول الید الیسری الخ یعنی اونٹ (کی ذکاۃ) میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اسکا بایاں بازو باندھ کر اسے کھڑا ہونے کی حالت میں نحر کیا جائے ماخوذ از الجوهرة النیرة ج ۲ ص ۲۷۸ مکتبہ امدادیہ ملتان۔ پس چونکہ اسکے اصل ماخذ میں " کل منهما " نہیں ہے لہذا اردو ترجمہ اصل ماخذ کے مطابق ہے اور پھر مفہوم واضح ہے (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶-۲۶	اور وہ آلہ جو ناسخہ (یعنی جدا کر دینے والا) ہے تو (اس کا حکم یہ ہے کہ مثلاً) قائم ناخن اور قائم دانت، اس سے ذبح کرنا بالاجماع جائز نہیں ہوتا اور اگر کسی نے اس سے (کوئی جانور) ذبح کیا تو وہ (جانور) مردار قرار پایا [۱]	بدائع
۲۷	اونٹ (کی ذکاۃ) میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اس کا بایاں بازو (یعنی بایاں اگلا پاؤں) باندھ کر کھڑا ہونے کی حالت میں نحر کیا جائے اور اگر کسی نے اسے پہلو کے بل لٹایا (اور نحر کیا) تو جائز ہے اور پہلا طریقہ افضل ہے (ب) اور بکری اور گائے (کی ذکاۃ) میں سنت طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو پہلو کے بل لٹا کر ذبح کیا جائے اس لئے کہ ایسا کرنے سے رگوں کا کاٹنا اچھی طرح ممکن ہوتا ہے (ج) اور سب (صورتوں) استقبال قبلہ کرے [۳]	جوہرہ نیرہ
۲۸	مستحب یہ ہے کہ ذبح کرنا دن کے وقت ہو [۴]	بدائع
۲۹	اور اختیاری حالت (یعنی غیر اضطراری حالت) میں ذبح کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ لوہے کے دھار دار آلہ سے ہو جیسا کہ چھری، تلوار اور اس کی مانند [۵]	بدائع
۳۰	اور یہ مکروہ ہوتا ہے کہ غیر حدید سے (یعنی غیر دھار دار سے) ذبح کرے (ب) اور یہ کہ کند لوہے سے ذبح کرے (ج) اور اس میں سے رگیں قطع کرنے میں نرمی کرنا (بھی) ہے [۶]	بدائع
۳۱	اور (ذبح کرنے کی حالت میں) تکیہ لگانا مکروہ ہوتا ہے	بدائع
۳۲	اور (ذبح کرنے میں) حلقوم کی طرف سے ذبح کرنا مستحب ہے اور گردن کی طرف سے ذبح کرنا مکروہ ہوتا ہے [۷]	بدائع

[۳] حکم نمبر ۲۷/۱۰۵۶ کا پہلا حاشیہ، ۱، ۴۱/۱۰۵۴ نیز حکم نمبر ۲۴ تا ۲۷/۳۲۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱ب، ۱۲/۱۰۶۷، ۳/۱۰۵۴ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۱/۱۰۵۴ نیز ۲۴، ۲۵/۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۶] حکم نمبر ۲۴، ۲۵، ۴۰/۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں اور الحدید یعنی لوہے کا ٹکڑا اور حدید کاٹنے والا۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۲۳۲ نیز دھار دار چیز سے ذبح کرنا خواہ وہ حدید (یعنی لوہا) ہو یا غیر حدید ہو اس کے متعلق حکم نمبر ۲۴/۱۰۵۶ میں غیر مکروہ مذکور ہے اور حکم نمبر ۳۰/۱۰۵۶ میں ہے کہ بغیر حدید ذبح کرنا مکروہ ہے تو ان دونوں حکموں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ حکم نمبر ۳۰/۱۰۵۶ میں حدید سے مراد کاٹنے والا یعنی دھار دار مراد ہو اور مفہوم یہ ہو کہ دھار دار کے علاوہ سے ذبح کرنا مکروہ ہے چنانچہ اس مقام پر سید امیر علیؒ نے اردو ترجمہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ غیر حدید سے یہاں مراد یہ ہے کہ تیز دھار نہ ہو۔ ماخوذ از حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا از سید امیر علیؒ ج ۸ ص ۵۰۷۔ چنانچہ اردو ترجمہ ہذا میں یہ ملحوظ ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم) [۷] حکم نمبر ۱/۱۰۵۴، ۱۷، ۱۱، ۴۰/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — حکم الذکاة	حوالہ
۱۰۵۶-۳۳	ومن المستحب قطع الاوداج من کلها ویکره قطع البعض دون البعض	کذا فی البدائع
۳۴	ویستحب الاکتفاء بقطع الاوداج ولا یبان الرأس ولو فعل یکره	کذا فی البدائع
۳۵	ویکره ان یقول عند الذبح اللهم تقبل من فلان وانما یقول ذلك بعد الفراغ من الذبح او قبل الاشتغال به ولو قال ذلك لا تحرم الذبیحة	کذا فی البدائع
۳۶	ویکره له بعد الذبح قبل ان تبرد ان ینخعها وهو ان ینحرها حتی یبلغ النخاع وان یسلخها قبل ان تبرد فان نخع او سلخ قبل ان تبرد فلا بأس بأکلها	کذا فی البدائع
۳۷	ویکره جرها برجلها الی المذبح	کذا فی البدائع
۳۸	ویکره ان یضجعها ویحد الشفرة بین یدیها وهذه کله لا تحرم به الذبیحة	کذا فی البدائع
۳۹	ولو ذبح فیما یجب فیه النحر او نحر فیما یجب فیه الذبح جاز لکن ترك السنة	کذا فی خزانة المفتین
۴۰	ولو ضرب عنق جزور او بقرة او شاة وابانها وسمی فان کان ضربها من قبل الحلقوم تؤکل وقد اساء فان ضرب علی التأنی والتوقف لا تؤکل لانها ماتت قبل الذکاة فکانت میتة وان قطع العروق قبل موتها تؤکل لوجود فعل الذکاة وهی حیة الا انه یکره ذلك لانه زاد فی المهام من غیر حاجة فان امضی فعله من غیر توقف تؤکل لان الظاهر ان موتها بالذکاة	کذا فی البدائع

ـــه ۱ حکم نمبر ۱/۱۰۵۴ ، ۱۲، ۳۴/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۲ حکم نمبر ۳۳/۱۰۵۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)
ـــه ۳ حکم نمبر ۴۷/۱۰۵۶ نیز ۶/۱۰۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۴ حکم نمبر ۳۷ ، ۴۳/۱۰۵۶ ، ۵۷/۱۰۷۲ مع حواشی
ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۵ حکم نمبر ۴/۱۰۷۳ ، ۳۶، ۴۳، ۵۷/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۶ حکم نمبر ۲۴ب، ۵۷/۱۰۵۶ مع

دفعات و شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن شرطیں اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶-۳۳	اور (ذبح میں) مستحب امر یہ (بھی) ہے کہ اوداج (یعنی مذکورہ شہ رگیں) کل کاٹے، بعض کاٹنا اور بعض نہ کاٹنا مکروہ قرار پاتا ہے ؎۱	بدائع
۳۴	اور (ذبح میں) یہ مستحب ہوتا ہے کہ (مذکورہ) رگیں کاٹنے پر اکتفا کرے اور (ذبیحہ کا) سر جدا نہ کرے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ مکروہ قرار پاتا ہے ؎۲	بدائع
۳۵	(ا) اور (ذبح میں) یہ مکروہ قرار پاتا ہے کہ ذبح کرتے وقت یوں کہے کہ اللھم تقبل من فلان (یعنی اے اللہ یہ فلاں کی طرف سے قبول فرما) البتہ یہ دعا ذبح سے فارغ ہونے کے بعد یا ذبح میں مشغول ہونے سے پہلے کہہ لے (ب) اور اگر کسی نے (ذبح کرتے وقت) یوں کہا تو اس سے وہ ذبیحہ حرام نہ ہوگا ؎۳	بدائع
۳۶	(ا) اور ذبح کرنے کے بعد اس کے لئے یہ مکروہ ہے کہ ذبیحہ کے ٹھنڈا ہونے سے قبل نخع کرے اور وہ یوں ہے کہ اس کے گلے کو یوں زخمی کرے کہ اس کے حرام مغز تک پہنچ جائے (ب) اور یہ (بھی) مکروہ ہے کہ اس (ذبیحہ) کے ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کی کھال اتارے (ج) اور اگر اس نے اس کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے نخع کیا یا اس کی کھال اتاری تو اس سے اس کے کھانے میں حرج نہیں ہے ؎۴	بدائع
۳۷	اور (ذبح کرنے میں) یہ مکروہ ہوتا ہے کہ اس جانور کو ذبح کرنے کی جگہ کی طرف اسے اس کے پاؤں سے گھسیٹ کر لے جائے ؎۵	بدائع
۳۸	اور (ذبح میں) یہ مکروہ ہوتا ہے کہ اس جانور کو لٹائے اور (پھر) اس کے سامنے چھری تیز کرے اور یہ سب (مذکورہ ۳۴ تا ۳۸ / ۱۰۵۶) امور ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے ذبیحہ حرام نہیں قرار پاتا ؎۶	بدائع
۳۹	اگر کسی شخص نے کسی ایسے جانور کو ذبح کیا جسے نحر کرنا پسندیدہ ہے یا کسی نے کسی ایسے جانور کو نحر کیا جسے ذبح کرنا پسندیدہ ہے تو جائز قرار پاتا ہے لیکن اس نے سنت طریقہ ترک کیا ؎۷	خزانۃ المفتین
۴۰	(ا) اگر (ذبح میں) کسی شخص نے اونٹ یا گائے یا بکری کی گردن ماردی اور اسے الگ کردیا اور تسمیہ کہا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس کی ضرب حلقوم کی طرف سے تھی تو وہ ذبیحہ کھایا جائے گا البتہ اس نے ایسا کرنے میں برائی کی (ب) اور اگر اس نے دیر اور توقف کے ساتھ گردن ماری تو وہ جانور نہ کھایا جائے گا اس لئے کہ اس کی موت ذکاۃ سے پہلے ہوگئی پس وہ مردار قرار پائی اور اگر اس نے اس کی موت سے پہلے رگیں کاٹ دیں تو وہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس لئے کہ ذکاۃ کا فعل اس جانور کی زندگی میں پایا گیا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس نے بلا ضرورت (دیر اور توقف سے) اس کی تکلیف کو بڑھایا (ج) اور اگر اس نے اپنا وہ فعل بلا توقف پورا کیا تو وہ ذبیحہ کھایا جائے گا اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ اس کی موت ذکاۃ ہوئی ؎۸	بدائع

؎ حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎ حکم نمبر ۱/۱۰۵۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ حکم نمبر ۱۷، ۲۱، ۳۰، ج، ۵۷ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات وشق	حکم الذکاۃ الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ وحکمہ وانواعہ	حوالہ
۱۰۵۶-۴۱	واذا ذبحها بغیر توجه القبلة حلت ولكن يكره	كذا فی الجواهر الاخلاطی
۴۲	اشرف ثوره على الهلاك وليس معه الا ما يجرح مذبحه ولو طلب آلة الذبح لا يدرك ذكاته فجرح مذبحه لا يحل الا اذا قطع العروق قال القاضی عبد الجبار رحمه الله يحل ان جرحه	كذا فی القنية
۴۳	وكره النخع وهو ان يبلغ بالسكين النخاع وتؤكل الذبيحة والنخاع عرق ابيض فی عظم الرقبة وقيل ان يمد رأسه حتى يظهر مذبحه وقيل ان يكسر عنقه قبل ان يسكن من الاضطراب وكل ذلك مكروه لانه تعذيب الحيوان بلا ضرورة والحاصل ان كل ما فيه زيادة الم لا يحتاج اليه فی الذكاة مكروه	كذا فی الكافی
۴۴	قال البقالی رحمه الله المستحب ان يقول بسم الله الله اكبر يعنی بدون الواو ومع الواو يكره لان الواو يقطع فور التسمية	كذا فی المحيط
۴۵	ذكر اسم الله واسم الرسول صلى الله عليه وسلم موصولا بغير واو فهذا على ثلاثة اوجه اما ان ينصب محمدا او يخفضه او يرفعه وفی كلها يحل لان الرسول غير مذكور على سبيل العطف فيكون مبتدأ لكن يكره لوجود الوصل صورة وان ذكر مع الواو ان خفضه لا يحل لانه يصير ذابحا بهما وان رفعه يحل لانه كلام مبتدأ وان نصبه اختلفوا	

۱ھ حکم نمبر ۲۸ ج / ۱۰۵۶ نیز ۲۷ / ۳۲۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ھ حکم نمبر ۲۱ / ۱۰۵۶ اور ذبح میں رگوں کے متعلق حکم نمبر ۱۴ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ھ حکم نمبر ۳۶، ۳۷، ۵۷ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور الجوهرة النيره میں ہے کہ ذبح کے بعد ذبیحہ کے جسم سے کھانا، اس ذبیحہ کے روح کے خارج ہونے کے بعد ہی جائز قرار پاتا ہے۔ ماخوذ از الجوهرة النيره ج ۲ ص ۲۷۸ اور درمختار ورد المحتار میں ہے کہ ذبح میں بلا فائدہ (اس جانور کو) کوئی تکلیف دینا مکروہ ہے مثلاً یہ کہ اسکے ٹھنڈا ہونے سے قبل اس کا سر کاٹے یا اسکی کھال اتارے اور ٹھنڈ

دفعات متن نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۴۱-۱۰۵۶	جب (ذبح میں) کسی شخص نے اس (جانور) کو قبلہ رو کئے بغیر ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حلال قرار پاگیا لیکن ایسا کرنا مکروہ قرار پاتا ہے [1]	جواہر اخلاطی
۴۲	(۱) کسی شخص کا بیل مرنے لگا اور اس کے پاس (آلہ ذبح قسم کی) کوئی چیز نہیں سوائے ایسی چیز کے کہ اس سے اس کے ذبح کرنے کی جگہ میں زخم کرسکے اور اگر وہ ذبح کرنے کا آلہ تلاش کرتا ہے تو اس کے ذبح کو نہیں پاسکتا پس اس نے اس کے ذبح کی جگہ کو زخمی کیا تو اس سے وہ بیل حلال نہ قرار پائے گا لیکن اگر اس نے اس کی رگیں کاٹ دیں تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر حلال قرار پاسکے گا)، (ب) اور قاضی عبدالجبار رح کا قول ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اگر اس نے اسے زخمی کیا تو حلال قرار پاسکے گا [2]	قنیہ
۴۳	(۱) (ذبح میں) نخع کرنا مکروہ ہے (ب) اور وہ (۱) یہ ہے کہ چھری کو نخاع تک بھونکے اور وہ (یعنی نخع کردہ) ذبیحہ کھایا جاسکے گا اور نخاع گردن کی ہڈی میں سفید رنگ کی رگ ہے (۲) اور بعض کا قول ہے کہ نخع کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس کے سر کو پکڑ کر کھینچے تاکہ اس کی جائے ذبح واضح ہوجائے (۳) اور بعض کا قول یہ ہے کہ نخع کرنا یہ ہے کہ اس کا تڑپنا ختم ہونے سے پہلے اس کی گردن توڑ دے (ج) اور یہ سب امور مکروہ ہیں اس لئے کہ ایسا کرنا بلا ضرورت حیوان کو تکلیف دینا ہے (د) خلاصہ یہ ہے کہ (مذکورہ قسم کی) ہر وہ چیز جو ذکاۃ میں ضروری نہیں ہے مکروہ ہے [3]	کافی
۴۴	بقالی رح کا قول ہے کہ (ذبح میں)، مستحب یہ ہے کہ بسم اللہ اللہ اکبر (درمیان میں) واؤ کے بغیر کہے اور (ذبح میں) واؤ کے ساتھ (یعنی بسم اللہ واللہ اکبر) کہنا مکروہ قرار پاتا ہے اس لئے کہ یہ) واؤ تسمیہ کے فوری ہونے کو کاٹ دیتا ہے [4]	محیط
۴۵	(۱)، (ذبح کرنے میں)، کسی شخص نے اللہ تعالی کا نام ذکر کیا اور ساتھ ہی اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام (۱) بغیر واؤ کے ذکر کیا تو اس کی تین صورتیں ہیں وہ یا تو لفظ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر زیر پڑھے گا یا زبر یا پیش، اور ان سب صورتوں میں وہ ذبیحہ حلال قرار پاتا ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے لفظ) کا ذکر بطور عطف (واؤ کے ساتھ) مذکور نہیں ہے پس وہ بطور ابتدا ہوگا لیکن ایسا کرنا صورۃ وصل پائے جانے کی وجہ سے مکروہ قرار پاتا ہے (۲) اور اگر اس نے واؤ کے ساتھ ذکر کیا تو اگر اس نے زیر کے ساتھ (یعنی بسم اللہ ومحمد) ذکر کیا تو وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا اسلئے کہ	

ہونے سے قبل یعنی اس کا پھڑکنا ساکن ہونے سے قبل ہے کیونکہ ٹھنڈا ہونے سے ساکن ہونا لازم ہوتا ہے اور اس کا الٹ ضروری نہیں۔
[3] مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۰۸ ۔ نیز حکم ۴/۱۰۷۳، ۷/۱۰۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] حکم نمبر ۱۱، ۱۷/۱۰۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الاول فی رکنہ وشرائطہ وحکمہ وانواعہ　　　　حکم الذکاۃ	حوالہ
۱۰۵۶-	فیہ وعلی ھذا القیاس لو ذکر اسما آخر مع اسم اللہ تعالی	کذا فی النہایۃ
۴۶	ولو قال بسم اللہ بغیر الہاء ان اراد بہ التسمیۃ یحل والا فلا لان العرب قد تحذف حرفا ترخیما [۲]	کذا فی محیط السرخسی
۴۷	وکذا لو قال بسم اللہ اللھم تقبل من فلان یحل ویکرہ و لو قال قبل الذبح او بعدہ اللھم تقبل من فلان فلا بأس بہ	کذا فی محیط السرخسی
۴۸	قال عند الذبح لا الہ الا اللہ و ذبح النصف من الودجین والحلقوم والمرئ ثم قال محمد رسول اللہ ثم قطع الباقی لا یحل وتجرید التسمیۃ فریضۃ	کذا فی القنیۃ
۴۹	ولو قال بسم اللہ وصلے اللہ علی محمد او قال صلے اللہ علی محمد بدون الواو حل الذبیح لکن یکرہ ذلک و فی البقالی یحل الذبیح ان وافق التسمیۃ و الذبح قیل ان اراد بذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم الاشتراک فی التسمیۃ لا یحل وان اراد التبرک بذکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم یحل الذبیح	

[۱] حکم نمبر $\frac{۴۸، ۴۹}{۱۰۵۶}$، $\frac{۱۱، ۱۵}{۱۰۵۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر $\frac{۴۵}{۱۰۵۶}$ میں واؤ عاطفہ کے ذکر کرنے اور نہ کرنے کا تعلق عربی زبان سے ہے اور اردو زبان میں کبھی مرکب عطفی ہونے اور حرف عطف مقصود ہونے کے باوجود حذف ہوتا ہے مثلاً ہم تم مل کر کام کریں گے فتامل۔ (مترجم)

[۲] قولہ ترخیما استشکلہ صاحب الذخیرۃ بان المنقول عن ائمۃ اللغۃ ان الترخیم لا یجوز الا فی النداء خاصۃ اھ وفیہ ان المقصود وجود نظیر للفظہ کذا فی حاشیۃ الدر نقلہ مصححہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ھذا یعنی قولہ "ترخیما" پر صاحب ذخیرہ نے یہ اشکال قائم کیا ہے کہ لغت کے ائمہ سے منقول ہے کہ ترخیم صرف ندا میں ہی جائز ہوتی ہے اھ اور اس (کے جواب) میں یہ (کہا جاسکتا) ہے کہ مقصود، اس کے

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶	(اس صورت میں) وہ ان دونوں ناموں کے ساتھ ذبح کرنے والا قرار پاتا ہے اور اگر اس نے پیش کے ساتھ (یعنی بسم اللہ و محمدٌ) ذکر کیا تو وہ ذبیحہ حلال قرار پائے گا اس لئے کہ وہ کلام مبتدا ہے اور اگر اس نے زبر کے ساتھ (یعنی بسم اللہ و محمداً) ذکر کیا تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے (ب) اور اسی قیاس پر اگر کسی نے (ذبح میں) اللہ تعالےٰ کے نام کے ساتھ کوئی اور نام ذکر کیا (تو یہی احکام ہیں)ہے[۱]	نہایہ
۴۶	(ذبح میں) اگر کسی شخص نے بسم اللہ کو ھا کے بغیر کہا تو اگر اس نے یوں کہنے میں تسمیہ کہنے کا ارادہ کیا تو وہ ذبیحہ حلال قرار پاسکے گا ورنہ نہیں، اس لئے کہ عرب لوگ کبھی ترخیم کرکے (آخر سے حرف) حذف کردیتے ہیں ہے[۳]	محیط سرخسی
۴۷	(د) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر (ذبح میں) کسی شخص نے یوں کہا کہ بسم اللہ اللھم تقبل من فلان" (یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے اے اللہ یہ فلان کی طرف سے قبول فرما) تو وہ ذبیحہ حلال قرار پائے گا البتہ مکروہ ہوگا (ب) اور اگر کسی نے ذبح سے قبل یا اس کے بعد یوں کہا کہ" اللھم تقبل من فلان" تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے[۴]	محیط سرخسی
۴۸	کسی شخص نے ذبح کے وقت یوں کہا کہ" لا الٰہ الا اللہ" اور اس نے ودجین (یعنی دونوں شہ رگوں) میں سے نصف اور حلقوم (یعنی نرخرہ) اور المری (یعنی خوراک کی نالی) کو کاٹا پھر کہا" محمد رسول اللہ" پھر اس نے باقی کو کاٹا تو (اس صورت میں) وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا اور تسمیہ کو مجرد اللہ کے نام کے ساتھ کہنا فرض ہے[۵]	قنیہ
۴۹	(ا) اگر (ذبح میں) کسی شخص نے یوں کہا کہ" بسم اللہ و صلے اللہ علی محمد" یا اس نے بغیر واؤ یوں (یعنی بسم اللہ صلے اللہ علی محمد) کہا تو (اس صورت میں) وہ ذبیحہ حلال ہے لیکن یوں کرنا مکروہ ہوگا (ب) اور البقالی میں ہے کہ (مذکورہ صورت میں) وہ ذبیحہ حلال ہے اگر تسمیہ کہنے اور ذبح میں موافقت (یعنی جوڑ) ہونا پایا گیا (ج) بعض کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ صورت میں) اگر اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس) ذکر سے تسمیہ میں اشتراک کا ارادہ کیا تو وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا اور اگر اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے (اس) ذکر سے تبرک کا ارادہ کیا تو وہ	

لفظ کے لئے نظیر کا پایا جانا ہے یونہی حاشیہ۔ الدر میں ہے یہ اس کے تصحیح کنندہ نے نقل کیا ہے۔ (مترجم) [۳] حکم نمبر $\frac{۴۶}{۱۰۵۶}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر $\frac{۳۵}{۱۰۵۶}$ نیز $\frac{۶}{۱۰۶۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر $\frac{۴۹،۲۵}{۱۰۵۶}$، $\frac{۵، ۱۱}{۱۰۵۵}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول في ركنه وشرائطه وحكمه وانواعه — حكم الذكاة	حوالہ
١٠٥٦-	ويكره ذلك	كذا في المحيط
٥٠	ولا تحل ذبيحة تارك التسمية عمدا وان تركها ناسيا تحل	كذا في الكافي
٥١	والمسلم والكتابي في ترك التسمية سواء	كذا في الكافي
٥٢	وفي الفتاوى العتابية والصبي كالكبير في النسيان	كذا في التتارخانية
٥٣	ولو قال القصاب تركت التسمية عمدا لم يحل ويغرم قيمته	كذا في خزانة المفتين
٥٤	ولو قال بسم الله ولم تحضره النية اكل عند العامة وهو الصحيح	هكذا في فتاوى قاضيخان
٥٥	ولو اضجع شاة واخذ السكين وسمى ثم تركها وذبح شاة اخرى وترك التسمية عامدا عليها لا تحل	كذا في الخلاصة
٥٦	ولو اضجع شاة ليذبحها واخذ السكين وسمى ثم القى تلك السكين واخذ اخرى وذبح بها حلت وان اخذ سهما وسمى ثم وضع ذلك السهم وأخذ آخر ورمى لم يحل بتلك التسمية	كذا في الجواهر الاخلاطي
٥٧	واذا اضجع شاة ليذبحها وسمى عليها ثم كلم انسانا او شرب ماء او حد سكينا او اكل لقمة او ما اشبه ذلك من عمل لم يكثر حلت بتلك التسمية وان طال الحديث وكثر العمل كره اكلها وليس في ذلك تقدير بل ينظر فيه الى العادة ان استكثره الناس في العادة يكون كثيرا وان كان يعد قليلا فهو قليل ثم ذكر	

١ حکم نمبر ٤٥، ٤٨/١٠٥٦، ١١، ١٥/١٠٥٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ حکم نمبر ٥٠ تا ٥٤/١٠٥٦، ١١، ١٢/١٠٥٥، ٢٣/١٠٧٤ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٣ حکم نمبر ٣/١٠٥٥ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤ حکم نمبر ١/١٠٥٥، ٥٠/١٠٥٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٥ حکم نمبر ٢٢/١٠٧٤ ملاحظہ ہو (مترجم) ٦ جیساکہ درمختار

دفعات شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶-	ذبیحہ حلال قرار پاسکے گا البتہ یوں کرنا مکروہ ہوگا [1]	محیط
۵۰	(۱) (ذبح میں) جان بوجھ کر تسمیہ ترک کرنے والے کا ذبیحہ حلال قرار نہیں پاتا (ب) اور اگر اس نے بھولے سے تسمیہ ترک کیا تو (اس کا) وہ ذبیحہ حلال قرار پائے گا [2]	• کافی
۵۱	اور (ذبح میں) تسمیہ ترک کرنے کی صورت میں مسلمان اور اہل کتاب کا حکم برابر ہے [3]	کافی
۵۲	اور (ذبح میں) تسمیہ بھول جانے کے متعلق، فتاوی عتابیہ میں ہے کہ بھول جانے میں بچہ (یعنی نابالغ) کا حکم (بھی) بڑے (یعنی بالغ) کی طرح ہے [4]	تتارخانیہ
۵۳	اور (ذبح میں) اگر قصاب نے کہا کہ میں نے جان بوجھکر تسمیہ ترک کیا ہے تو (اس کا) وہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا اور وہ قصاب (اس جانور کی قیمت کا تاوان دے گا [5]	خزانۃ المفتین
۵۴	اگر (ذبح میں) کسی شخص نے بسم اللہ کہا اور اس کے دل میں نیت مستحضر نہ تھی تو وہ ذبیحہ عام اہل علم کے ہاں کھایا جاسکے گا اور یہی حکم صحیح ہے [6]	قاضیخان
۵۵	اگر (ذبح میں) کسی شخص نے بکری کو پہلو کے بل لٹایا اس نے چھری لی اور تسمیہ کہا پھر اس نے اس بکری کو چھوڑ دیا اور اس نے دوسری بکری کو ذبح کیا اور اس نے جان بوجھکر اس پر تسمیہ کہنا چھوڑ دیا تو وہ ذبیحہ حلال نہ قرار پائے گا [7]	خلاصہ
۵۶	(۱) اگر (ذبح میں) کسی شخص نے بکری کو پہلو کے بل لٹایا اس نے چھری لی اور تسمیہ کہا پھر اس نے وہ چھری پھینک دی اور دوسری (چھری) لی اور اس سے بکری کو ذبح کیا تو وہ حلال قرار پائی (ب) اور اگر کسی شخص نے (شکار کے لئے) تیر لیا اور تسمیہ کہا پھر اس نے وہ تیر رکھ دیا اور دوسرا تیر لیکر مارا تو (اس صورت میں) اس پہلے تسمیہ سے وہ (شکار) حلال نہ قرار پائے گا [8]	جواہر اخلاطی
۵۷	(۱) جب (ذبح میں) کسی شخص نے بکری کو پہلو کے بل لٹایا تاکہ اسے ذبح کرے اور اس پر تسمیہ کہا پھر اس نے کسی آدمی سے بات کی یا پانی پیایا اس نے چھری تیز کی یا اس نے لقمہ کھایا یا اس کی مانند ایسا عمل کیا جو کثیر نہ تھا (پھر اسے ذبح کیا) تو وہ اس تسمیہ سے حلال قرار پائے گی (ب) اور اگر وہ بات لمبی ہوگئی یا وہ عمل کثیر ہوگیا (اور اس نے اسی تسمیہ سے ذبح کیا) تو اس کا کھانا مکروہ ہوگا اور اس میں (یعنی بات لمبی ہونے یا عمل کثیر ہونے میں) کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ اس میں لوگوں کی عادت کو دیکھا جائے گا اگر وہ لوگ اسے عادۃً کثیر قرار دیتے ہیں تو وہ کثیر قرار	

درمختار ج ۵ ص ۲۱۲ میں ہے۔ نیز حکم ۱۱، ۱۲، ۱۳/۱۰۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۲۰/۱۰۵۵ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] حکم نمبر ۵۶ تا ۵۹/۱۰۵۶ ، ۴/۱۰۵۴ ، ۱۷/۱۰۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات وشق	الباب الاول، فی رکنه وشرائطه وحکمه وانواعه — حکم الذکاة	حـوالـه
۱۰۵۶ —	فی هذا الفصل لفظة الکراهة وقد اختلف المشائخ ؒ فیها وفی اضاحی الزعفرانی اذا حد الشفرة تنقطع تلك التسمية من غير فصل بينما اذا قل او کثر	کذا فی المحیط
۵۸	ولو سمی ثم انفلتت الشاة وقامت من مضجعها ثم اعادها الی مضجعها فقد انقطعت التسمیة	کذا فی البدائع
۵۹	رجل نظر الی قطیع حمار وحشی وارسل کلبه وسمی واخذ حل	کذا فی الوجیز للکردری
۶۰	ولو ان رجلا نظر الی غنمه فقال بسم الله ثم اخذ واحدة فاضجعها وذبحها وترك التسمية عامدا وظن ان تلك التسمية تجزئه لا تؤكل	کذا فی البدائع
۶۱	ولو اضجع احد الشاتین علی الاخری تکفی تسمیة واحدة اذا ذبحهما بامرار واحد	کذا فی خزانة المفتین
۶۲	ولو جمع العصافیر فی ید فذبح وسمی وذبح آخر علی اثره ولم یسم لم یحل الثانی ولو امر السکین علی الکل جاز بتسمیة واحدة	کذا فی خزانة المفتین

واللہ اعلم

❋

[1] چنانچہ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ معتبر یہ ہے کہ ذبح کرنا، تسمیہ کے بعد قبل تبدل المجلس ہو اور تبدل المجلس حقیقۃ ہو یا حکما ہو مثلا یہ کہ وقفہ طویل ہو جائے اور بحوالہ الزیلعی لکھا ہے کہ اگر ذبح کرنے والے نے تسمیہ کہا پھر وہ دوسرے کام میں مثلا قلیل کلام یا پانی پینے یا ایک لقمہ کھانے یا چھری تیز کرنے میں مشغول ہوا پھر ذبح کیا تو وہ ذبیحہ حلال قرار پا جائے گا اس لئے کہ تسمیہ سے ذبح کا ایسا اتصال واقع ہونا کہ ان دونوں میں کوئی شئی متخلل نہ ہو حرج عظیم کے بغیر ممکن نہیں ہے پس یہ (مذکورہ) مجلس قائمقام اتصال کے قرار دی گئی ہے اور عمل قلیل اس اتصال کا قاطع نہ قرار پائے گا البتہ عمل کثیر قاطع قرار پائے گا چنانچہ لکھا ہے کہ اگر ذبح کرنے والے نے تسمیہ کہا اور پھر وہ کھانے پینے میں مشغول ہو گیا (پھر از سر نو تسمیہ کے بغیر ذبح کیا) تو اگر وہ مشغولیت طویل ہو گئی اور فوری ہونا منقطع ہو گیا تو وہ ذبیحہ حرام قرار پائے گا ورنہ نہیں اور طویل ہونا یہ ہے کہ دیکھنے والا اسے مشغولیت کثیر قرار دے اور البزازیہ میں ہے کہ چھری تیز کرنا، فوری ہونے کو منقطع کر دیتا ہے اور رد المحتار میں ہے کہ (چھری تیز کرنے کے متعلق) البزازیہ کا مذکورہ قول، الزیلعیؒ کے قول کے خلاف ہے اور ممکن ہے یہ قید ہو کہ اگر تسمیہ کے بعد چھری تیز کرنا،

دفعات شق نمبر	پہلا باب، ذبح کا رکن، شرطیں، حکم اور قسموں کے احکام — ذبح کے حکم کا بیان	حوالہ
۱۰۵۶-	پائے گا اور اگر وہ قلیل قرار دیا جاتا ہے تو وہ قلیل قرار پائے گا پھر اس فصل میں لفظ مکروہ مذکور ہے اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور اضاحی الزعفرانی میں ہے کہ جب کسی شخص نے چھری کو تیز کیا تو وہ تسمیہ منقطع ہوگیا اور اس میں کچھ تفصیل نہیں کہ وہ (یعنی چھری تیز کرنے کا عمل) قلیل ہوا یا کثیر ہوا ۱ھ	محیط
۵۸	اگر (ذبح میں)، کسی شخص نے تسمیہ کہا پھر وہ بکری چھوٹ گئی اور وہ اپنے مضجع (یعنی پہلو کے بل لٹائے جانے کی جگہ) سے اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے اسے اپنے مضجع پر لٹایا تو اس سے وہ تسمیہ منقطع ہوگیا ۲ھ	بدائع
۵۹	کسی شخص وحشی گدھوں کا گلہ دیکھا اور اس نے (ان پر) اپنا (شکاری) کتا چھوڑا اور تسمیہ کہا اور اس (کتے) نے شکار پکڑا تو وہ حلال قرار پایا ۳ھ	وجیز کردری
۶۰	اگر کسی شخص نے اپنی بکریوں کو دیکھا تو کہا بسم اللہ پھر اس نے ایک بکری پکڑی اسے پہلو کے بل لٹایا اور اسے ذبح کیا اور اس نے جان بوجھکر اس پر تسمیہ کہنا چھوڑ دیا۔ اور یہ گمان کیا کہ وہ (پہلا) تسمیہ اسے کفایت کر جائے گا تو وہ بکری نہ کھائی جائے گی ۴ھ	بدائع
۶۱	اگر (ذبح کرتے میں)، کسی شخص نے ایک بکری کو پہلو کے بل لٹا کر اس پر دوسری کو لٹایا تو جب انھیں یکبارگی چھری چلانے میں ذبح کیا تو (انہیں) ایک ہی تسمیہ کفایت کر جائے گا ۵ھ	خزانۃ المفتین
۶۲	(۱) اگر (ذبح کرتے میں)، کسی شخص نے چند چڑیاں ہاتھ میں لیں پس اس نے (ایک کو) ذبح کیا پھر اس نے اس کے پیچھے دوسری کو ذبح کیا اور تسمیہ نہ کہا تو دوسری حلال نہ قرار پائے گی (ب) اور اگر اس نے ان سب پر یکبارگی چھری چلائی تو ان کا ذبح ہونا ایک تسمیہ سے جائز قرار پائے گا ۶ھ واللہ اعلم	خزانۃ المفتین

کثیر ہو تو وہ تسمیہ کے بعد فوری ذبح قرار پانے کو منقطع کر دیتا ہے اور اس پر الزیلعیؒ کے قول کا سیاق اور الجوھرۃ میں اس کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ اگر اس نے چھری کو قلیل سا تیز کیا تو (تسمیہ کے بعد فوری ذبح کے لئے) کفایت کر جاتا ہے۔ البتہ التتارخانیہ میں ہے کہ (ذبح میں) تسمیہ کے بعد چھری تیز کرنا بلا تفصیل قاطع تسمیہ ہے فلیتأمل۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۲، ص ۲۱۳۔ حکم نمبر ۱۷/۱۰۵۵، ۳۸/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ھ حکم نمبر ۱۷/۱۰۵۵، ۵۴، ۵۸، ۶۰/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳ھ حکم نمبر ۴/۱۰۵۰، ۱۸، ۲۰/۱۰۵۵، ۵۶/۱۰۵۶ نیز ۵/۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں نیز شکار کے متعلق مزید احکام، فتاوی عالمگیری کی بحث ص ۵۳، کتاب الصید میں ہیں (مترجم)، ۴ھ حکم نمبر ۱۷، ۲۰/۱۰۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵ھ چنانچہ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ کسی شخص نے دو بکریاں اوپر تلے لٹا کر دونوں کو ایک تسمیہ اور ایک ذبح سے ذبح کیا تو وہ دونوں حلال قرار پا سکیں گی اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے (ایک تسمیہ کے) یکے بعد دیگرے ذبح کیں تو یہ حکم نہیں ہے اسلئے کہ فعل متعدد قرار پاتا ہے پس تسمیہ بھی متعدد ہوگا یہ الزیلعیؒ نے ذکر کیا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۲، ص ۲۱۳۔ حکم نمبر ۱۷، ۲۰/۱۰۵۵، نیز حکم نمبر ۶۲/۱۰۵۶، ۲۷/۱۰۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۶ھ حکم نمبر ۱۷/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالایؤکل　　مایؤکل من الحیوان ومالا	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالایؤکل	
	دفعات ۱۰۵۷ تا ۱۰۵۷، عنوان ۱، تعداد شق ۳۰	
۱۰۵۷	**مالایؤکل من الحیوان ومالا**　　تعداد شق ۲۷	
۱	الحیوان فی الاصل نوعان نوع یعیش فی البحر ونوع یعیش فی البر اما الذی یعیش فی البحر فجمیع مافی البحر من الحیوان یحرم اکلہ الا السمک خاصۃ فانہ یحل اکلہ الا ماطفا منہ [۱]	کذا فی البدائع
۲	واما الذی یعیش فی البر فانواع ثلاثۃ مالیس لہ دم اصلا ومالیس لہ دم سائل ومالہ دم سائل فمالادم لہ مثل الجراد والزنبور والذباب والعنکبوت والخنفساء والعقرب والببغاء ونحوھا لایحل اکلہ الا الجراد خاصۃ	کذا فی البدائع

[۱] قولہ الا ماطفا ای علی اعلی وجہ الماء وھو الذی مات حتف انفہ وبطنہ من فوق فلوظہر من فوق فلیس بطاف فیؤکل کما فی الدر اھ مصححہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا لیعنی ماطفا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ پانی کی سطح کے اوپر آجائے اور وہ ایسی مچھلی ہوتی ہے جو اپنی طبعی موت مرچکی ہوتی ہے اس کا پیٹ اوپر کو ہوتا ہے اور اگر اس کی پیٹھ اوپر کو ہو تو وہ طافی نہیں ہے پس اسے کھایا جاسکے گا جیسا کہ الدر میں ہے اھ نیز حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۵۷}$ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر $\frac{۱}{۱۰۵۷}$ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ مچھلی کے متعلق ہمارے ہاں قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی آفت سے مرجائے مثلا پکڑی جائے اور مرجائے تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر وہ بغیر (کسی ظاہری) آفت کے اپنی موت مری ہو مثلا طافی یعنی پانی کی سطح پر مری ہوئی پیٹ کے بل تیر آنے والی ہو تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے اور اس سے کئی فروع متفرع ہوتے ہیں اور حاشیہ میں ہے کہ اگر مچھلی کے پیٹ سے مردہ مچھلی نکلی تو وہ کھائی جاسکے گی اس لئے کہ اسکی موت جگہ کی تنگی (کی آفت) سے واقع ہوئی ہے اسی طرح اگر اسے کسی شئی نے قتل کیا تو یہی حکم ہے (یعنی حلال ہے) اور اگر مچھلی کو مجوسی نے شکار کیا تو بھی حلال ہے اس لئے کہ وہ بغیر تسمیہ کے حلال قرار پاتی ہے پس اس میں مجوسی اور غیر مجوسی برابر ہیں اور رکھا ہے کہ مچھلی گرمی یا سردی سے مرجائے تو اس کے متعلق دو روایتیں ہیں اور حاشیہ میں ہے کہ ایک یہ کہ اسے کھایا جاسکے گا اسلئے کہ اسکی موت سبب حادثہ سے ہوئی ہے پس وہ ایسی ہے کہ جیسا کہ پانی، مچھلی کو خشکی پر ڈال دے (اور وہ مرجائے تو وہ حلال ہوتی ہے) اور دوسری روایت یہ ہے

دفعہ و شق نمبر	دوسرا باب، جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام کا بیان	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
	دوسرا باب، جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام	
	دفعات ۱۰۵۷ تا ۱۰۵۷، عنوان ۱، تعداد شق ۲۷	
۱۰۵۷	**جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں** اور اس میں ۲۷ شقیں ہیں	
۱	جانور دراصل دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہے جس کی بود و باش پانی میں ہوتی ہے (یعنی بحری) اور ایک قسم وہ ہے جس کی بود و باش خشکی میں ہوتی ہے (یعنی بری) پس ہر بحری جانور کا کھانا حرام ہوتا ہے مگر صرف مچھلی کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ اس کا کھانا حلال قرار پاتا ہے لیکن جو مچھلی طافی ہو (یعنی مر کر پانی کے اوپر تیر آئے) اس کے لئے یہ حکم نہیں ہے (یعنی اس کا کھانا حلال نہیں ہے) ۲	بدائع
۲	اور جو بری جانور کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جس میں خون بالکل نہیں ہوتا اور ایک وہ جس میں (خون ہوتا ہے مگر اس میں) جاری خون نہیں ہوتا۔ اور ایک وہ جس میں جاری خون ہوتا ہے پس جس میں خون بالکل نہیں ہوتا مثلاً ٹڈی دل، بھڑ، مکھی، مکڑی، گبریلا، بچھو اور اسکی مانند، اس (مذکورہ قسم) کا کھانا حلال نہیں ہوتا لیکن صرف ٹڈی دل کے لئے یہ حکم نہیں ہے (یعنی اس کا کھانا حلال ہوتا ہے) ۳	بدائع

کہ اسے نہ کھایا جائے گا اس لئے کہ گرمی اور سردی، زمانہ کی صفات سے ہیں اور یہ بالعموم اسباب موت سے نہیں ہیں اور ان دونوں روایتوں کے متعلق لکھا ہے کہ شیخ الاسلامؒ کا قول ہے کہ وہ مچھلی امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب حلال نہیں اور صاحبینؒ کے قول کے بموجب حلال ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ وحاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۲، فک ۴۔ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ جو مچھلی پانی کی گرمی یا سردی سے یا باندھنے سے یا کسی نے کوئی چیز پانی میں ڈالی اور وہ اس کے کھانے سے مرگئی یا جال میں پھنس کر یا پانی جم جانے سے مرگئی تو اس کی موت آفت سے قرار پائیگی اور اگر مردہ مچھلی کا سر پانی سے باہر ہو اور وہ پانی میں ہو تو وہ کھائی جائے گی اور اگر اس کا سر پانی میں ہو اور باہر بقدر نصف یا اس سے کم ہو تو نہ کھائی جائیگی ورنہ کھائی جائے گی۔ نیز طافی مچھلی کے پیٹ سے (مچھلی) نکلی تو وہ کھائی جائے گی اس لئے کہ اسکی موت جگہ کی تنگی سے ہوئی ہے اور اگر مچھلی کے پیٹ سے ٹڈی دل نکلی تو کھائی جائے گی نیز سیاہ مچھلی جو ڈھال کی طرح گول ہوتی ہے اور مار ماہی جو سانپ کی طرح ہوتی ہے جن کا مچھلی کی جنس سے ہونا خفی ہے یہ بھی کھائی جاسکتی ہیں۔ مفہوم ماخوذ از در مختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۶۔ حکم نمبر ۸/۱۰۹۲ ملاحظہ ہو۔ نیز بحری جانوروں کے متعلق حکم نمبر ۱/۱۰۵۷ اور ۱/۲۱۴ مع حواشی اور بری جانوروں میں سے بغیر خون والوں کے متعلق ۲/۱۰۵۷، ان میں سے غیر جاری خون والوں کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۰۵۷ اور ان میں سے جاری خون والے مستانس چوپاؤں، وحشی چوپاؤں، مستانس درندہ چوپاؤں، وحشی درندہ چوپاؤں اور پرندوں سے وحشی، ذی مخلب، درندہ، غیر ذی مخلب اور مستانس وغیرہ کے متعلق حکم نمبر ۴ تا ۲۷/۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ الخنفسا، یعنی گبریلا، ماخوذ از المنجد ص ۲۵۴، البیخاد سبز رنگ کا

دایک قسم کی طوطی ماخوذ از المنجد ص ۹۴ (مترجم)

نمبر تعداد شق	الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان ومالا یؤکل	حوالہ
٣-١٠٥٧	وکذلک مالیس له دم سائل مثل الحیة والوزغ[1] وسام ابرص وجمیع الحشرات وھوام الارض من الفار والجراد والقنافذ والضب والیربوع وابن عرس ونحوھا ولاخلاف فی حرمة ھذه الاشیاء الا فی الضب فانه حلال عند الشافعی	کذا فی البدائع
٤	وماله دم سائل نوعان مستأنس ومتوحش اما المستأنس من البھائم فنحو الابل والبقر والغنم یحل بالاجماع[2]	کذا فی البدائع
٥	واما المتوحش نحو الظباء وبقر الوحش وحمر[3] الوحش وابل الوحش فحلال باجماع المسلمین	کذا فی البدائع
٦	واما المستأنس من السباع وھو الکلب والفھد[4] والسنور الاھلی فلا یحل	کذا فی البدائع
٧	وکذلک المتوحش منھا المسمی بسباع الوحش والطیر وھو کل ذی ناب[5] من السباع وکل ذی مخلب من الطیر فذو ناب من السباع الوحش مثل الاسد والذئب والضبع والنمر والفھد والثعلب والسنور البری والسنجاب والسمور والدلق والدب والقرد ونحوھا فلاخلاف فی ھذه الجملة الا فی الضبع فانه حلال عند الشافعی وذو مخلب من الطیر کالبازی والباشق والصقر والشاھین والحداۃ والبغاث والنسر والعقاب وما اشبه ذلک	کذا فی البدائع

[1] الوزغة یعنی چھپکلی ماخوذ از المنجد ص۱۳۶۴، سام ابرص یعنی چھپکلی ماخوذ از منتہی الارب ص۲۹۴۔ القنفذ یعنی خارپشت، سیہہ، ماخوذ از المنجد ص۱۰۳۹، الضب یعنی گوہ، سوسمار۔ ماخوذ از المنجد ص۴۷، الیربوع۔ چوہے کی طرح چھوٹا سا جانور ہے مگر اسکے کان اور اسکی دم چوہے سے لمبی ہوتی ہے اور اسکے پچھلے دونوں پاؤں اگلے دونوں پاؤں سے لمبے ہوتے ہیں اور زرافہ میں اسکے الٹ ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص۲۱۵، ابن عرس یعنی نیولا ماخوذ از المنجد ص۴۹۰ (مترجم)، [2] حکم نمبر ۵، ۲۱ تا ۲۷/۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حمر الوحش یعنی جنگلی گدھا، سفید رنگ سیاہ رنگ دھاریوں والا گدھا۔ ماخوذ از المنجد ص۲۸۲۔ حکم نمبر ۴، ۲۰، ۲۲، ۲۷/۱۰۵۷، ۵۹/۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] الفھد یعنی کتے سے بڑا اور چیتے سے چھوٹا سیاہ داغوں والا (درندہ) تیندوا۔ ماخوذ از المنجد ص۹۴۷ فھد ایک درندہ ہے ہندی میں اسے بگھیرا کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنتہی الارب ص۶۲۳د (مترجم)، [5] الناب یعنی کچلی۔ ماخوذ از المنجد ص۱۲۳۶۔ ناب دندان، نشتر۔ ماخوذ از المنتہی الارب ص۱۹۱۸ ذو مخلب۔ اپنے شکار کو چنگل سے پکڑنے والے۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص۳۴۰۔ خلب یعنی ناخن سے زخمی کرنا۔ مفہوم ماخوذ از المنتہی الارب ص۱۱۹۴۔ السنجاب۔ یعنی چوہے سے بڑا جانور جس کی دم کے گھنے بالوں والی کھال سے پوستین تیار کرتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد ص۵۹۴۔ اور سنجاب، چوہے سے بڑا اور بلی سے چھوٹا جانور، جس سے نرم و نازک بیش قیمت پوستین بناتے ہیں بلاد سقالیہ اور ترک میں ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از

دفعات و شق نمبر	دوسرا باب، جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۷-۳	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جس (بری جانور) میں (بالعموم) جاری خون نہیں ہوتا مثلاً سانپ، گرگٹ، چھپکلی اور تمام حشرات الارض اور ھوام مثلاً چوہا، ٹڈی، خارپشت (یعنی سیہہ)، گوہ (یعنی سوسمار)، یربوع (یعنی چوہے کی طرح کا ایک جانور)، نیولا اور ان کی مانند، ان (سب) چیزوں کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں لیکن گوہ کے متعلق یہ حکم نہیں اس لئے کہ وہ امام شافعی رح کے ہاں حلال ہے [1]	بدائع
۴	اور وہ جانور جن میں جاری خون ہوتا ہے وہ دو قسم پر ہیں (ایک) مستأنس (یعنی مانوس، گھریلو) اور (دوسرے) وحشی۔ اور مستأنس چوپائے مثلاً اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری یہ بالاجماع حلال ہیں [2]	بدائع
۵	اور وحشی (چوپائے) مثلاً ہرن، وحشی گائے، (نیل گائے) وحشی گدھا اور وحشی اونٹ (وغیرہ) پس (یہ جانور) باجماع المسلمین حلال ہیں [3]	بدائع
۶	اور درندوں میں سے جو مستأنس (چوپائے) ہیں اور وہ (مثلاً) کتا، تیندوا۔ اور بلی جو گھریلو ہو یہ (سب) حلال نہیں ہیں [4]	بدائع
۷	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح ان (درندہ چوپاؤں) میں سے متوحش جنہیں وحشی درندے اور (وحشی درندہ) پرندے کہا جاتا ہے اور درندہ چوپاؤں میں سے ہر ذوناب (یعنی کچلیوں والے) اور پرندوں میں سے جو ذو مخلب (یعنی چنگل مار کر شکار کرنے والے) ہیں پس وحشی درندہ (چوپائے) میں سے کچلیوں والے مثلاً شیر، بھیڑیا، بجو، چیتا، تیندوا، لومڑی، جنگلی بلا، سنجاب، سمور، دلق، ریچھ اور بندر اور ان کی مانند (حرام ہیں) ان سب کے متعلق کوئی اختلاف نہیں لیکن بجو کے متعلق یہ حکم نہیں ہے کہ وہ امام شافعی رح کے ہاں حلال ہے اور پرندوں میں سے ذو مخلب مثلاً باز، باشہ، شکرا، شاہین، چیل، بغاث، گدھ، عقاب اور جو اسکی مانند ہیں (حرام ہیں) [5]	بدائع

منتہی الارب صـ ۱۵۳۶۔ سمور ایک جانور ہے جسکی پوست سے بیش قیمت پوستین بناتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از منتہی الارب صـ ۱۵۳۲۔ الدلق یعنی جسم میں بلی کے قریب زرد رنگ کا ایک جانور ہے۔ جس کا پیٹ اور گردن مائل بہ سپیدی ہوتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از المنجد صـ ۳۹۳۔ الدّب۔ ریچھ۔ ماخوذ از المنتہی الارب صـ ۴۲۹۔ القرد یعنی بندر۔ اسے سعدان بھی کہتے ہیں۔ ماخوذ از المنجد صـ ۹۸۱۔ البازی یعنی باز، ماخوذ از المنجد صـ ۸۹، الباشق یعنی ایک شکاری پرندہ ہے جسے باشہ کہتے ہیں ماخوذ از المنجد صـ ۹۰، الصقر یعنی شکرا ماخوذ از المنجد صـ ۶۹۵۔ الشاہین یعنی شاہین پرندہ ماخوذ المنجد صـ ۶۶۱۔ الحداءۃ یعنی چیل۔ ماخوذ از المنجد صـ ۲۳۳۔ البغاث یعنی سبزی مائل سفید رنگ کا پرندہ جو گدھ سے چھوٹا اور اڑان میں سست ہوتا ہے۔ ماخوذ از المنجد صـ ۱۱۹، النسر یعنی گدھ۔ ماخوذ از المنجد صـ ۱۲۷۴۔ العقاب۔ ایک شکاری پرندہ۔ ماخوذ از المنجد صـ ۸۲۳۔ اور در مختار و رد المحتار میں ہے کہ ہر ذوناب (یعنی کچلیوں والا) درندہ جو اپنے چنگل یعنی ناخن سے شکار کرتا ہے حلال نہیں ہوتا۔ پس ذوناب میں سے مثلاً اونٹ اور ذو مخلب میں سے مثلاً کبوتر خارج ہو گیا۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ صـ ۲۱۴۔ حکم نمبر ۱۸/۱۰۵۷ ملاحظہ ہو نیز جو پرندے چنگل مار کر شکار کرنے والے نہیں انکے متعلق حکم نمبر ۸، ۹، ۱۲، ۱۸، ۲۱/۱۰۵۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالایؤکل مایؤکل من الحیوان ومالا	حوالہ
١٠٥٧-٨	ومالا مخلب له من الطیر والمستأنس منه کالدجاج والبط والمتوحش کالحمام والفاختة والعصافیر والقبج والکرکی والغراب الذی یأکل الحب والزرع ونحوها حلال بالاجماع	کذا فی البدائع
٩	ولا بأس بالقمری والسودانی والزرزور	کذا فی فتاوی قاضیخان
١٠	ویکره اکل لحوم الابل الجلالة وهی التی الأغلب من اکلها النجاسة لانه اذا کان غالب اکلها النجاسة یتغیر لحمها وینتن فیکره اکله کالطعام المنتن	کذا فی البدائع
١١	وذکر القاضی فی شرحه علی مختصر الطحاوی انه لا یحل الانتفاع بها من العمل وغیره الا ان تحبس ایاما وتعلف فحینئذ تحل وماذکر القدوری اجود ثم لیس لحبسها تقدیر فی ظاهر الروایة هکذا روی عن محمد انه قال کان ابو حنیفة لا یوقت فی حبسها وقال تحبس حتی لطفت ³ وروی ابو یوسف رح عن ابی حنیفة رح انها تحبس ثلاثة ایام وروی ابن رستم عن محمد فی الناقة الجلالة والشاة الجلالة والبقرة الجلالة انما تکون جلالة اذا انتن وتغیر لحمها ووجدت منه ریح منتنة فهی الجلالة حینئذ لا یشرب لبنها ولا یؤکل لحمها وبیعها وهبتها جائز ⁴ هذا اذا کانت لا تختلط ولا تأکل الا العذرة غالبا فان خلطت فلیست بجلالة فلا تکره لانها لا تنتن	کذا فی البدائع

۱؎ اور جو پرندے چنگل مار کر شکار کرنے والے ہیں ان کے متعلق حکم نمبر ۷ب، ۱۲۰/۱۰۵۷ - نیز حکم نمبر ۱۴/۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۰ تا ۱۲، ۱۴/۱۰۵۷ مع حواشی نیز ۳۵، ۵۳/۱۰۷۲ ، ۷۸ تا ۸۱/۱۰۹۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ قوله حتی لطفت کذا فی النسخ وعبارة السرخسی تحبس حتی تزول الرائحة المنتنة اھ ولعل قوله لطفت محرف عن تلطف اھ مصححہ عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی قولہٗ "حتی لطفت" نسخوں میں یونہی ہے اور السرخسی کی عبارت یوں ہے کہ تحبس حتی تزول الرائحة المنتنة" یعنی اسے پابند رکھا جائے حتی کہ اس سے بدبو زائل ہو جائے اور غالبا لطفت، "تلطف" سے محرف ہے (مترجم) ۴؎ قولہٗ "جائز" الاولی

دفعات متن نمبر	دوسرا باب، جوجانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۷-۸	اور پرندوں میں سے جو ذو مخلب (یعنی چنگل مار کر شکار کرنے والے) نہیں ان میں سے جو مستأنس (یعنی گھریلو مانوس) ہیں مثلاً مرغی اور بطخ اور (ان میں سے) جو متوحش ہیں مثلاً کبوتر، فاختہ، چڑیاں کبک، کلنگ اور وہ زاغ جو دانہ، کھیتی اور اس کی مانند چیزیں کھاتا ہے (یہ سب) بالاجماع حلال ہیں [۱]	بدائع
۹	اور (پرندوں میں سے) قمری، سودانی، اور ذرزور (کے کھانے) میں کوئی حرج نہیں ہے	قاضیخان
۱۰	(و) جلالہ اونٹ کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور جلالہ وہ ہے جس کی بیشتر غذا نجاست ہو اس لئے کہ جب وہ زیادہ تر نجاست ہی کھاتا ہو تو اس کے گوشت میں تغیر آجاتا ہے اور بدبودار ہو جاتا ہے پس اس کا کھانا مکروہ قرار پاتا ہے (ب) جیساکہ بدبودار کھانے کا حکم ہے [۲]	بدائع
۱۱	(ل) اور (مذکورہ جلالہ کے متعلق) القاضی رح نے شرح مختصر الطحاوی میں ذکر کیا ہے کہ اس سے کام وغیرہ کا نفع اٹھانا (بھی) حلال نہیں ہوتا لیکن اگر اسے کچھ دن پابند رکھا جائے اور اسے چارہ کھلایا جائے تو وہ حلال قرار پائے گا اور جو قدوری نے اسے ذکر کیا ہے وہ اجود (یعنی عمدہ حکم) ہے (ب) پھر اس جلالہ (جانور) کو پابند رکھنے کے متعلق ظاہر روایت میں کوئی مدت مقرر نہیں ہے امام محمد رح سے یوں ہی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رح اس کے پابند رکھنے میں میعاد مقرر نہیں فرماتے تھے اور ان کا قول ہے کہ اسے پابند رکھا جائے حتیٰ کہ وہ پاکیزہ ہو جائے (ج) اور امام ابو یوسف رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ اسے تین دن پابند رکھا جائے (د) اور ابن رستم رح نے امام محمد رح سے جلالہ اونٹنی اور جلالہ بکری اور جلالہ گائے کے متعلق روایت کی ہے کہ وہ جلالہ تب قرار پاتی ہے کہ جب اس سے بدبو آنے لگے اور اس کا گوشت متغیر ہو جائے اور اس سے بدبو پائی جائے تب وہ جلالہ قرار پائے گی اور پھر اس کا دودھ نہ پیا جائے گا اور نہ اس کا گوشت کھایا جائے گا اور اس کا بیع کرنا اور ہبہ کرنا جائز ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ (خوراک میں) کچھ اور نہ ملاتی ہو اور اکثر نجاست ہی کھاتی ہو اور اگر وہ کوئی اور چیز بھی ملا کر کھاتی ہو تو جلالہ نہ قرار پائے گی پس وہ مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ وہ بدبودار نہیں ہوتی [۵]	بدائع

جائزان بصیغة التثنیة وھذا مخالف لما فی رد المحتار عن السرخسی من انہ یکرہ بیعھا وھبتھا فلیحرر اھ مصححہ۔ یعنی قولہ جائز (یعنی جائز ہے) میں اولیٰ یہ ہے کہ "جائزان" تثنیہ کے صیغہ سے ہو (یعنی اس کی بیع اور ہبہ دونوں جائز ہیں) اور یہ حکم اس حکم کے خلاف ہے جو رد المحتار میں السرخسی سے منقول ہے کہ اسکی بیع اور ہبہ مکروہ قرار پاتا ہے (مترجم) [۵] حکم نمبر $\frac{۱۲،۱۰}{۱۰۵۷}$ نیز $\frac{۶۱}{۱۰۹۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان ومالا یؤکل ما یؤکل من الحیوان ومالا	حوالہ
۱۰۵۷-۱۲	ولا یکرہ اکل الدجاجة المخلی وان کان یتناول النجاسة لانہ لا یغلب علیہ اکل النجاسة بل یخلطها بغیرها وهو الحب والافضل ان یحبس الدجاج حتی یذهب ما فی بطنها من النجاسة	کذا فی البدائع
۱۳	اکل الخطاف والصلصل والهدهد لا بأس بہ لانها لیست من الطیور التی هی ذوات مخلب	کذا فی الظهیریة
۱۴	وعن ابی یوسفؒ قال سألت عن ابی حنیفةؒ عن العقعق قال لا بأس بہ فقلت انہ یأکل النجاسات فقال انہ یخلط النجاسة بشئ آخر ثم یأکل فکان الاصل عندہ ان ما یخلط کالدجاج لا بأس وقال ابویوسفؒ یکرہ العقعق کما تکرہ الدجاجة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	واکل دود الزنبور قبل ان ینفخ فیہ الحیاة لا بأس بہ	کذا فی الظهیریة
۱۶	عن خلفؒ یکرہ اکل بیوت الزنابیر کذا فی الملتقط فی باب الکراهیة	
۱۷	والدبسی یؤکل	کذا فی الظهیریة
۱۸	واما الخفاش فقد ذکر فی بعض المواضع انہ یؤکل وفی بعض المواضع انہ لا یؤکل لان لہ نابا	کذا فی الظهیریة
۱۹	وقیل الشقراق لا یؤکل والبوم یؤکل قال رضی اللہ عنہ رأیت هذا بخط والدی والشقراق طاهر اخضر یخالطه قلیل حمرة یصول علی کل شئ واذا اخذ فرخہ تقیأ	کذا فی الظهیریة
۲۰	ولا بأس باکل الطاؤس وعن الشعبیؒ یکرہ اشد الکراهة وبالاول یفتی کذا فی الفتاوی الحمادیة	

۱؎ حکم نمبر ۱۲۰۸، ۱۴، ۲۱ / ۱۰۵۷ ، ۹۰۸ / ۴۳ ، ۶۱ / ۱۰۹۲ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱ / ۱۰۴۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ الخطاف یعنی لمبے بازوں والا، چھوٹے پاؤں والا سیاہ رنگ کا پرندہ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۳۳۴ (مترجم) ۳؎ عقعق، کوے کی صورت کا ایک پرندہ۔ اسے قعق بھی کہتے ہیں اور عرب اس سے بدفالی لیتے تھے۔ مفہوم ماخوذ از المنجد صفحہ ۸۲۶۔ حکم نمبر ۱۲۰۸ / ۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ جیساکہ حکم نمبر ۵۹ / ۱۰۹۲ میں ہے نیز حکم نمبر ۵۸، ۷۲، ۸۷ / ۱۰۹۲ ، ۱۶ / ۱۰۵۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱۵ / ۱۰۵۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۶؎ دُلبی، ایک پرندہ ہے مائل بسیاہی۔ آواز بھی کرتا ہے۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۱۲۳۱ (مترجم) ۷؎ خفاش یعنی چمگادڑ۔ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۱۱۸۹ اور درمختار وردالمحتا

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام — جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۷-۱۲	(ل) ایسی مرغی جو کھلی پھرتی ہو اس کا کھانا مکروہ نہیں ہوتا اگرچہ وہ نجاست کھاتی ہو اس لئے کہ اس پر نجاست کھانے کا غلبہ نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسری چیز کے ساتھ ملا دیتی ہے اور وہ دلنے ہیں (ب) اور افضل یہ ہے کہ اس مرغی کو اتنا پابند رکھا جائے کہ اس کے پیٹ میں جو نجاست ہے وہ جاتی رہے [1]	بدائع
۱۳	خطاف، صلصل اور ہدہد (پرندوں) کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ یہ ان پرندوں میں سے نہیں ہیں جو چنگل مار کر شکار کرتے ہیں [2]	ظہیریہ
۱۴	(ل) امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رح سے عقعق (پرندے کے کھانے) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا کہ وہ نجاستیں کھاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ نجاست کو دوسری چیز سے ملا دیتا ہے پھر کھاتا ہے تو آپ کے ہاں اصل یہ ہے کہ ایسا جانور جو نجاست کو مرغی کی طرح دوسری چیز سے ملا دیتا ہے اس (کے کھانے) میں کوئی حرج نہیں (ب) اور امام ابو یوسف رح کا قول ہے کہ عقعق ایسا ہی مکروہ ہے جیسا کہ مرغی مکروہ ہے [3]	قاضیخان
۱۵	بھیڑ کے (چھوٹے) بچے کو اس میں زندگی ڈالے جانے سے قبل کھا لینے میں کوئی حرج نہیں [4]	ظہیریہ
۱۶	خلف رح سے مروی ہے کہ زنبوروں کے چھتہ کو کھانا مکروہ ہے [5]	ملتقط
۱۷	الدبسی (پرندہ) کھایا جاسکتا ہے [6]	ظہیریہ
۱۸	(ل) چمگادڑ کے متعلق بعض مواضع میں مذکور ہے کہ وہ کھایا جاسکتا ہے (ب) اور بعض مواضع میں مذکور ہے کہ وہ نہ کھایا جائے گا اسلئے کہ اسکی کچلیاں ہوتی ہیں [7]	ظہیریہ
۱۹	(ل) شقراق (پرندہ) کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ وہ کھایا جاسکتا ہے (ب) اور بوم (پرندہ) کھایا جاسکتا ہے (ج) مؤلف رح کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب کی تحریر میں دیکھا ہے اور شقراق سبز رنگ کا ایک پرندہ ہوتا ہے جس میں تھوڑی سی سرخی ملی ہوتی ہے وہ ہر کشتی پر حملہ کرتا ہے اور جب اس کا بچہ پکڑ لیا جائے تو تنے کر دیتا ہے [8]	ظہیریہ
۲۰	(ل) مور کھا لینے میں کوئی حرج نہیں (ب) امام شعبی رح سے مروی ہے کہ شدید کراہت کے ساتھ مکروہ ہے (ج) اور پہلے حکم پر فتوی دیا جاتا ہے [9]	حمادیہ

میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ خفاش حلال نہیں اسلئے کہ اسکی کچلیاں ہوتی ہیں اور اسکے قائل قاضیخان ہیں اور الاتقانی رح کا قول ہے کہ اس میں نظر ہے اسلئے کہ ہر ذوناب یعنی کچلیوں والا ممنوع نہیں جبکہ وہ کچلیوں سے شکار نہ کرتا ہو۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۱۵۔ نیز حکم نمبر ۷/۱۰۵۷ اور اسکے حاشیہ میں درمختار ورد المحتار کا حوالہ ملاحظہ ہو (مترجم) [8] شقراق فاختہ سے بڑا پرندہ ہے۔ ماخوذ از المنجد ص ۶۲۸۔ شقراق ایک پرندہ ہے۔ سرخ، سبز اور سپید نقطوں والا۔ مفہوم ماخوذ از منتہی الارب ص ۴۸ اور بوم یعنی الو، ماخوذ از منتہی الارب ص ۵۷ (مترجم) [9] الطاؤس۔ یعنی مور۔ ماخوذ از المنجد ص ۵۷ (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالا یؤکل — مایؤکل من الحیوان ومالا	حـوالـہ
۱۰۵۷-۲۱	عن ابراهیم رح قال کانوا یکرهون کل ذی مخلب من الطیر وما اکل الجیف وبه نأخذ فان ما یاکل الجیف کالغداف والغراب الابقع مستخبث طبعا فاما الغراب الزرعی الذی یلتقط الحب مباح طیب وان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تارة والحب اخری فقد روی عن ابی یوسف رح انه یکره وعن ابی حنیفة رح انه لا بأس باکله وهو الصحیح علی قیاس الدجاجة	کذا فی المبسوط
۲۲	واما الحمار الاهلی فلحمه حرام وکذلک لبنه وشحمه واختلف المشائخ رح فی شحمه من غیر وجه الاکل فحرمه بعضهم قیاسا علی الاکل واباحه بعضهم وهو الصحیح	کذا فی الذخیرة
۲۳	والحمار الوحشی اذا صار اهلیا ووضع علیه الاکاف فانه یؤکل والاهلی اذا توحش لا یؤکل	کذا فی شرح الطحاوی
۲۴	ویکره لحم الخیل فی قول ابی حنیفة رح خلافا لصاحبیه رح واختلف المشائخ رح فی تفسیر الکراهة والصحیح انه اراد بها التحریم ولبنه کلحمه	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	وقال الشیخ الامام السرخسی رح ما قاله ابوحنیفة رح احوط وما قال صاحبیه رح اوسع	کذا فی السراجیة

؎۱ درمختار ورد المحتار میں ہے کہ غراب ابقع وہ ہے جس میں سفیدی اور سیاہی ہوتی ہے یہ قہستانی میں ہے اور العتابیہ میں ہے کہ غراب ابقع اور غراب اسود تین نوع پر ہیں (۱) ایک نوع وہ ہے جو دانے چگتا ہے اور مردار نہیں کھاتا اس کا کھانا مکروہ نہیں ہے (۲) اور ایک نوع وہ ہے جو صرف مردار ہی کھاتا ہے مصنف نے اسے غراب البقع کہا ہے اس کا کھانا مکروہ ہے (۳) اور ایک نوع خلط ملط کھاتا ہے کبھی دانہ چگ لیتا ہے اور کبھی مردار کھاتا ہے اسے عقعق کہتے ہیں وہ امام ابو حنیفہ رح کے ہاں مکروہ نہیں ہے اور امام ابویوسف رح کے ہاں مکروہ ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۶۵ حکم نمبر ۱۴/۱۰۵۷ اور مرغی کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۷/۹۳ ، ۱۴، ۱۵/۱۰۹۹ - نیز ۵، ۲۳، ۲۰/۱۰۵۷

دفعات شق نمبر	دوسرا باب: جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام — جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں، اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۷-۲۱	ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ فقہاءؒ پرندوں میں سے ہر ذی مخلب (یعنی چنگل مار کر شکار کرنے والے) کو اور جو مردار خور ہو اس کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتے تھے اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ جو پرندہ مردار خور ہو مثلاً غداف (پہاڑی کوا اور گدھ) اور ابقع کو اطبعاً نجاست پسند ہے اور غراب زرعی (یعنی کھیتی کا کوا) جو دانہ چگتا ہے وہ مباح اور پاکیزہ ہے اور اگر وہ غراب (یعنی کوا) ایسا ہو جو خلط ملط کھاتا ہے پس وہ کبھی مردار کھاتا ہے اور کبھی دانہ چگتا ہے تو اس کے متعلق امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ (اس کا کھانا) مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور مرغی کے متعلق حکم پر قیاس کے بموجب یہی حکم صحیح ہے [1]	مبسوط
۲۲	(ا) اور گھریلو گدھے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اس کا گوشت حرام ہے اور اسی طرح اس (کی مادہ) کا دودھ اور اس کی چربی کا حکم ہے (ب) اور کھانے کے علاوہ اس کی چربی کے استعمال کے حکم میں مشائخؒ کا اختلاف ہے اور ان میں سے بعض نے (اسکے) کھانے (کے حکم) پر قیاس کر کے اسے حرام قرار دیا ہے اور ان میں سے بعض نے اسے مباح قرار دیا ہے اور یہی حکم صحیح ہے [2]	ذخیرہ
۲۳	(ا) وحشی گدھا جب گھریلو بن جائے اور اس پر پالان کس دیا جائے تو بھی (اس کا گوشت) کھایا جائے گا (ب) اور گھریلو گدھا جب وحشی بن جائے تو بھی (اسے) نہ کھایا جائے گا [3]	شرح طحاوی
۲۴	(ا) گھوڑے کا گوشت امام ابو حنیفہؒ کے قول میں مکروہ ہے (ب) اور آپ کے صاحبینؒ (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کا اختلاف ہے (ج) اور (مذکورہ قول میں) مکروہ ہونے کی تشریح میں اختلاف ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ آپ نے اس مکروہ تحریمی مراد لیا ہے (د) اور اس (یعنی گھوڑی) کے دودھ کا حکم اس کے گوشت کے حکم کی طرح ہے [4]	قاضیخان
۲۵	اور (مذکورہ حکم کے متعلق) الشیخ الامام السرخسیؒ کا قول ہے کہ جو کچھ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا اس میں احتیاط زیادہ ہے اور جو کچھ ان کے صاحبینؒ نے فرمایا اس میں وسعت زیادہ ہے [5]	سراجیہ

مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ۲۲/۱۰۵۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [4] حکم نمبر ۲۵/۱۰۵۷ نیز حکم نمبر ۲ب/۴۹۷ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا ۱۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [5] حکم نمبر ۲۴/۱۰۵۷ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

نمبر ت دنعا وشق	الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالا یؤکل مایؤکل من الحیوان ومالا	حــوالــہ
۲۶-۱۰۵۷	اما البغل فعند ابی حنیفة رحمه الله مکروه علی کل حال وعندهما رح کذلك ان کان الفرس نزا علی الاتان وان کان الحمار نزا علی الرمکة فقد قیل لایکره	کذا فی الذخیرة
۲۷	الجدی اذا کان یربی بلبن الاتان والخنزیر ان اعتلف ایاما فلا بأس لانه بمنزلة الجلالة والجلالة اذا حبست ایاما فعلفت لا بأس بها فکذا هذا	کذا فی الفتاوی الکبری

واللہ اعلم

☼

لہ حکم نمبر $\frac{\text{۱ تا ۳، ۲۰}}{\text{۴۳}}$ ، $\frac{\text{۲۲ تا ۲۵}}{\text{۱۰۵۷}}$ نیز حکم نمبر $\frac{\text{۲ ب}}{\text{۴۹۷}}$ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کا متن ملاحظہ ہو (مترجم)

۲ہ حکم نمبر $\frac{\text{۱۰، ۱۱، ۲۲ تا ۲۳}}{\text{۱۰۵۷}}$ نیز $\frac{\text{۷}}{\text{۹۳}}$ ، $\frac{\text{۱۴، ۱۵}}{\text{۱۰۹۹}}$ ، $\frac{\text{۱ تا ۳، ۲۰}}{\text{۴۳}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	دوسرا باب، جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام — جو جانور کھایا جاتا ہے اور جو نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
۵۷-۱-۴۶	خچر کے متعلق حکم یہ ہے کہ (ا) اس کا گوشت امام ابو حنیفہؒ کے ہاں ہر حال میں مکروہ ہے (ب) اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے ہاں یوں ہی حکم ہے اگر (اس خچر کی پیدائش یوں ہوئی کہ) گھوڑے نے گدھی سے جفتی کی اور اگر (اس خچر کی پیدائش یوں ہوئی کہ) گدھے نے گھوڑی سے جفتی کی تو (اس کے متعلق) بعض کا قول یہ ہے کہ (اس کا گوشت) مکروہ نہ ہوگا [1]	ذخیرہ
۴۷	بکری کا بچہ جب گدھی کے دودھ اور خنزیر کے دودھ سے پالا گیا تو (پھر) اگر چند روز اسے چارہ کھلایا گیا تو (اس کے کھانے میں) کوئی حرج نہیں اس لئے کہ وہ بمنزلہ جلالہ (جانور) کے ہے اور (حلال) جلالہ (جانور) کو جب کچھ دن چارہ ڈالا جائے تو اس کے کھانے میں حرج نہیں پس اس (بکری کے بچہ) کے متعلق بھی یہی حکم ہے [2] واللہ اعلم	فتاویٰ کبریٰ

نمبر دفعات وشق	الباب الثالث فی المتفرقات	المتفرقات	حوالہ
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم		
	الباب الثالث فی المتفرقات		
	دفعات ۱۰۵۸ تا ۱۰۵۸، عنوان ۱، تعداد شق ۱۵		
۱۰۵۸ -	المتفرقات	تعداد شق ۱۵	
۱	شاة ولدت ولدا بصورة الکلب فأشکل امرہ فان صاح مثل الکلب لایؤکل[1] وان صاح مثل الشاة یؤکل وان صاح مثلهما یوضع الماء بین یدیه ان شرب باللسان لایؤکل لانه کلب وان شرب بالفم یؤکل لانه شاة وان شرب بهما جمیعا یوضع التبن واللحم قبله ان أکل التبن یؤکل لانه شاة وان اکل اللحم لا یؤکل وان اکلهما جمیعا یذبح ان خرج الامعاء لایؤکل وان خرج الکرش[2] یؤکل		کذا فی جواهر الاخلاطی
۲	واما بیان مایحرم اکله من اجزاء الحیوان سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیین[3] والقبل والغدة والمثانة والمرارة		کذا فی البدائع
۳	وان ذبحت الشاة فاضطربت فوقعت فی ماء او تردت فی موضع لم یضرها شئ لان فعل الذکاة قد استقر فیها فانما انزهق حیاتها به ولا معتبر بامنظر الیها بعد استقرار الذکاة فهذا الحکم وقع فی ماء اوسقط من موضع		کذا فی المبسوط

[1] قوله شاة ولدت الخ هذا مفرع علی خلاف المعتمد لان العبرة للام مطلقا اھ مصححہ عربی حاشیہ فتاوی هذا یعنی (ان مسائل میں) معتمد یہ ہے کہ علی الاطلاق دارومدار ماں پر ہے اور یہ صورت مسئلہ اس معتمد کے خلاف ہے۔ حکم نمبر ۱۰۶۹/۲۴۵، ۵/۱۰۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [2] الکرش۔ یعنی جگالی کرنے والے جانور کی اوجھ جو ان کے لئے انسانی معدہ کی مانند ہوتی ہے ماخوذ از المنجد ص ۱۰۸۶ (مترجم) [3] انثیان یعنی دو خصیے ماخوذ از منتہی الارب

دفعات وشق نمبر	تیسرا باب، المتفرق مسائل کے احکام　　متفرق مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب، متفرق مسائل کے احکام

دفعات ۱۰۵۸ تا ۱۰۵۸ عنوان بہ ۱ تعداد شق ۱۵

۱۰۵۸- متفرق مسائل

اور اس میں ۱۵ شقیں ہیں

۱ کسی بکری نے کتے کی شکل کا بچہ جنا اور اس (کی پہچان) کا معاملہ مشکل ہو گیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (الف) اگر وہ کتے کی طرح آواز کرتا ہو تو (اس کا گوشت) نہ کھایا جائے گا اور اگر وہ بکری کی طرح آواز کرتا ہو تو کھایا جا سکے گا (ب) اور اگر وہ دونوں کی طرح آواز کرتا ہو تو اس کے سامنے پانی رکھا جائے گا اگر وہ زبان سے پیتا ہو تو نہ کھایا جائے گا اسلئے کہ وہ کتا ہے اور اگر وہ منہ سے پیتا ہو تو کھایا جا سکے گا اسلئے کہ وہ بکری ہے (ج) اور اگر وہ سبھی سے پیتا ہو تو اس کے سامنے گھاس اور گوشت رکھا جائے گا اگر وہ گھاس کھاتا ہو تو اسے کھایا جا سکے گا اس لئے کہ وہ بکری ہے اور اگر وہ گوشت کھاتا ہے تو نہ کھایا جائے گا۔ (د) اور اگر وہ دونوں (یعنی گھاس اور گوشت) سبھی کھاتا ہو تو اسے ذبح کیا جائے گا اگر اس کے پیٹ میں سے آنتیں نکلیں تو نہ کھایا جائے گا اور اگر اوجھ نکلے تو کھایا جا سکے گا۔[۲] — جواہر اخلاطی

۲ (حلال مذبوحہ) جانوروں میں سے جن اجزا کا کھانا حرام ہوتا ہے وہ سات ہیں (۱) بہنے والا خون (۲) ذکر (یعنی نر کا آلہ تناسل) (۳) دونوں خصیے (۴) قبل (یعنی مادہ کی پیشاب گاہ (۵) غدہ (یعنی گلٹی) (۶) مثانہ (یعنی پیشاب رہنے کی جگہ) (۷) اور پتا۔[۳] — بدائع

۳ جب کوئی بکری ذبح کی گئی تو وہ تڑپی اور پانی میں گر گئی یا وہ کسی جگہ سے نیچے گر گئی تو (اس سے) کوئی چیز (اس کے ذبح میں) مضر نہیں اس لئے کہ اس میں ذبح کا فعل استقرار پا چکا اس کے روح کا جسم سے خارج ہونا اس (ذبح کے فعل) سے ہوا اور ذبح قرار پانے کے بعد اس کے تڑپنے (کی وجہ سے ایسا ہونے) کا اعتبار نہیں پس یہ (گویا) گوشت ہے جو پانی میں جا پڑا یا کسی جگہ سے گر پڑا۔[۴] — مبسوط

---

[۲] صفحہ ۲۱۴

[۳] اور الغدۃ یعنی گلٹی۔ سخت گوشت کا ٹکڑا جو کھال اور نرم گوشت میں ابھر آتا ہے۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۸۶۷، المثانہ پیشاب رہنے کی جگہ۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۱۱۸۸۔ حکم نمبر $\frac{۸۲}{۱۰۹۲}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو اور سید امیر علی رحؒ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ حیوان میں سے نہ کھائے جانے والے اجزا میں بال، کھر، سینگ اور ہڈی کا ذکر نہیں ہے اس لئے کہ ان میں حرمت یا کراہت بنفسہ نہیں ہے۔ ماخوذ از حاشیہ اردو ترجمہ فتاوی ہذا از سید امیر علی ج ۸ صفحہ ۵۱۴ (مترجم)

[۴] $\frac{۳، ۱۲، ۱۴۱، ۱۵۱}{۱۰۵۸}$، $\frac{۴ تا ۷}{۱۰۵۴}$، $\frac{۲۱}{۱۰۵۶}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث، فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
١٠٥٨-۴	مجاجة لرجل تعلقت بشجرة وصاحبها لا یصل الیها فان کان لا یخاف علیها الفوات والموت ورماها لا تؤکل وان خاف الفوات فرماها تؤکل	کذا فی فتاوی قاضیخان
۵	والحمامة اذا طارت من صاحبها فرماها صاحبها او غیرہ قالوا ان کانت لا تهتدی الی المنزل حل اکلها سواء اصاب السهم المذبح او موضعا آخر لانه عجز عن الذکاة الاختیاریة وان کانت تهتدی الی المنزل فان اصاب السهم المذبح حل وان اصاب موضعا آخر اختلفوا فیه والصحیح انه لا یحل اکلها مروی ذلک عن محمد لانه اذا کانت تهتدی الی منزله یقدر علی الذکاة الاختیاریة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۶	والظبی اذا علم فی البیت فخرج الی الصحراء فرماه رجل وسمی فان اصاب المذبح حل والا فلا الا ان یتوحش فلا یؤخذ الا بصید	کذا فی فتاوی قاضیخان
۷	رجل ذبح شاة وقطع الحلقوم والاوداج الا ان الحیاة فیها باقیة فقطع انسان منها قطعة یحل اکل المقطوعة	کذا فی الجوهرة النیرة
۸	امر رجلا ان یذبح شاة فلم یذبحها حتی باعها الآمر من ثالث ثم ذبحها المامور ضمنها ولا یرجع علی آمره علم بالبیع او لم یعلم	کذا فی الفتاوی الکبری
۹	ولو انتزع الذئب رأس الشاة وهی حیة تحل بالذبح بین اللبة واللحیین	کذا فی الوجیز للکردری

ف۱ حکم نمبر ٣/١٠٥٨ نیز ١٨، ٤/١٠٥٤ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ف۲ حکم نمبر ٣/١٠٥٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ف۳ حکم نمبر ٣/١٠٥٨ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ف۴ حکم نمبر ١٢، ١٣، ١٤/١٠٥٦، ٣/١٠٥٨ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ف۵ حکم نمبر ٢٢، ٢٥/١٠٧٢، ٣/١٠٥٨ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ف۶ انتزع الشیء، یعنی کسی چیز کو اکھیڑ دینا۔ ماخوذ از المنجد ص ١٣٦٩ اور رد المختار میں بحوالہ البزازیہ لکھا ہے کہ اگر بھیڑیئے نے بکری کی اوداج

دفعات شق نمبر	تیسرا باب، متفرق مسائل کے احکام — متفرق مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۸-۴	(ا) کسی شخص کی مرغی کسی درخت سے لٹک گئی اس کا مالک اس تک پہنچ نہیں پاتا تو اگر مالک کو اس کے جاتے رہنے یا اس کے مرجانے کا خوف نہ تھا اور اس نے اسے (بطور شکار) تیر مارا تو اس (ذکاۃ) سے وہ (مرغی) کھائی نہ جائے گی (ب) اور اگر (مالک نے) اس کے جاتے رہنے کا خوف کیا پس اسے (بطور شکار) تیر مارا تو وہ (مرغی اس ذکاۃ سے) کھائی جاسکے گی [1]	قاضیخان
۵	کبوتر جب اپنے مالک کے ہاں سے اڑ گیا تو اس کے مالک نے یا اس کے غیر نے (تسمیہ کہہ کر) اسے تیر مارا تو اس (کے حکم) کے متعلق مشائخ کا قول ہے کہ (ا) اگر وہ گھر کو آنے کی ہدایت نہ پاتا ہو تو اس تیر سے (بطور شکار) اس کا کھانا حلال قرار پا گیا خواہ وہ تیر (اسے) مقام ذبح پر لگا یا کسی اور جگہ پر لگا اس لئے کہ وہ (یعنی تیر مارنے والا) ذبح اختیاری سے عاجز قرار پایا (ب) اور اگر وہ گھر کو آنے کی ہدایت پاتا ہو تو اگر وہ تیر اس کے مقام ذبح پر لگا تو وہ حلال قرار پا گیا اور اگر وہ (تیر) کسی اور جگہ پر لگا تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے صحیح حکم یہ ہے کہ اس کا کھانا حلال نہ ہوگا یہ حکم امام محمدؒ سے مروی ہے اس لئے کہ جب وہ اپنے گھر کو آنے کی ہدایت پاتا ہو تو وہ شخص ذبح اختیاری پر قادر رہے [2]	قاضیخان
۶	ہرن کو جب گھر میں (رہنا) سکھایا گیا پھر وہ صحراء کی طرف نکل گیا تو اسے کسی شخص نے تیر مارا اور تسمیہ کہا تو اگر وہ تیر اس کے مقام ذبح پر لگا تو حلال قرار پا گیا ورنہ نہیں لیکن اگر وہ وحشی بن جائے کہ بغیر شکار کئے ہاتھ نہ آئے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ ہرن بطور شکار ذکاۃ سے حلال قرار پا سکتا ہے) [3]	قاضیخان
۷	کسی شخص نے بکری ذبح کی اور (اس کے) حلقوم اور اوداج کو قطع کیا لیکن ابھی اس میں حیات باقی تھی کہ کسی آدمی نے اس سے (گوشت کا) ٹکڑا کاٹ لیا تو اس کٹے ہوئے ٹکڑے کو کھانا حلال قرار پاتا ہے [4]	جوہرہ نیرہ
۸	کسی شخص نے کسی آدمی کو حکم کیا کہ وہ (اس کی یہ) بکری ذبح کر دے تو اس نے (ابھی وہ بکری) ذبح نہ کی تھی کہ حکم کرنے والے نے وہ بکری کسی تیسرے آدمی کے ہاتھ بیچ دی پھر اس مامور نے وہ بکری ذبح کی تو وہ (مامور) اس کی ضمان دے گا اور وہ اپنے حکم کرنے والے سے نہ لے گا خواہ اسے اس بیع کا علم ہوا تھا یا نہ۔ (حکم برابر ہے) [5]	فتاویٰ کبریٰ
۹	اگر بھیڑیئے نے کسی بکری کا سر اکھیڑ دیا اور وہ ابھی زندہ ہو تو وہ لبہ (یعنی سینے کا بالائی حصہ) اور جبڑوں کے مابین ذبح کرنے سے حلال قرار پائے گی [6]	وجیز کردری

یعنی شہ رگیں کاٹ دیں اور وہ زندہ ہو تو وہ ذبح نہ ہو سکے گی اس لئے کہ ذبح کا محل جاتا رہا اور اگر اس نے اس کا سر اکھیڑ دیا اور وہ زندہ ہو تو وہ لبہ اور لحیین کے مابین ذبح سے حلال قرار پا سکتی ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۷ ۔ حکم نمبر ۱۴، ۲۱، ۲۳ / ۱۰۵۶ اور ۳، ۱۴، ۱۵ / ۱۰۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
١٠٥٨-١٠	قطع الذئب من آلیة الشاة قطعة لا یؤکل المبان واھل الجاھلیة کانوا یأکلونه فقال النبی صلی الله علیه وسلم ما بین من الحی فھو میتة	کذا فی الوجیز للکردری
١١	وفی الصید ینظر ان الصید یعیش بدون المبان فالمبان لا یؤکل وان کان لا یعیش بلا مبان کالرأس یؤکلان	کذا فی الوجیز للکردری
١٢	وفی المنتقی بعیر تردی فی بئر فوجاء صاحبه وجاءة یعلم انه لا یموت فیھا فمات لا یؤکل وان کان مشکلا اکل	کذا فی المحیط فی کتاب الصید
١٣	سلم غنمه الی راع فذبح شاة منھا وقال ذبحتھا وھی میتة وقال لا بل ذبحتھا وھی حیة فالقول قول الراعی مع یمینه ولم یحل اکلھا	کذا فی الفتاوی الکبری
١٤	شاة قطع الذئب اوداجھا وھی حیة لا تذکی لفوات محل الذبح	کذا فی الوجیز للکردری
١٥	وذکر ابن سماعة رح فی نوادره عن ابی یوسف رح لو ان رجلا قطع شاة نصفین ثم ان رجلا فری اوداجھا والرأس یتحرک او شق بطنھا فاخرج ما فی جوفھا وفری رجل آخر الاوداج فان ھذا لا یؤکل لان الاول قاتل وذکر القدوری رح ان ھذا علی وجھین ان کانت الضربة مما یلی العجز لم تؤکل الشاة وان کانت مما یلی الرأس أکلت	کذا فی البدائع
	والله اعلم	

*

لہ حکم نمبر 14/1056، 3/1058 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ہ حکم نمبر 10/1058، 3/1058 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
۳ہ وجاء ۔ چھری سے مارنا ۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۱۳۴۵، اشکل الامر یعنی مشتبہ ہونا ماخوذ از المنجد ص ٦٥٠ ۔ حکم نمبر
7 تا 4/1054، 4/1056، 3/1058 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ہ اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر 41/217 ملاحظہ ہو (مترجم)
۵ہ حکم نمبر 14، 21، 23/1056، 3، 9، 14/1058 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ہ حکم نمبر 14، 21، 23/1056، 3، 9، 14/1058 مع حواشی

دفعات شق نمبر	تیسرا باب، متفرق مسائل کے احکام — متفرق مسائل کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۵۸-۱۰	بھیڑیئے نے کسی بھیڑ کی چکتی سے ایک ٹکڑا کاٹ دیا تو الگ شدہ وہ ٹکڑا نہ کھایا جائے گا اور زمانہ جاہلیت کے عرب لوگ اس کو کھا لیتے تھے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو ٹکڑا جدا کر لیا جائے وہ مردار ہے [1]	وجیز کردری
۱۱	(و) اور (مذکورہ صورت یعنی زندہ جانور سے ٹکڑا الگ ہونا) شکار میں (ہونے کی صورت میں) دیکھا جائے گا اگر وہ شکار اس جدا شدہ ٹکڑے کے بغیر رہ سکتا ہو تو وہ جدا شدہ ٹکڑا نہ کھایا جائے گا (ب) اور اگر وہ شکار اس جدا شدہ ٹکڑے کے بغیر زندہ نہ رہ سکتا ہو جیسا کہ (جدا شدہ) سر تو پھر (جدا اور باقی) دونوں کو کھایا جا سکے گا [2]	وجیز کردری
۱۲	(و) المنتقی میں ہے کہ کوئی اونٹ کنوئیں میں گر پڑا تو اس کے مالک نے اسے (چھری سے) ایسی ضرب ماری کہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس سے نہ مرے گا پھر وہ اونٹ مر گیا تو اسے نہ کھایا جائے گا (ب) اور اگر اس (سے اس اونٹ کی موت واقع ہونے یا نہ ہونے) کا امر مشتبہ ہو (اور پھر اس مار سے وہ مر گیا) تو اسے کھایا جا سکے گا [3]	محیط
۱۳	کسی شخص نے اپنی بکریاں ایک چرواہے کے سپرد کیں تو اس نے ان بکریوں میں سے ایک ذبح کی اور کہا کہ میں نے اسے ذبح کر دیا حالانکہ وہ مردہ تھی اور اس شخص نے کہا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ تو نے اسے ذبح کیا اور وہ زندہ تھی تو چرواہے کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر قرار پائے گا اور اس بکری کو نہ کھایا جائے گا [4]	فتاوی کبری
۱۴	کسی بکری کے گلے کی رگیں بھیڑیئے نے کاٹ دیں اور وہ زندہ ہے تو اس کی ذکاۃ نہ ہو سکے گی اس لئے کہ ذبح کرنے کا محل جاتا رہا [5]	وجیز کردری
۱۵	(ا) ابن سماعہ نے اپنے نوادر میں امام ابو یوسف رح سے روایت ذکر کی ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی بکری کے دو نصف ٹکڑے کر دیئے پھر کسی آدمی نے اس کے گلے کی رگیں کاٹ دیں اور (اس کا سر ابھی) حرکت کرتا تھا یا کسی شخص نے کسی بکری کا پیٹ پھاڑ دیا اور جو کچھ اس کے اندر تھا باہر نکال دیا۔ اور دوسرے آدمی نے اس کے گلے کی رگیں کاٹ دیں تو (اس کے حکم کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ بکری نہ کھائی جائے گی اس لئے کہ پہلا شخص قتل کنندہ ہے (ب) اور قدوری نے ذکر کیا ہے کہ یہ صورت دو طرح پر ہے اگر (پہلے شخص کی) ضرب اس کی سرین کے قریب تھی تو وہ بکری نہ کھائی جائے گی اور اگر وہ ضرب سر کے قریب تھی تو وہ کھائی جا سکے گی [6]	بدائع
	واللہ اعلم	

ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها و رکنها و صفتها و شرائطها و حکمها و من تجب علیها و من لا تجب — تفسیر الاضحیۃ	حوالہ

وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا

مجلس منتظمہ فتاوی عالمگیریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ وعلی عباد اللہ الصالحین اجمعین

کتاب الاضحیۃ

دفعات ۱۰۵۹ تا ۱۰۷۶، عنوانات ۱۸، تعداد شق ۲۶۴

وفیہ تسعۃ ابواب

الباب الاول فی تفسیرها ورکنها وصفتها وشرائطها وحکمها وفی بیان من تجب علیه ومن لا تجب

دفعات ۱۰۵۹ تا ۱۰۶۴، عنوانات ۶، تعداد شق ۵۳

۱۰۵۹ - تفسیر الاضحیۃ

تعداد شق ۱

۱ وهی فی الشرع اسم لحیوان مخصوص بسن مخصوص یذبح بنیۃ القربۃ فی یوم مخصوص عند وجود شرائطها وسببها — کذا فی التبیین

ــه حکم نمبر ۱/۱۰۸۲، ۱/۱۰۸۶، ۱/۳۳۱ اور ۱/۱۰۵۳ کے ابواب کے حواشی ملاحظہ ہوں نیز کتاب الاضحیۃ جس میں، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکا رکن، صفت، شرطیں، حکم، جسپر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں کے احکام، نذر وغیرہ سے قربانی کے وجوب کے احکام، قربانی کے وقت کے احکام، مکان و زمان سے متعلق احکام، قربانی کا وجوب قائم کرنے کا محل یعنی واجب قربانی کی جنس، نوع، عمر، مقدار اور اس کی صفت کے احکام، قربانی کے جانور کے متعلق مستحب امور، قربانی کے جانور سے انتفاع کے احکام، دوسروں کی طرف سے قربانی کرنے اور دوسرے کی بکری اپنی طرف سے قربانی کر دینے کے احکام قربانی کے جانور میں شراکت کے احکام اور متفرق احکام کا بیان ہے یہ بحث بطور انتخاب ہے۔ یہ فتاوی عالمگیری عربی کی بحث ۴۷ اور اردو مع عربی میں بطور جلد ۴۷ اشاعت پذیر ہے (مترجم)

دفعات شق نمبر | پہلا باب قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں | قربانی کے جانور کی تشریح کے احکام کا بیان | حوالہ

اور حکم اور جسپر قربانی واجب ہے، اور جسپر نہیں، انکے احکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہانوں کا اور درود اور سلام ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو سب رسولوں کے سردار ہیں اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر، اور اللہ کے نیک بندوں سب پر ہو۔

قربانی (کے جانور) کی بحث

دفعات ۱۰۵۹ تا ۱۰۷۶، عنوانات ۱۸، تعداد شق ۲۶۴

اور اس میں نو باب ہیں

پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکا رکن، صفت، شرطیں اور حکم اور جس پر واجب ہوتی ہے اور جسپر نہیں، کے احکام [۱]

دفعات ۱۰۵۹ تا ۱۰۶۴، عنوانات ۶، تعداد شق ۵۳

۱۰۵۹- قربانی (کے جانور) کی تشریح اور اس میں ۱ شق ہے

۱ اضحیہ (یعنی قربانی کا جانور) شریعت میں اس مخصوص جانور کو کہتے ہیں جو اس کی شرائط اور سبب پائے جانے کے ساتھ، مخصوص عمر کا، مخصوص دن میں ثواب کی نیت سے ذبح کیا جاتا ہے [۲] تبیین

[۲] حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ مالی عبادت دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کو مال کا مالک بنانا مثلاً صدقہ کرنا، دوسرے یہ کہ مال تلف کرنا مثلاً آزاد کردینا اور قربانی میں دونوں مفہوم جمع ہیں۔ اس میں خون بہانا بطور اتلاف، مالی عبادت ہے اور پھر گوشت کا صدقہ کرنا اور دوسرے کو مال کا مالک بنانا، مالی عبادت ہے۔ مفہوم ماخوذ از حاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۳، نیز الاضحیۃ کی جمع اضاحی ہے اور یہ بمعنی ضحیۃ ہے یعنی قربانی کی بکری، ذبیحہ اور ضحیہ کی جمع ضحایا ہے۔ نیز یوم الاضحی یعنی قربانی کے دن اور الضحی چاشت کے وقت کو کہتے ہیں۔ مفہوم ماخوذ از المنجد ص ۴۷۰ (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها ورکنها وصفتها وشرائطها / رکن الاضحیۃ وصفتها	حوالہ
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
۱۰۶۰	**رکن الاضحیہ** تعداد شق ۱[۱]	
۱	(واما رکنها) فذبح ما یجوز ذبحه فی الاضحیۃ بنیۃ الاضحیۃ فی ایامها لان رکن الشئ ما یقوم به ذلک الشئ والاضحیۃ انما تقوم بهذا الفعل فکان رکنا	کذا فی النهایۃ
۱۰۶۱	**صفۃ الاضحیۃ** تعداد شق ۵	
۱	(واما صفۃ التضحیۃ) فالتضحیۃ نوعان واجب وتطوع والواجب منها انواع منها ما یجب علی الغنی والفقیر ومنها ما یجب علی الفقیر دون الغنی ومنها ما یجب علی الغنی دون الفقیر اما الذی یجب علی الغنی والفقیر فالمنذور به بان قال لله علی ان اضحی شاۃ او بدنۃ او هذه الشاۃ او هذه البدنۃ	کذا فی البدائع
۲	وکذلک لو قال ذلک وهو معسر ثم ایسر فی ایام النحر فعلیه ان یضحی شاتین لانه لم یکن وقت النذر اضحیۃ واجبۃ علیه فلا یحتمل الاخبار فیحمل علی حقیقۃ الشرعیۃ فوجب علیه اضحیۃ بنذره واخری بایجاب الشرع	کذا فی البدائع
۳	واما التطوع فاضحیۃ المسافر والفقیر الذی لم یوجد منه النذر بالتضحیۃ ولا شراء الاضحیۃ لانعدام سبب الوجوب وشرطه	کذا فی البدائع

[۱] وہ واجب قربانی جو غنی اور فقیر دونوں پر ہے اسکے متعلق حکم نمبر ١،٢/١٠٦١، ١٠٦٢، ١٠٦٦، ٢،٧/١٠٦٥، ٤ تا ٧/١٠٦٨، ٦٢،٣٧/١٠٧٢، ٦/١٠٧٥، ١٩،٧/٢٧٦ ملاحظہ ہوں اور جو واجب قربانی فقیر پر ہے غنی پر نہیں اسکے متعلق ٤/١٠٦١، ٢/١٠٦٦ اور جو واجب قربانی غنی پر ہے فقیر پر نہیں اسکے متعلق ٥/١٠٦١ اور تطوع قربانی کے متعلق ٣/١٠٦١ اور فقیر کے مفہوم کے متعلق ١/٢٥٣ اور غنی کے مفہوم کے متعلق ١/١٠٦٢، ١٠٦٤ نیز حکم نمبر ٢٣٨، ١ تا ٢/٢٦١، ١٣ تا ٣٦/٢٩١ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور البدن کے مفہوم کے متعلق ١١/٣٠٠، ٥/٣٢٣ نیز حکم نمبر ١٢،٩/١٠٦٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں قربانی کا رکن اور اسکی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور حکم (اور جس پر قربانی واجب ہے، اور جس پر نہیں، انکے احکام	
۱۰۶۰	**قربانی کا رکن** اور اس میں ۱ شق ہے	
۱	قربانی کا رکن، جس جانور کا قربانی میں ذبح کرنا جائز ہوتا ہے اسے قربانی کی نیت سے قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا (قربانی کا رکن) ہے اس لئے کہ کسی شئی کا رکن وہ ہوتا ہے کہ اس سے وہ شئی قائم قرار پاتی ہو اور قربانی اس (مذکورہ) فعل سے قائم قرار پاتی ہے پس یہ رکن ہے	نہایہ
۱۰۶۱	**قربانی کی صفت** اور اس میں ۵ شقیں ہیں	
۱	قربانی کی صفت یہ ہے کہ وہ دو قسم ہے واجب اور نفل اور ان میں سے واجب قربانی کئی قسم پر ہے (۱) ان میں سے ایک وہ واجب قربانی ہے جو غنی (یعنی غیر فقیر) شخص اور فقیر شخص سب پر واجب ہوتی ہے (۲) ان میں سے ایک وہ واجب قربانی جو فقیر شخص پر واجب ہوتی ہے غنی شخص پر نہیں (۳) ان میں سے ایک وہ واجب قربانی جو غنی شخص پر واجب ہوتی ہے فقیر پر نہیں، پس وہ واجب قربانی جو غنی اور فقیر پر واجب ہو جاتی ہے وہ منذور بہ (یعنی نذر مانی ہوئی) قربانی ہے جو کسی غنی یا فقیر شخص نے (مثلا) یوں کہا کہ اللہ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایک بکری قربانی دوں گا یا کہا ایک بدنہ (یعنی اونٹ یا بیل، گائے) قربانی دوں گا یا یہ کہا کہ یہ بکری (قربانی دوں گا) یا یہ کہا کہ یہ بدنہ (قربانی دوں گا) ۵۱	بدائع
۲	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر کس شخص نے وہ (مذکورہ) قول کہا (مثلا اس نے بکری کی نذر مانی) اور اس وقت وہ فقیر تھا پھر وہ قربانی کے دنوں میں غنی ہوگیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ دو بکریاں قربانی کرے اس لئے کہ نذر ماننے وقت اس پر قربانی واجب نہ تھی پس اس (شخص کے مذکورہ) کلام میں خبر دینے کا احتمال نہ ہوگا اور وہ کلام حقیقت شرعیہ پر محمول ہوگا پس اس پر ایک قربانی اس کے نذر ماننے کی وجہ سے واجب ہوگی اور دوسری قربانی شریعت کے واجب کرنے سے واجب ہوگی ۵۲	بدائع
۳	تطوع (یعنی نفل اور سنت)، قربانی اس مسافر یا فقیر شخص کی قربانی ہے جس سے قربانی کی نذر ماننا نہ پایا گیا اور نہ اس سے قربانی کا جانور خریدنا پایا گیا اس لئے کہ وجوب کا سبب اور اس کی شرط معدوم ہے ۵۳	بدائع

(مترجم)، ۵۲ حکم نمبر ۱/۱۰۶۱ مع حاشیہ، ۲، ۷/۱۰۶۵، ۲/۱۰۶۸، ۷/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵۳ حکم نمبر ۱/۱۰۶۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرہا ورکنہا وصفتہا وشرائطہا — شرائط وجوب الاضحیۃ	حوالہ
	وحکمہا ومن تجب علیہا ومن لا تجب	
١٠٦١-٤	واما الذی یجب علی الفقیر دون الغنی فالمشتری للاضحیۃ اذا کان المشتری فقیرا بان اشتری فقیر شاۃ ینوی ان یضحی بہا وان کان غنیا لا تجب علیہ بشراء شئ ولو ملک انسان شاۃ فنوی ان یضحی بہا او اشتری شاۃ ولم ینو الاضحیۃ وقت الشراء ثم نوی بعد ذلک ان یضحی بہا لا تجب علیہ سواء کان غنیا او فقیرا	کذا فی البدائع
٥	واما الذی یجب علی الغنی دون الفقیر فما یجب من غیر نذر ولا شراء للاضحیۃ بل شکر النعمۃ الحیاۃ واحیاء لمیراث الخلیل حین امرہ اللہ بذبح الکبش فی ہذہ الایام	کذا فی البدائع
١٠٦٢	**شرائط وجوب الاضحیۃ** تعداد شق ٦	
١	(واما شرائط الوجوب) منہا الیسار وہو ما یتعلق بہ وجوب صدقۃ الفطر دون ما یتعلق بہ وجوب الزکاۃ.	کذا فی محیط السرخسی
٢	واما البلوغ والعقل فلیسا بشرط حتی لو کان للصغیر مال یضحی عنہ ابوہ او وصیہ من مالہ ولا یتصدق بہ ولا یضمنان عند ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح وان تصدق بہا ضمن	کذا فی محیط السرخسی

ل؎ حکم نمبر ١/١٠٦١ مع حاشیہ ٨/١٠٦٤ اور ٢/١٠٦٦ ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢؎ حکم نمبر ١/١٠٦١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٣؎ حکم نمبر ١/١٠٦١ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ٤؎ حکم نمبر ٢٣ ب کا ٥/١٠٦٤، ٣/١٠٧٤ نیز ١، ٢، ١١ تا ١٣/٢٦١ ملاحظہ ہوں اور زکوۃ کے وجوب میں عقل و بلوغ کے شرط ہونے کے متعلق حکم نمبر ٢٣٥ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں قربانی کے جانور کے وجوب کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے، اور جس پر نہیں، ان کے احکام	
۱۰۶۱-۴	(ا) اور وہ قربانی جو فقیر شخص پر واجب ہوتی ہے غنی پر واجب نہیں ہوتی وہ قربانی ہے کہ اس قربانی کا جانور خریدنے والا غیر غنی ہو مثلاً کسی غیر غنی شخص نے اس نیت سے بکری خریدی کہ وہ اس سے قربانی کرے گا (تو وہ قربانی اس پر واجب قرار پاتی ہے) اور اگر قربانی کا جانور خریدنے والا غنی ہو تو اس پر کسی جانور کے خریدنے (کی وجہ) سے قربانی واجب نہیں ہوتی (ب) اگر کوئی شخص (بغیر خریدنے کے) کسی بکری کا مالک ہوا اور اس نے یہ نیت کی کہ وہ اس کی قربانی کرے گا یا اس نے بکری خریدی اور خریدتے وقت اس نے قربانی کی نیت نہ کی پھر اس کے بعد اس نے یہ نیت کی کہ وہ اس کی قربانی کرے گا تو اس پر اس بکری کی قربانی کرنا واجب نہ ہوگا خواہ وہ غنی ہو یا فقیر ہو ۱ھ	بدائع
۵	اور وہ قربانی جو غنی شخص پر واجب ہوتی ہے فقیر پر نہیں وہ قربانی ہے جو قربانی کی نذر ماننے بغیر اور قربانی کے لئے جانور خریدنے کے بغیر واجب ہوتی ہے بلکہ وہ نعمتِ حیات کے شکر کے لئے اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی میراث کو زندہ رکھنے کے لئے ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان ایام میں دنبہ ذبح کرنے کا حکم فرمایا تھا ۲ھ	بدائع
۱۰۶۲	**قربانی کے وجوب کی شرطیں** اور اس میں ۷ شقیں ہیں	
۱	قربانی کے وجوب کی شرطیں (یعنی جو قربانی غنی پر واجب ہے اس کے وجوب کی شرطیں جو چار ہیں)، ان شرطوں میں سے (پہلی شرط) تونگری ہے اور اس سے مراد وہ تونگری ہے جس سے صدقہ الفطر کا وجوب متعلق ہو جاتا ہے ایسا مالدار ہونا مراد نہیں جیسے زکوٰۃ کا وجوب متعلق ہوتا ہے ۳ھ	محیط سرخسی
۲	(ا) اور (مذکورہ) قربانی کے وجوب کی شرطوں میں بلوغ اور عقل شرط نہیں ہے حتی کہ اگر صغیر شخص (یعنی نابالغ بچہ) کا مال ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا اس کا وصی اس کے مال سے قربانی کر سکے گا البتہ وہ (باپ یا وصی) اس (گوشت) کا صدقہ نہ کرے گا اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسف رحؒ کے ہاں وہ دونوں (یعنی باپ یا وصی) ضامن نہ ہونگے (ب) اور اگر اس کے (باپ یا وصی) نے اس (قربانی کے گوشت) کا صدقہ کیا تو وہ ضامن ہوگا ۴ھ	محیط سرخسی

دفعات و شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها ورکنها وصفتها وشرائطها شرائط وجوب الاضحیة	حوالہ
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
۱۰۶۲-۳	ومنها الاسلام فلا تجب علی الکافر ولا یشترط الاسلام فی جمیع الوقت من اوله الی آخره حتی لو کان کافرا فی اول الوقت ثم اسلم فی آخره تجب علیه لان وقت الوجوب منفصل عن اداء الواجب فیکفی فی وجوبها بقاء جزء من الوقت	کذا فی البدائع
۴	ومنها الحریة فلا تجب علی العبد وان کان ماذونا فی التجارة اومکاتبا ولا یشترط ان یکون حرا من اول الوقت بل تکفی فیه الحریة فی آخر جزء من الوقت حتی لو عتق فی آخر الوقت وملك نصابا تجب علیه الاضحیة	کذا فی البدائع
۵	ومنها الاقامة فلا تجب علی المسافر ولا تشترط الاقامة فی جمیع الوقت حتی لو کان مسافرا فی اول الوقت ثم اقام فی آخره تجب علیه	کذا فی البدائع
۶	ولو کان مقیما فی اول الوقت ثم سافر ثم اقام تجب علیه هذا اذا سافر قبل ان یشتری الاضحیة فان اشتری شاة للاضحیة ثم سافر ذکر فی المنتقی له ان یبیعها ولا یضحی بها وکذا روی عن محمد رح انه یبیعها ومن المشائخ رح من فرق بین الموسر والمعسر فقال ان کان موسرا فالجواب کذلك وان کان معسرا ینبغی ان تجب علیه ولا تسقط عنه بالسفر وان سافر بعد دخول الوقت قالوا ینبغی ان یکون الجواب کذلك	کذا فی البدائع

۱؎ حکم نمبر ۲/۱۰۶۵، ۱۰۷۵/۱۰۶۸ مع حواشی اور اس کی نظیر کے متعلق ۳ تا ۶/۱۰۶۳، ۲/۱۰۶۴ نیز حکم نمبر ۴/۱۷ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ مکاتب کے مفہوم کے

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں قربانی کے جانور کے وجوب کی شرطوں کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور حکم اور جسپر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں، انکے احکام	
۱۰۶۲-۳	اور (مذکورہ) قربانی کے وجوب کی شرطوں میں سے (دوسری شرط) اسلام ہے پس قربانی کافر شخص پر واجب نہیں ہوتی اور (قربانی کے لئے اسلام کا شرط ہونا قربانی کے) سارے وقت میں اول سے آخر تک اسلام کا ہونا شرط نہیں ہے حتی کہ اگر (اس قربانی کے اوقات میں سے) اول وقت میں وہ کافر تھا اور آخر وقت میں وہ اسلام لے آیا تو اس پر قربانی واجب ہوئے گی اس لئے کہ وجوب کا وقت اس واجب کی ادائیگی سے منفصل ہوتا ہے پس اس وقت کی کسی جز کا باقی ہونا۔ وجوب کے لئے کفایت کرجاتا ہے [۱]	بدائع
۴	اور (مذکورہ) قربانی کے وجوب کی شرطوں میں سے (تیسری شرط) آزاد ہونا ہے پس غلام شخص پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ تجارت کے لئے اجازت یافتہ ہو یا وہ مکاتب ہو اور آزاد ہو اور آزاد ہونے میں یہ شرط نہیں کہ وہ (قربانی کے) اول وقت سے ہی آزاد ہو بلکہ، قربانی کے وقت کے آخری حصہ میں آزاد ہونا (قربانی کے وجوب کے لئے) کفایت کرجاتا ہے حتی کہ اگر وہ (قربانی کے) آخر وقت میں آزاد ہوا اور (زکوۃ کے) کسی نصاب کا مالک ہوا تو اس پر قربانی واجب قرار پاسکے گی [۲]	بدائع
۵	اور (مذکورہ) قربانی کے وجوب کی شرطوں میں سے (چوتھی شرط) مقیم ہوتا ہے پس مسافر پر قربانی واجب نہیں ہوتی اور مقیم ہونا (قربانی کے اوقات میں سے) اس سارے وقت میں شرط نہیں ہے حتی کہ اگر وہ (قربانی کے) اول وقت میں مسافر تھا پھر قربانی کے آخر وقت میں مقیم ہوگیا تو اس پر قربانی واجب قرار پاسکے گی [۳]	بدائع
۶	اور اگر کوئی شخص (قربانی کے اوقات میں سے) اول وقت میں مقیم تھا پھر وہ مسافر ہوگیا پھر (قربانی کے وقت کے اندر ہی) وہ مقیم ہوگیا تو اس پر قربانی واجب ہوسکے گی اور یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس نے قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے سفر کیا (ب) پس اگر اس نے بکری، قربانی کے لئے خریدی پھر وہ مسافر ہوگیا تو (اس کے حکم کے متعلق (۱) المنتقی میں ہے کہ اسے اختیار ہے کہ وہ اسے بیچ دے اور قربانی نہ کرے یونہی امام محمدؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ اس کو بیچ سکتا ہے (۲) اور مشائخؒ میں سے بعض نے (اس صورت میں) غنی اور فقیر (کے حکم) میں فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر وہ غنی تھا تو جواب اسی (مذکورہ) کی طرح ہے اور اگر وہ تنگدست (یعنی غیر غنی) تھا تو اس پر قربانی واجب رہنی چاہیئے اور سفر کی وجہ سے وہ وجوب ساقط نہ ہوگا اور اگر اس نے (قربانی کا) وقت داخل ہونے کے بعد سفر کیا تو اس کا جواب اسی (مذکورہ کی) طرح ہونا چاہیئے [۴]	بدائع

[۱] متعلق حکم نمبر ۲/۲۲۳ کا حاشیہ، ۳/۱۰۶۴، ۵/۱۰۷۵ نیز ۳/۱۰۶۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۳] حکم نمبر ۶/۱۰۶۲، ۲۹/۱۰۶۴، ۲/۱۰۶۵، ۱۴/۱۰۶۶ اور ۱۰،۵/۱۰۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۵/۱۰۶۲، ۲۹/۱۰۶۴، ۲/۱۰۶۵ اور ۱۰۰،۵، ۱۴/۱۰۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات وشق	الباب الاول فی تفسیرھا ورکنھا وصفتھا وشرائطھا حکم الاضحیۃ ومن تجب علیہ ومن لا	حوالہ
	وحکمھا ومن تجب علیھا ومن لا تجب	
۱۰۶۲-۷	وجمیع ماذکرنا من الشروط یستوی فیہ الرجل والمرأۃ	کذا فی البدائع
۱۰۶۳-	**حکم الاضحیۃ** تعداد شق ۱ [1]	
۱	(واما حکمھا) فالخروج عن عھدۃ الواجب فی الدنیا والوصول الی الثواب بفضل اللہ تعالی فی العقبی	کذا فی الغیاثیۃ
۱۰۶۴-	**من تجب علیہ الاضحیۃ ومن لا** تعداد شق ۳۰	
۱	والموسر فی ظاھر الروایۃ من لہ مائتا درھم اوعشرون دینارا اوشئ یبلغ ذلک سوا مسکنہ ومتاع مسکنہ ومرکوبہ وخادمہ فی حاجتہ التی لا یستغنی عنھا فاما مادون ذلک من سائمۃ اورقیق اوخیل او متاع لتجارۃ اوغیرھا فانہ یعتد بہ من یسارہ [1]	کذا فی الظھیریۃ
۲	وان کان لہ عقار ومستغلات ملک اختلف المشائخ المتاخرون رح فالزعفرانی رح والفقیہ علی الرازی رح اعتبرا قیمتھا وابو علی الدقاق رح وغیرہ اعتبروا الدخل [2] واختلفوا فیما بینھم قال ابو علی الدقاق رح ان کان یدخل لہ من ذلک قوت سنۃ فعلیہ الاضحیۃ ومنھم من قال قوت شھر ومتی فضل من ذلک قدر مائتی درھم فصاعدا فعلیہ الاضحیۃ	کذا فی الظھیریۃ
۳	وان کان العقار وقفا علیہ ینظر ان کان قد وجب لہ فی ایام الاضحی قدر مائتی درھم فصاعدا فعلیہ الاضحیۃ والا فلا	کذا فی الظھیریۃ
۴	ولوکان علیہ دین بحیث لوصرف فیہ نقص نصابہ لا تجب [3]	کذا فی البدائع
۵	وکذا لوکان لہ مال غائب لایصل الیہ فی ایامہ	کذا فی البدائع

۱؎ حکم نمبر ۱۰۶۱، ۱۰۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور درہم و دینار کے متعلق حکم نمبر ۱/۲۴۷ مع حاشیہ، حاجات اصلیہ کے متعلق حکم نمبر ۲۴۸، ۲۵۳، ۲۵۴، ۱ تا ۲/۲۶۱، ۱۳ تا ۳۶/۲۹۱، ۱/۱۰۶۲، ۱۰۶۴، اور ۲۲ تا ۲۵، ۲۶/۱۰۶۷ اور متاع تجارت کے متعلق حکم ۲۴۰ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ الدخل یعنی آمدنی ماخوذ از المنجد ص ۳۴۱۔ حکم نمبر ۳/۱۰۶۴ اور اس کی نظیر کے متعلق ۳۵/۲۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۲/۱۰۶۴

دفعہ و شق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں — قربانی کے جانور کا حکم اور جس پر واجب ہوتی ہے اور جس پر نہیں ہے کے احکام	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے، اور جس پر نہیں اُنکے احکام	
۱۰۶۲-۷	اور یہ (مذکورہ ۱ تا ۶ / ۱۰۶۲) تمام احکام جو ہم نے (اس) قربانی کی شرطوں میں ذکر کئے ہیں ان میں مرد اور عورت برابر ہیں۔*	بدائع
۱۰۶۳-	**قربانی کا حکم** اور اس میں ۱ شق ہے	
۱	اور (اس) قربانی کا حکم یہ ہے کہ دنیا میں ذمہ واجب (یعنی قربانی) کا ادا ہونا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثواب پانا ہے	غیاثیہ
۱۰۶۴	**جس شخص پر قربانی واجب ہوتی ہے اور جس پر نہیں** اور اس میں ۳۰ شقیں ہیں	
۱	تونگر (یعنی غنی) ظاہر روایت کے بموجب وہ شخص ہے جس کے پاس اپنی حاجاتِ اصلیہ میں اپنے خادم اپنی سواری، اپنی رہائش اور سامان رہائش کے علاوہ دوسو درہم یا بیس دینار یا اتنی قیمت کی کوئی چیز ہو اور اگر اس کے پاس اس (مذکورہ حاجات اصلیہ) کے علاوہ چرنے والے جانور یا غلام یا گھوڑے یا سامانِ تجارت وغیرہ ہو تو وہ (اس کی حاجات اصلیہ کی بجائے) اس کی تونگری میں شمار ہوں گے ۱ھ	ظہیریہ
۲	اگر اس کی زمین ہو اور غلہ حاصل ہوسکنے والی ملکیت ہو تو اس کے حکم کے متعلق متاخرین مشائخ کا اختلاف ہے (۱) شیخ الزعفرانی رح اور فقیہ علی الرازی رح دونوں نے اس (زمین) کی قیمت کا اعتبار کیا ہے (ب) اور ابو علی الدقاق رح وغیرہ نے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا اعتبار کیا ہے اور پھر انہوں نے باہم اختلاف کیا ہے ابو علی الدقاق رح کا قول ہے کہ اگر اسے اس سے ایک سال کی خوراک کی آمدنی ہوتی ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور ان مشائخ رح میں سے بعض نے ایک ماہ کی خوراک کی آمدنی کہا ہے اور جب اس سے زائد بقدر دوسو درہم یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر قربانی واجب قرار پاتی ہے ۲ھ۔	ظہیریہ
۳	اگر وہ زمین اس پر وقف ہو تو دیکھا جائے گا اگر قربانی کے دنوں میں اس کے لئے دوسو یا زائد درہم کے بقدر لازم ہوئے تو اس پر قربانی واجب قرار پائے گی ورنہ نہیں ۳ھ	ظہیریہ
۴	اگر کسی شخص پر اتنا قرض ہو کہ اگر وہ (اپنا مال) اس (کی ادائیگی) میں صرف کرے تو نصاب پورا نہ رہے تو (اس پر قربانی) واجب نہ ہوگی ۴ھ	بدائع
۵	اسی (مذکورہ) حکم کی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اس کا مال ایسا غائب ہے کہ وہ اسے قربانی کے دنوں میں وصول نہیں ہوسکتا (تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے) ۵ھ	بدائع

ملاحظہ ہو (مترجم) ۳ھ حکم نمبر ۱، ۵ / ۱۰۶۴ مع حواشی، نیز حکم نمبر ۲۳۹ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ھ حکم نمبر ۴، ۱ / ۱۰۶۴ مع حواشی، نیز حکم نمبر ۹ / ۱۰ ، ۲۴۰ ، ۲۳ تا ۲۵ / ۱۰۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) * اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳ / ۱۰۵۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

نمبر دفعات و تحقیق	الباب الاول فی تفسیرها ورکنها وصفتها وشرائطها من تجب علیه الاضحیة ومن لا	حـــوالـــه
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
٦-١٠٦٤	ولا یشترط ان یکون غنیا فی جمیع الوقت حتی لوکان فقیرا فی اول الوقت ثم ایسر فی آخره تجب علیه	کذا فی البدائع
۷	ولوکان له مائتا درهم فحال علیه الحول فزکی خمسة دراهم ثم حضر ایام النحر وماله مائة وخمسة وتسعون لا روایة فیه ذکر الزعفرانی رحمه انه تجب علیه الاضحیة لانه انتقص بالصرف الی جهة هی قربة فیجعل قائما تقدیرا حتی لو صرف خمسة منها الی النفقة لا تجب	کذا فی البدائع
۸	ولو اشتری الموسر شاة للاضحیة فضاعت حتی انتقص نصابه وصار فقیرا فجاءت ایام النحر فلیس علیه ان یشتری شاة اخری فلو انه وجدها وهو معسر وذلك فی ایام النحر فلیس علیه ان یضحی بها ولو ضاعت ثم اشتری اخری وهو موسر فضحی بها ثم وجد الاولی وهو معسر لم یکن علیه ان یتصدق بشیٔ	کذا فی البدائع
۹	والمرأة تعتبر موسرة بالمهر اذا کان الزوج ملیأ عندهما رح وعلی قول ابی حنیفة رح الآخر لا تعتبر موسرة بذلك قیل هذا الاختلاف بینهم فی المعجل الذی یقال له بالفارسیة (دست پیمان) واما المؤجل الذی سمی بالفارسیة (کابین) فالمرأة لا تعتبر موسرة بذلك بالاجماع	کذا فی المحیط

۱ے اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۰۶۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲ے حکم نمبر ۱۳/۲(۱)۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳ے ضاع یعنی تلف ہوا، ضیع، گم کیا۔ ماخوذ از المنجد ص۲۷۳۲، ص۲۷۳۳۔ حکم (۱، ۲)/۱۰۶۱، ۲/۱۰۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

۴ے حکم نمبر ۱/۱۰۶۴، ۲۷/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں جسپر قربانی واجب ہوتی ہے اور جسپر نہیں اسکے احکام کا بیان	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں اسکے احکام	
۱۰۶۴-۶	اور (یہ قربانی واجب ہونے کے لئے) یہ شرط نہیں ہے کہ وہ (قربانی کے دنوں کے) سب وقت میں غنی ہو حتیٰ کہ اگر وہ (قربانی کے دنوں کے) اول وقت میں فقیر تھا پھر ان کے آخر میں غنی ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہو سکے گی ؎[1]	بدائع
۷	اگر کسی شخص کے پاس دو سو درہم تھے پس اس پر سال گزرا تو اس نے پانچ درہم زکوٰۃ دی پھر قربانی کے دن آگئے اور اس کے پاس مال ایک سو پچانوے درہم ہیں تو اس صورت (میں اس پر قربانی واجب ہونے) کے متعلق (ائمہ سے) کوئی روایت نہیں ہے الزعفرانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس پر قربانی واجب ہوگی اس لئے کہ اس کے مال میں کمی اس جہت میں صرف کرنے کی وجہ سے آئی ہے جو خود قربت ہے (یعنی امر ثواب ہے) پس وہ مال تقدیراً قائم قرار پائے گا (یعنی اسے موجود فرض کر لیا جائے گا) حتیٰ کہ اگر اس نے ان (دو سو) میں سے پانچ درہم خوراک میں خرچ کئے (اور پھر ایک سو پچانوے رہ گئے) تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی ؎[2]	بدائع
۸	(ا) اگر کسی شخص نے قربانی کے لئے بکری خریدی تو وہ گم ہو گئی پھر اس کا نصاب کم ہو گیا اور وہ فقیر ہو گیا پھر قربانی کے دن آگئے تو اس پر یہ واجب نہ ہوگا کہ دوسری بکری خریدے (ب) پھر اگر اس نے وہ بکری پالی اور وہ فقیر ہی ہو اور اس کا پالینا قربانی کے دنوں میں ہوا تو (بھی) اس پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اس کی قربانی کرے (ج) اور اگر وہ (پہلی) بکری گم ہو گئی تو اس نے دوسری بکری خریدی درآنحالیکہ وہ غنی ہی ہے پس اس نے اس کی قربانی کی پھر اس نے وہ پہلی بکری پالی اور وہ فقیر ہے تو اس پر کسی شئی کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے ؎[3]	بدائع
۹	(ا) عورت (غیر دخول کردہ) حق مہر کی وجہ سے تونگر (یعنی غنی) تب قرار پاتی ہے جبکہ اس کا خاوند تونگر ہو یہ حکم امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے ہاں ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے قول کے بموجب حق مہر کی وجہ سے تونگر نہیں قرار پاتی (ب) بعض (مشائخؒ) کا قول ہے کہ ان (ائمہؒ) میں یہ اختلاف مہر معجل (یعنی وہ حق مہر جس کی ادائیگی فوری لازم قرار پائی ہو) میں ہے جسے فارسی میں دست پیماں کہتے ہیں اور مہر مؤجل (یعنی جس کی ادائیگی فوری لازم نہ قرار پائی ہو) جسے فارسی میں کابین کہتے ہیں اس سے عورت بالاجماع تونگر نہ قرار پائے گی ؎[4]	محیط

ت نمبر دفعات و شق	الباب الاول فی تفسیرہا و رکنہا و صفتہا و شرائطہا من تجب علیہ الاضحیۃ و من لا	حوالہ
	وحکمہا و من تجب علیہا و من لا تجب	
۱۰۶۴-۱۰	وفی الاجناس ان کان خباز عندہ حنطۃ قیمتہا مائتا درہم یتجر بہا او ملح قیمتہ مائتا درہم او قصار عندہ صابون او اشنان قیمتہ مائتا درہم فعلیہ الاضحیۃ	کذا فی المحیط
۱۱	وان کان لہ مصحف قیمتہ مائتا درہم وھو ممن یحسن ان یقرأ منہ فلا اضحیۃ علیہ سواء کان یقرء منہ او ینہاون و لا یقرء وان کان لا یحسن ان یقرأ منہ فعلیہ الاضحیۃ	کذا فی الظہیریۃ
۱۲	وان کان لہ ولد صغیر حبس المصحف لاجلہ حتی یسلمہ الی الاستاذ فعلیہ الاضحیۃ	کذا فی الظہیریۃ
۱۳	وکتب العلم والحدیث مثل مصحف القرآن فی ھذا الحکم	کذا فی الظہیریۃ
	وفی الصغری و بالکتب لا یعد غنیا الا ان یکون من کل نوع کتابان بروایۃ واحدۃ عن شیخ واحد و عن شیخ بروایتین کروایۃ ابی حفص رح و ابی سلیمان عن محمد رح لا تجب و لا یعد غنیا بکتب الاحادیث والتفسیر وان کان لہ من کل نوع کتابان وصاحب کتب الطب والنجوم والادب یعد غنیا بہا اذا بلغ قیمتہا نصابا	کذا فی الوجیز للکردری
۱۴	وفی الاجناس رجل بہ زمانۃ اشتری حمارا یرکبہ و یسعی فی حوائجہ قیمتہ مائتا درہم فلا اضحیۃ	کذا فی الخلاصۃ

۱؎ حکم نمبر ۱۱۰۱ تا ۱۳ / ۱۰۶۴ نیز ۵ / ۲۳۸ ، ۹ / ۲۳۹ ، ۳۱ تا ۳۶ / ۲۹۱ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۱۰، ۱۱ / ۱۰۶۴ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۱، ۳۲ / ۲۹۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۱۰، ۱۱ / ۱۰۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴؎ حکم نمبر ۱۴ تا ۲۱ / ۱۰۶۴ مع حواشی ملاحظہ

حوالہ	پہلا باب۔ قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں جس پر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں، اسکے احکام کا بیان	دفعات مسلسل نمبر
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے، اور جس پر نہیں، ان کے احکام	
محیط	الاجناس میں ہے کہ اگر (ا) کسی نانبائی کے پاس اتنی گندم ہو جس کی قیمت دو سو درہم بن سکتی ہو اور وہ اس کی تجارت کرتا ہو (۲) یا اس کے پاس اتنا نمک ہے جس کی قیمت دو سو درہم بن سکتی ہو (۳) یا کسی دھوبی کے پاس اتنا صابون یا اشنان ہو جس کی قیمت دو سو درہم بن سکتی ہو تو (ان سب صورتوں میں) اس پر قربانی واجب قرار پاتی ہے	۱۰۶۴-۱۰
ظہیریہ	(ا) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مصحف ہو جس کی قیمت دو سو درہم بنتی ہو اور وہ شخص ایسے، لوگوں میں سے ہو جو اس سے پڑھنا اچھی طرح کر سکتا ہو تو اس (نصاب) سے اس پر قربانی واجب نہیں خواہ وہ اس سے پڑھتا ہو یا (اس سے پڑھنے میں) سستی کرتا ہو اور نہ پڑھتا ہو (ب) اور اگر وہ شخص اس مصحف سے پڑھنا اچھی طرح نہ کر سکتا ہو تو اس (نصاب سے اس) پر قربانی واجب ہے [1]	۱۱
ظہیریہ	اور اگر (مذکورہ صورت میں) اس کا چھوٹا (یعنی نابالغ) بچہ ہو اس نے وہ مصحف اس کے لئے رکھ چھوڑا ہو تاکہ وہ اس کے سپرد کرکے استاد کے ہاں بھیجے تو اس شخص پر قربانی واجب قرار پاتی ہے [2]	۱۲
ظہیریہ، وجیز کردری	(ا) اور اس (مذکورہ) حکم (یعنی مصحف کے نصاب سے قربانی واجب ہونے کے حکم) میں علمی کتب اور حدیث کی کتب (کی قیمت سے نصاب قرار پانے) کا حکم مصحف القرآن کے حکم کی طرح ہے (ب) الصغریٰ میں ہے۔ کہ کتب (فقہ) سے کوئی شخص غنی قرار نہیں دیا جاتا سوائے اس صورت کے کہ (اسکے پاس) ہر قسم کی دو دو کتابیں ایک روایت کے ساتھ ایک شیخ سے ہوں۔ اور دو روایتوں کے ساتھ ایک شیخ سے ہوں مثلاً ابو حفص رح کی روایت اور ابو سلیمان رح کی روایت کے ساتھ امام محمد رح سے ہوں تو (ان کتب کی قیمت کے نصاب سے اس پر) قربانی واجب نہیں ہوتی (ج) اور حدیثوں اور تفسیر کی کتابوں سے کوئی شخص غنی نہیں قرار دیا جاتا اگرچہ اس کے پاس ہر نوع کی دو دو کتابیں ہوں (د) اور طب، نجوم اور ادب کی کتابوں والا ان سے غنی قرار پائے گا جبکہ ان کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو [3]	۱۳
خلاصہ	الاجناس میں ہے کہ کوئی شخص اپاہج ہے اس نے گدھا خریدا اور وہ اس پر اپنی ضروریات کے لئے آتا جاتا ہے اور اس گدھے کی قیمت دو سو درہم ہے تو (اس نصاب کی وجہ سے) اس شخص پر قربانی واجب نہیں [4]	۱۴

ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات و شق	الباب الاول فی تفسیرها و رکنها و صفتها و شرائطها من تجب علیه الاضحیة ومن لا	حوالہ
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
۱۵-۱۰۶۴	ولو کان له دار فیها بیتان شتوی وصیفی وفرش شتوی وصیفی لم یکن بها غنیا فان کان له فیها ثلاثة بیوت وقیمة الثالث مائتا درهم فعلیه الاضحیة وکذا الفرش الثالث	کذا فی الخلاصة
۱۶	والغازی بفرسین لا یکون غنیا وبالثالث یکون غنیا	کذا فی الخلاصة
۱۷	ولا یصیر الغازی بالاسلحة غنیا الا ان یکون له من کل سلاح اثنان احدهما یساوی مائتا درهم	کذا فی الخلاصة
۱۸	وفی الفتاوی الدهقان لیس بغنی بفرس واحد وبحمار واحد فان کان له فرسان او حماران احدهما یساوی مائتین فهو نصاب	کذا فی الخلاصة
۱۹	والزارع بثورین وآلة الفدان لیس بغنی وببقرة واحدة غنی وبثلاثة ثیران اذا ساوی احدهما مائتی درهم صاحب نصاب	کذا فی الخلاصة
۲۰	وصاحب الثیاب لیس بغنی بثلاث دستجات احداها للبذلة والاخری للمهنة والثالثة للاعیاد وهو غنی بالرابعة	کذا فی الخلاصة
۲۱	وصاحب الکرم غنی اذا ساوی مائة درهم	کذا فی الخلاصة
۲۲	ولیس علی الرجل ان یضحی عن اولاده الکبار وامرأته الا باذنه	کذا فی فتاوی قاضیخان

۱ حکم نمبر ۲۲/۱۰۷۶ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۴، ۲۵، ۲۷ تا ۳۰/۲۹۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ حکم نمبر ۱، ۱۸/۱۰۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ حکم نمبر ۱، ۱۶/۱۰۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ اور اس کی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۳۶/۲۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۵ الدستجة یعنی گٹھا۔ ماخوذ از المنجد ص ۳۴۹۔ اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۲۶/۲۹۱ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ تین کپڑوں والا غنی نہیں قرار پاتا ان میں سے ایک استعمال کے لئے دوسرا کام کاج کے لئے اور تیسرا

دفعات و ضمنی نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں جنپر قربانی واجب ہوتی ہے اور جس پر نہیں	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں انکے احکام اس کے احکام کا بیان	
۱۰۶۴-۱۵	(ا) کسی شخص کا گھر ہے اس میں ایک مکان گرمیوں کے لئے اور ایک سردیوں کے لئے ہے اور ایک بچھونا سردیوں کے لئے اور ایک گرمیوں کے لئے ہے تو وہ ان سے غنی نہ قرار پائے گا (ب) اور اگر اس گھر میں تین مکان ہوں اور تیسرے کی قیمت دوسو درہم بنتی ہو تو اس (نصاب کی وجہ اس) پر قربانی واجب ہے اور اسی طرح تیسرے بچھونے کے متعلق حکم ہے [1]	خلاصہ
۱۶	(ا) اور غازی (یعنی مجاہد فی سبیل اللہ) دو گھوڑوں سے غنی نہیں قرار پاتا (ب) اور تیسرے گھوڑے سے غنی قرار پا سکتا ہے [2]	خلاصہ
۱۷	غازی شخص ہتھیاروں سے غنی نہیں قرار پاتا لیکن اگر اس کے پاس ہر قسم کے ہتھیار سے دو دو ہوں ان میں سے ایک کی قیمت دوسو درہم بنتی ہے تو پھر یہ حکم نہیں ہے (یعنی پھر وہ دوسرے ہتھیار کی قیمت کے نصاب سے غنی قرار پا سکتا ہے)	خلاصہ
۱۸	فتاوی الدھقان میں ہے کہ کوئی شخص ایک گھوڑے اور ایک گدھے سے غنی نہیں قرار پاسکتا اور اگر اس کے پاس دو گھوڑے یا دو گدھے ہوں ان میں سے ایک دوسو درہم کا بنتا ہو تو وہ نصاب قرار پا سکتا ہے [3]	خلاصہ
۱۹	کاشتکار دو بیلوں اور آلاتِ کاشتکاری سے غنی نہیں قرار پاتا۔ اور ایک گائے سے غنی قرار پا سکتا ہے اور تین بیلوں سے صاحب نصاب قرار پا سکتا ہے جبکہ ان میں سے ایک دوسو درہم کے مساوی ہو سکتا ہو [4]	خلاصہ
۲۰	کپڑوں والا تین دستہ (یعنی تین جوڑے) کپڑوں سے غنی نہیں قرار پاتا ان میں سے ایک جوڑا استعمال کے لئے، دوسرا کام کاج کے لئے اور تیسرا عیدوں کے لئے اور وہ چوتھے جوڑے سے (جبکہ وہ دوسو درہم کا بنتا ہو) غنی قرار پا سکتا ہے [5]	خلاصہ
۲۱	صاحب الکرم (یعنی انگوروں کے باغ والا) غنی قرار پاتا ہے جبکہ اس کی قیمت دوسو درہم بنتی ہو [6]	خلاصہ
۲۲	اور کسی شخص پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اپنی بڑی (یعنی بالغ) اولاد اور اپنی بیوی کی طرف سے قربانی کرے لیکن اس (اولاد یا بیوی) کی اجازت سے کر سکتا ہے [7]	قاضیخان

[5] جمعہ، وفد اور عیدوں کے لئے ہوگا اور اگر چوتھے کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو وہ اس سے غنی قرار پا سکے گا (اور پھر قربانی واجب ہوگی) مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۱۹ ۔ (مترجم)، [6] اور اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۶، ۳۲/۲۵۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[7] جیسا کہ فتاوی قاضیخان میں ہے نیز لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ از روئے استحسان انکے امر کے بغیر (ان کی طرف سے قربانی کرنا) جائز قرار پاتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از فتاوی قاضیخان علی ھامش عالمگیری عربی ج ۳ ص ۳۴۵ ۔ حکم نمبر ۱/۱۰۶۴، ۳۶، ۲۷/۱۰۶۴، ۶/۱۰۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت شرطیں جسپر قربانی واجب ہوتی ہے اور جسپر نہیں	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں، انکے احکام اسکے احکام کا بیان	
۱۰۶۴-۲۳	(۱) اور چھوٹے ولد (یعنی نابالغ بچہ) کی طرف سے قربانی کرنے کے حکم میں امام ابو حنیفہؒ سے دو روایتیں ہیں (ا) ظاہر روایت یہ ہے کہ مستحب قرار پاتی ہے اور واجب نہیں ہوتی اور صدقہ الفطر کا حکم اس کے خلاف ہے (یعنی صدقہ الفطر نابالغ اولاد کی طرف دینا واجب ہے)[۱]	
۔	(۲) اور امام ابو حنیفہؒ سے حسن (بن زیاد)ؒ کی روایت یہ ہے کہ اپنے نابالغ بچہ کی طرف سے اور ولد کا ولد جس کا باپ نہیں رہا اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہوتا ہے [۲] (۳) اور فتوی ظاہر روایت پر ہے [۳]	
۔	(ب) اور اگر نابالغ بچہ کا مال ہو تو (ا) ہمارے بعض مشائخؒ کا قول یہ ہے کہ باپ پر (صغیر کی طرف سے سغیر کے مال سے قربانی) واجب قرار پاتی ہے [۴]	قاضیخان
	(۲) اور یہی مذکورہ حکم زیادہ صحیح ہے [۵]	ہدایہ
	(۳) اور وصی شخص کو اختیار ہے کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب صدقۃ الفطر کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے اس صغیر کے مال سے قربانی کرے البتہ وہ اس قربانی کا گوشت صدقہ نہ کرے لیکن اسے وہ صغیر کھائے اور اگر اتنی مقدار بچ جائے جس کا ذخیرہ کرنا ممکن نہ ہو تو اس سے کوئی ایسی قابل ذخیرہ چیز خریدے جس کے عین سے فائدہ اٹھایا جا سکے [۷]	قاضیخان
	(۴) اور زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ ایسا کرنا (یعنی نابالغ تونگر کی طرف سے اس کے مال سے قربانی کرنا) واجب نہیں ہوتا اور اسے اس کے مال میں ایسا کرنے کا اختیار نہیں [۸]	محیط

[۷] جیسا کہ حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ العینی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ مثلاً چھلنی (وغیرہ) خریدے اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ مثلاً کپڑا یا گھر کا سامان خریدے مفہوم ماخوذ از حاشیہ و بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۴ اور شامی میں ہے کہ اس کے لئے کھانے کی چیز مثلاً گندم، روٹی (وغیرہ) خریدے مفہوم ماخوذ از الجوھرۃ النیرہ ج ۲ ص ۲۸۲ (مترجم)

[۸] جیسا کہ ہدایہ میں ہے کہ بعض کا قول یہ ہے کہ نابالغ کے مال سے قربانی کرنا سب کے قول میں جائز نہیں اور حاشیہ ہدایہ میں بحوالہ الکافی لکھا ہے کہ (قربانی میں) مقصود اتلاف (یعنی اراقۃ الدم) ہے اور باپ اپنے ولد کے مال کے اتلاف کا مالک نہیں ہے جیسا کہ اس کے غلام کو آزاد کرنا اور اگر مقصود اراقۃ الدم کے بعد گوشت صدقہ کرنا ہو تو وہ تطوع (یعنی مستحب صدقہ) ہے اور بچہ کا مال تطوع صدقہ کا متحمل نہیں ہوتا جیسا کہ مبسوط میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ ص ۴۴۴ (مترجم)

تعداد شق نمبر	الباب الاول فی تفسیرها ورکنها وصفتها وشرائطها من تجب علیه الاضحیة ومن لا	حوالہ
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
٢٣-١٠٦۴	وفی الولد الصغیر عن ابی حنیفة رح روایتان فی ظاهر الروایة تستحب ولا تجب بخلاف صدقة الفطر وفی روایة الحسن رح عن ابی حنیفة رح انه یجب ان یضحی عن ولده الصغیر وولد ولده الذی لا اب له والفتوی علی ظاهر الروایة وان کان للصغیر مال قال بعض مشائخنا تجب علی الا٥	کذا فی فتاوی قاضیخان
	وهو الاصح٢	هکذا فی الهدایة
	وللوصی٦ فی قول ابی حنیفة رح ان یضحی من مال الصغیر قیاسا علی صدقة الفطر ولا یتصدق بلحمه ولکن یأکله الصغیر فان فضل شیٔ لا یمکن ادخاره یشتری بذلك ما یمکن ادخاره مما ینتفع بعینه	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والاصح انه لا یجب ذلك ولیس له ان یفعله من ماله	کذا فی المحیط

ے جیساکہ ہدایہ میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ سے (ایک) روایت (یہ) ہے کہ (کسی شخص پر) اپنی اولاد کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں اور یہ ظاہر روایت ہے اور اسکے حاشیہ میں ہے کہ اپنی اولاد کی طرف سے واجب نہیں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی (یعنی خواہ وہ اولاد، نابالغ ہو یا بالغ) جبکہ اس کے پاس مال نہ ہو۔ ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صہ ۴۴۲ (مترجم) ٢ جیساکہ ہدایہ میں ہے کہ اپنی چھوٹی (یعنی نابالغ) اولاد کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اس لئے کہ وہ اس سے ملحق ہے اور اسکی جان ومال کی ذمہ داری اسپر ہے جیساکہ صدقۃ الفطر میں حکم ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع حاشیہ ج ۴ صہ ۴۴۳ (مترجم) ٣ جیساکہ ہدایہ ج ۴ صہ ۴۴۲ اور الجوهرة النیرة ج ٢ صہ ٢٨٢ میں ہے (مترجم) ۴ حکم نمبر ٢/١٠٦٢ ملاحظہ ہو (مترجم) ٥ جیساکہ ہدایہ ج ۴ صہ ۴۴۴ وهکذا فی الجوهرة النیرة ج ٢ صہ ٢٨٢ نیز لفظ الاصح یعنی زیادہ صحیح حکم یہ ہے" کے متعلق حکم نمبر ٢ ب/۴٩٧ کے حاشیہ ترتیب الدلائل کی تفصیل کے صہ ١٠ کے ج کا (٣) اور (٥) ملاحظہ ہوں (مترجم) ٦ فتاوی عالمگیری کی اس عبارت کے ماخذ فتاوی قاضیخان علی هامش عالمگیری عربی ج ٣ صہ ٣٤٦ میں یہ عبارت یوں ہے" والوصی" (یعنی اور وصی) اور فتاوی عالمگیری مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر میں یوں ہے" وللوصی" (یعنی اور وصی کو اختیار ہے) اور سید امیر علی نے بھی اس مقام کے ترجمہ میں یوں لکھا ہے" اور وصی کو اختیار ہے"۔ لہذا فتاوی عالمگیری کی عبارت اور اسکے ماخذ کی عبارت میں قدرے فرق کے باوجود، مفہوم میں اہم، فرق نہ ہونے کی بنا پر حسب حال" وللوصی" ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الاول فی تفسیرھا ورکنھا وصفتھا وشرائطھا کیفیۃ وجوب الاضحیۃ	حــوالــہ
	وحکمھا ومن تجب علیھا ومن لا تجب	
۱۰۶۴-	وعلی روایۃ التی لا تجب فی مال الصغیر لیس للاب والوصی ان یفعلا ذلک فان فعل الاب لا یضمن فی قول ابی حنیفۃ رح وابی یوسف رح وعلیہ الفتوی وان فعل الوصی یضمن فی قول محمد رح واختلف المشائخ رح فی قول ابی حنیفۃ رح قال بعضھم لا یضمن کما لا یضمن الاب وقال بعضھم ان کان الصبی یاکل لا یضمن والا یضمن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	والمعتوہ والمجنون فی ھذا بمنزلۃ الصبی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۵	واما الذی یجن ویفیق فھو کالصحیح	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۶	ولا یجب علی الرجل ان یضحی عن رقیقہ ولا عن ام ولدہ	کذا فی الملتقط
۲۷	ویستحب ان یضحی عن ممالیکہ	ھکذا فی التتارخانیۃ
۲۸	ومن بلغ من الصغار فی ایام النحر وھو موسر تجب علیہ بالاجماع بین اصحابنا رح	کذا فی البدائع
۲۹	ولا تجب علی المسافرین	کذا فی شرح الطحاوی
۳۰	ولا علی الحاج اذا کان محرما وان کان من اھل مکۃ	کذا فی شرح الطحاوی
۱۰۶۵	**کیفیۃ وجوب الاضحیۃ** تعداد شق سـ۸ـ	
۱	(واما کیفیۃ الوجوب) منھا انھا تجب فی وقتھا وجوبا موسعا فی جملۃ الوقت من غیر عین ففی ای وقت ضحی من علیہ الواجب کان مؤدیا للواجب سواء کان فی اول الوقت او فی وسطہ او آخرہ	کذا فی البدائع

۱ حکم نمبر ۲/۱۰۶۲ نیز ۲۴/۱۰۶۴ اور ۷/۱۰۷۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ اور نابالغ بچہ کی طرف سے قربانی کے حکم کے متعلق ۲۳/۱۰۶۴ اور معتوہ کے مفہوم کے متعلق ۲۶ب/۲۰۵ کا حاشیہ، ۹/۴۹۲ کا پہلا حاشیہ، ۵/۷۱۹ اور ۷ب/۱۱۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳ اور صحیح شخص کیلئے قربانی کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷۱ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴ حکم نمبر ۱/۱۰۷۴، ۲۲، ۲۷/۱۰۶۴ اور ۴/۱۰۶۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور ام ولد کے متعلق ۲/۲۲۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۵ حکم نمبر ۲۶/۱۰۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۶ قربانی کے دنوں (یعنی ایام النحر) کے متعلق

حوالہ	پہلا باب: قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت شرط ہیں — قربانی کے وجوب کی کیفیت کے احکام کا بیان	دفعات شق نمبر
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے اور جس پر نہیں اُکے احکام	
قاضیخان	(۵) اور اس (مذکورہ) روایت کی بنا پر جس کے بموجب نابالغ کے مال سے قربانی کرنا واجب نہیں باپ اور وصی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ایسا کریں پس (ل) اگر باپ نے ایسا کیا تو وہ امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کے بموجب ضامن نہ ہوگا اور اس پر فتوی ہے (ب) اور اگر وصی نے ایسا کیا تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ امام محمد رح کے قول کے بموجب ضامن ہوگا۔ اور اس میں امام ابوحنیفہ رح کے قول کے متعلق مشائخ رح کا اختلاف ہے ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ وہ (وصی) ضامن نہ ہوگا جیساکہ (اس صورت میں) باپ ضامن نہیں ہوتا اور ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اگر وہ (نابالغ) بچہ کھاتا ہو تو ضامن نہ ہوگا ورنہ ضامن ہوگا [1]	۱۰۶۴ -
قاضیخان	اور معتوہ (یعنی مدہوش، خفیف العقل) شخص اس میں (یعنی قربانی کے احکام میں) صبی (یعنی نابالغ بچہ) کے حکم میں ہے [2]	۲۴
قاضیخان	اور وہ شخص جسے کبھی جنون ہو جاتا ہے اور کبھی افاقہ وہ (قربانی کے احکام میں) صحیح شخص کے حکم میں ہے [3]	۲۵
ملتقط	کسی شخص پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ اپنے غلام یا ام ولد کی طرف سے قربانی کرے [4]	۲۶
تتارخانیہ	اور یہ مستحب ہے کہ کوئی شخص اپنے غلاموں کی طرف سے قربانی کرے [5]	۲۷
بدائع	(جو) شخص قربانی کے دنوں میں نابالغی سے بالغ ہو اور وہ تونگر (یعنی غنی) ہو تو ہمارے اصحاب رح کے مابین بالاجماع اس پر قربانی واجب ہے [6]	۲۸
شرح طحاوی	اور قربانی مسافروں پر واجب نہیں قرار پاتی [7]	۲۹
شرح طحاوی	اور حج کرنے والا جب احرام میں ہو تو خواہ وہ اہل مکہ سے ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہوتی [8]	۳۰
	قربانی کے وجوب کی کیفیت اور اس میں ۸ شقیں ہیں	۱۰۶۵ -
بدائع	اور (قربانی کے وجوب کی کیفیت، (یہ کل پانچ ہیں) ان میں سے ایک (یعنی پہلی) یہ ہے کہ قربانی اپنے وقت میں بطور وسعت سارے وقت میں بغیر تعین کے واجب ہوتی ہے پس جس پر قربانی واجب ہوئی اس نے (قربانی کے اوقات میں سے) جس وقت بھی قربانی کی وہ اس واجب کو ادا کنندہ قرار پاتا ہے خواہ وہ ادا کرنا اول وقت میں تھا یا درمیانی وقت میں یا آخر وقت میں تھا [9]	۱

حکم نمبر ۳/۱۰۶۷ ، ۳ب/۳۰۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) [7] حکم نمبر ۶،۵/۱۰۶۲ نیز ۱۴/۱۰۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۳۳/۳۰۳ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [9] قربانی واجب ہونے کی کیفیت کے متعلق حکم نمبر ۱ تا ۸/۱۰۶۵ ملاحظہ ہوں اور قربانی کے دنوں کے متعلق حکم نمبر ۳،۱/۱۰۶۷ ، ۳ب/۳۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات	الباب الاول فی تفسیرها ورکنها وصفتها وشرائطها کیفیة وجوب الاضحیة	حـوالـہ
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
۱۰۶۵-۲	وعلی هذا یخرج ما اذا لم یکن اهلا للوجوب فی اول الوقت ثم صار اهلا فی آخره بان کان کافرا او عبدا او فقیرا او مسافرا فی اول الوقت ثم صار اهلا فی آخره یجب علیه ولو کان اهلا فی اوله ثم لم یبق اهلا فی آخره بان ارتد او اعسر او سافر فی آخره لا تجب ولو ضحی فی اول الوقت وهو فقیر فعلیه ان یعید الاضحیة وهو الصحیح	کذا فی البدائع
۳	ولو کان موسرا فی جمیع الوقت ثم صار فقیرا صار قیمة شاة صالحة دینا فی ذمته یتصدق بها متی وجدها	کذا فی البدائع
۴	ولو مات الموسر فی ایام النحر قبل ان یضحی سقطت عنه الاضحیة	کذا فی البدائع
۵	ومنها انه لا یقوم غیرها مقامها فی الوقت حتی لو تصدق بعین الشاة او قیمتها فی الوقت لا یجزئه عن الاضحیة	کذا فی البدائع
۶	ومنها انه تجری فیه النیابة فیجوز للانسان ان یضحی بنفسه او بغیره باذنه لانها قربة تتعلق بالمال فتجری فیه النیابة سواء کان الماذون مسلما او کتابیا	کذا فی البدائع

لے حکم نمبر ۳ تا ۷/۱۰۶۲، ۳/۱۰۶۵، ۲/۱۰۶۷، ۵/۱۰۶۸ مع حواشی نیز ۷/۱۰۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲ے قربانی کے دنوں کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۰۶۷، ۳ ب/۳۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور صدقہ واجبہ کے مصرف کے متعلق حکم نمبر ۲۵۳/۲۶۰ ملاحظہ ہوں نیز حکم نمبر ۷۷۲/۱۰۶۵، ۵۲/۱۰۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳ے حکم نمبر ۱/۱۰۶۲، ۲/۱۰۶۵، ۵/۱۰۶۸ اور اسکی نظیر کے متعلق ۴، ۵/۷۱، ۱/۱۸۸، ۲۳ تا ۲۵/۲۰۴، ۱۰ تا ۱۲/۲۶۱ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴ے حکم نمبر ۷/۱۰۶۵، ۲/۱۰۶۷، ۵۲/۱۰۷۲ نیز ۲۸، ۳۰/۱۰۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	پہلا باب، قربانی کے جانور کی تشریح، اسکے رکن، صفت، شرطیں قربانی کے وجوب کی کیفیت کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے، اور جس پر نہیں، انکے احکام	
۲-۱۰۶۵	(د) اور اس (مذکورہ ۱/۱۰۶۵) سے یہ حکم نکلتا ہے کہ جب وہ (قربانی کے دنوں کے) اول وقت میں قربانی واجب ہونے کا اہل نہ تھا پھر وہ اس وقت کے آخری حصہ میں اس (قربانی کے وجوب کا اہل قرار پاگیا مثلاً یہ کہ وہ (قربانی کے اول وقت میں) کافر یا غلام یا غیر غنی یا مسافر تھا پھر اس کے آخر وقت میں وہ اہل قرار پاگیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی (ب) اور اگر کوئی شخص اس کے اول وقت میں (قربانی واجب ہونے کا) اہل تھا پھر وہ اس کے آخری حصہ میں اہل نہ رہا مثلاً یہ کہ وہ اس کے آخر وقت میں مرتد ہوگیا یا غیر غنی ہوگیا یا مسافر ہوگیا تو اس پر وہ قربانی واجب نہ رہے گی (ج) اور اگر کسی شخص نے اول وقت میں قربانی کی درانحالیکہ وہ غیر غنی تھا (اور پھر قربانی کے دنوں میں غنی ہوگیا) تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس قربانی کا اعادہ کرے اور یہی حکم صحیح ہے ۱ھ	بدائع
۳	اگر کوئی شخص (قربانی کے) سارے دنوں میں غنی تھا (اس نے قربانی نہ کی) پھر وہ (ان دونوں کے بعد) غیر غنی ہوگیا تو قربانی کے لائق ایک بکری کی قیمت اس کے ذمہ قرض پائے گا وہ جب اس قیمت کو پائے گا اس کا صدقہ کرے گا ۲ھ	بدائع
۴	اگر کوئی غنی شخص قربانی کے دنوں میں قربانی کرنے سے پہلے وفات پاگیا تو اس سے وہ قربانی ساقط قرار پائی ۳ھ	بدائع
۵	اور اس سے (یعنی قربانی واجب ہونے کی کیفیت میں سے) ایک (یعنی دوسری) یہ ہے کہ قربانی کے وقت کے اندر، قربانی کے علاوہ کوئی چیز قربانی کا قائمقام نہیں ہوسکتی حتیٰ کہ اگر کسی (ایسے) شخص نے (جس پر قربانی واجب تھی) قربانی کے وقت کے اندر کوئی بکری بعینہ یا اس کی قیمت صدقہ کی تو ایسا کرنا اسے قربانی کرنے کے لئے کفایت نہ کرے گا ۴ھ	بدائع
۶	اور اس سے (یعنی قربانی واجب ہونے کی کیفیت میں سے) ایک (یعنی تیسری) یہ ہے کہ قربانی کرنے میں نیابت جاری ہوتی ہے پس انسان کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ خود قربانی کرے یا اس کے امر سے اس کا غیر کرے اس لئے کہ قربانی مالی عبادت سے متعلق ہے اور مالی عبادت میں نیابت جاری ہوسکتی ہے خواہ وہ شخص جس کو امر کیا گیا ہو وہ مسلمان ہو یا اہل کتاب ہو ۵ھ	بدائع

۵ھ حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ کے حاشیہ میں رد المحتار اور فتاوی عالمگیری سے ماخوذ حوالہ جات ملاحظہ ہوں اور اہل کتاب کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۳/۱۰۵۵ مع حاشیہ اور ۶/۱۰۵۶ نیز حکم نمبر ۱، ۲۷/۱۰۲۴، ۴/۱۰۶۲، ۲۲، ۲۶، ۲۷/۱۰۶۴ اور ۶/۱۰۶۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات من	الباب اول فی تفسیرها و رکنها وصفتها وشرائطها کیفیة وجوب الاضحیة	حوالہ
	وحکمها ومن تجب علیها ومن لا تجب	
۱۰۶۵-۷	ومنها انها تقضی اذا فاتت عن وقتها ثم قضاء ها قد یکون بالتصدق بعین الشاة حیة وقد یکون بالتصدق بقیمة الشاة فان کان قد اوجب التضحیة علی نفسه بشاة بعینها فلم یضحها حتی مضت ایام النحر فیتصدق بعینها حیة سواء کان موسرا او معسرا وکذا اذا اشتری شاة لیضحی بها فلم یضح حتی مضی الوقت	کذا فی البدائع
۸	ومنها ان وجوبها نسخ کل ذبح کان قبلها من العقیقة والرجبیة والعتیرة	کذا فی البدائع
	واللہ اعلم	

❋

لہ حکم نمبر ۵، ۱۱ / ۱۰۶۵ ، ۴ / ۱۰۶۱ ، ۴، ۶، ۷ / ۱۰۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ہ جیسا کہ رد المحتار میں مشائخ رح کا قول منقول ہے کہ قربانی کے وجوب نے عقیقہ، رجبیہ اور عتیرہ کو منسوخ کر دیا ہے اور لکھا ہے (بنا بریں) الشرنبلالیہ میں قربانی کے ساتھ عقیقہ کے جواز پر اشکال قائم کیا گیا ہے اور پھر صاحب رد المحتار نے لکھا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ عقیقہ بطور سنت نہیں رہا چنانچہ غرر الافکار میں ہے کہ جامع المحبوبی کے بموجب عقیقہ مباح ہے اور شرح الطحاوی کے بموجب تطوع ہے اور اس سے تائید ملتی ہے کہ عقیقہ تطوع ہے اور اگر مباح ہو تو بھی شکر کے قصد سے قربت قرار پائے گا اور نیت، عادت اور مباح کو طاعت بنا دیتی ہے مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار ج ۵ صـ ۲۳۰ - حکم نمبر ۳ / ۱۰۷۵ ملاحظہ ہو۔ اور عقیقہ کے مفہوم کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے لئے مستحب ہے

دفعات و شق نمبر	پہلا باب قربانی کے جانور کی تشریح اسکے رکن، صفت، شرطیں قربانی کے وجوب کی کیفیت کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور حکم اور جس پر قربانی واجب ہے، اور جس پر نہیں انکے احکام	
۱۰۶۵-۷	اور اس سے (یعنی قربانی واجب ہونے کی کیفیت میں سے) ایک (یعنی چوتھی) یہ ہے کہ جب یہ قربانی اپنے وقت میں ادا نہ ہوئی تو اس کی قضا ہوتی ہے پھر اس کی قضا کبھی تو اس عین بکری کو زندہ صدقہ کرنے سے ہوتی ہے اور کبھی اس بکری کی قیمت صدقہ کرنے سے (قضا) ہوتی ہے پس اگر کسی شخص نے کوئی بکری بعینہا قربانی کرنا اپنے اوپر واجب کرلیا تھا پھر اس نے اس کی قربانی نہ کی حتی کہ اس قربانی کے دن گذر گئے تو وہ اس بکری کو بعینہا زندہ صدقہ کردے خواہ وہ غنی تھا یا غیر غنی تھا اور اسی طرح جب کسی (غیر غنی) شخص نے بکری قربانی کے لئے خریدی اور پھر اس نے اس کی قربانی نہ کی حتی کہ قربانی کا وقت گذر گیا تو یہی حکم ہے (کہ وہ بعینہا) زندہ صدقہ کردے) ۱؎	بدائع
۸	اور اس سے (یعنی قربانی واجب ہونے کی کیفیت میں سے) ایک (یعنی پانچویں) یہ ہے کہ اس قربانی کے وجوب نے ہر وہ ذبح جو اس قربانی کے واجب ہونے سے پہلے ہوتا تھا مثلاً عقیقہ (کے وجوب) اور الرجبیہ اور العتیرہ، ان (سب) کو منسوخ کردیا ۲؎	بدائع
	واللہ اعلم	

کہ ساتویں دن اس کا نام رکھے اس کا سر منڈھائے اور ہمارے تینوں اماموں کے ہاں اس کے بالوں کے وزن برابر چاندی یا سونا صدقہ کرے پھر سر منڈاتے وقت، بطور مباح یا تطوع ایسی بکری یا بھیڑ ذبح کرے جو قربانی کے لئے جائز قرار پاسکتی ہو یہ لڑکے کے لئے بھی کرے اور لڑکی کے لئے بھی کرے اور اس جانور کا گوشت کچا تقسیم کرے یا پکاکر، اسکی ہڈیاں توڑے یا نہ، دعوت کردے یا نہ، حکم برابر ہے امام مالکؒ کا قول بھی یہی ہے اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے ہاں سنت مؤکدہ ہے کہ لڑکے کے لئے دو اور لڑکی کے لئے ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے ۱؎ یہ خزر الافکار سے ملخصاً ہے۔ مفہوم ماخوذ ملخصاً از شرح المختار ج ۵ ص ۲۳۶ ۲؎ اور العتیرہ کے متعلق المنجد ص ۲۷۷ میں ہے کہ العتیرہ وہ بکری جسے جاہلیت میں ماہ رجب میں بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی وجوب الاضحیۃ بالنذر وغیرہ — وجوب الاضحیۃ بالنذر وغیرہ	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثانی فی وجوب الاضحیۃ بالنذر وما هو فی معناه

دفعات ١٠٦٦ تا ١٠٦٦، عنوان ١ تعداد شق ١٢

١٠٦٦ وجوب الاضحیۃ بالنذر وما هو فی معناه — تعداد شق ١٢

رجل اشتری شاۃ للاضحیۃ واوجبها بلسانه ثم اشتری اخری جاز له بیع الاول فی قول ابی حنیفۃؒ ومحمدؒ وان کانت الثانیۃ شرا من الاولی وذبح الثانیۃ فانه یتصدق بفضل ما بین القیمتین لانه لما اوجب الاولی بلسانه فقد جعل مقدار مالیۃ الاولی للہ تعالی فلا یکون له ان یستفضل لنفسه شیأ ولهذا یلزمه التصدق بالفضل قال بعض مشائخنا هذا اذا کان الرجل فقیرا فان کان غنیا فلیس علیه ان یتصدق بفضل القیمۃ قال الامام شمس الائمۃ السرخسیؒ الصحیح ان الجواب فیهما علی السواء یلزمه التصدق بالفضل غنیا کان او فقیرا لان الاضحیۃ وان کانت واجبۃ علی الغنی فی الذمۃ فانما یتعین المحل بتعیینه فتعین هذا المحل بقدر المالیۃ لان التعیین یفید فی ذلک

کذا فی فتاوی قاضیخان

٢ واذا اشتری الغنی اضحیۃ فضلت فاشتری اخری ثم وجد الاولی فی ایام النحر کان له ان یضحی بایتهما شاء بایتهما کذا فی فتاوی قاضیخان

ـــــــــــ

له حکم $\frac{١ تا ١٢}{١٠٦٦}$، $\frac{١، ٢}{١٠٦١}$ مع حاشیہ، $\frac{٢}{١٠٦٨}$، $\frac{٣٧}{١٠٧٢}$، $\frac{١}{١٠٧٦}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں ۔ مترجم ٢ ـ حکم نمبر $\frac{١، ٢، ٣}{١٠٦٦}$

حوالہ	نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام کا بیان	دوسرا باب، نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام	دفعات شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دوسرا باب، نذر اور اسکے ہم معنی سے قربانی کے وجوب کے احکام

دفعات ۱۰۶۶ تا ۱۰۶۶، عنوان ۱، تعداد شق ۱۲

۱۰۶۶ نذر اور اس کے ہم معنی سے قربانی واجب ہونا اور اسمیں ۱۲ شقیں ہیں

۱ (ا) کسی شخص نے قربانی کے لئے ایک بکری خریدی اور اپنی زبان سے اسے واجب کر لیا پھر اس نے ایک اور بکری خریدی تو امام ابو حنیفہ رح امام محمد رح کے قول کے بموجب اسے پہلی بکری کے فروخت کرنے کا اختیار ہے اور اگر دوسری بکری پہلی بکری سے خراب تھی اور اس نے دوسری کو ذبح کیا تو جس قدر دونوں بکریوں میں فرق ہے وہ اس قدر صدقہ کر دے اس لئے جب اس نے اپنی زبان سے واجب کر لیا تو اس سے پہلی بکری کی مالیت کی مقدار کو اللہ تعالی کے لئے کر دیا پس اسے (اس سے) اپنے لئے کچھ بچا رکھنے کا اختیار نہ ہوگا اور اسی لئے اسے اس زائد کا صدقہ کرنا لازم ہوگا (ب) ہمارے بعض مشائخ کا قول ہے کہ یہ مذکورہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ وہ شخص غیر غنی ہو اور اگر وہ غنی ہو تو اس پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ (ان دونوں بکریوں میں سے) زائد کو صدقہ کرے (ج) الامام شمس الائمہ السرخسی رح کا قول ہے کہ صحیح حکم یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں جواب برابر ہے وہ غنی ہو یا غیر غنی ہو اسے اس زائد کا صدقہ کرنا واجب ہے اس لئے کہ قربانی اگرچہ غنی کے ذمہ واجب ہوتی ہے البتہ اس کی تعیین کی وجہ سے محل متعین ہو جاتا ہے پس یہ محل (یعنی وہ پہلی بکری) بقدر مالیت متعین قرار پائی اس لئے کہ معین کرنا اسی کا فائدہ دیتا ہے ۱ھ — قاضیخان

۲ جب کسی غنی شخص نے قربانی کا جانور خریدا پھر وہ گم ہو گیا تو اس نے دوسرا خریدا پھر قربانی کے دنوں میں ہی اس نے وہ پہلا جانور (بھی) پالیا تو اسے اختیار ہے کہ وہ دونوں میں سے جسے چاہے اسکی قربانی کرے ۲ھ — قاضیخان

۱، ۲ / ۱۰۶۱ ، ۸ / ۱۰۶۴ اور ۱ / ۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثانی فی وجوب الاضحیۃ بالنذر وغیرہ وجوب الاضحیۃ بالنذر وغیرہ	حوالہ
۱۰۶۶-۳	ولو کان معسرا فاشتری شاۃ واوجبها ثم وجد الاولی قالوا علیہ ان یضحی بهما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	اوجب علی نفسه عشر اضحیات قالوا لا یلزمه الا اثنتان لان الأثر جاء بالثنتین هکذا ذکر فی الکتاب والصحیح انه یجب الکل	کذا فی الظهیریة
۵	ولو اشتری شاۃ للاضحیة ثم باعها واشتری اخری فی ایام النحر فهذا علی وجوہ ثلاثة (الاول) اذا اشتری شاۃ ینوی بها الاضحیة (و) فی (الثانی) ان یشتری بغیر نیة الاضحیة ثم نوی الاضحیة (والثالث) ان یشتری بغیر نیة الاضحیة ثم یوجب بلسانه ان یضحی بها فیقول لله علی ان اضحی بها عامنا هذا ففی الوجه الاول فی ظاهر الروایة لا تصیر اضحیة ما لم یوجبها بلسانه وعن ابی یوسف رح عن ابی حنیفة رح انه تصیر اضحیة بمجرد النیة کما لو اوجبها بلسانه وبه اخذ ابو یوسف رح وبعض المتأخرین وعن محمد رح فی المنتقی اذا اشتری شاۃ لیضحی بها واضمر نیة التضحیة عند الشراء تصیر اضحیة کما نوی فان سافر قبل ایام النحر باعها وسقطت عنه الاضحیة بالمسافرۃ واما الثانی اذا اشتری شاۃ بغیر نیة الاضحیة ثم نوی الاضحیة بعد الشراء لم یذکر هذا فی ظاهر الروایة وروی الحسن رح عن ابی حنیفة رح انها لا تصیر اضحیة حتی لو باعها یجوز بیعها وبه نأخذ فاما اذا اشتری شاۃ ثم اوجبها اضحیة بلسانه وهو الوجه الثالث تصیر اضحیة فی قولهم	کذا فی فتاوی قاضیخان

ا؎ حکم نمبر ۱/۱۰۶۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ در مختار اور رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ وہ سب واجب ہوں گی اور لکھا ہے کہ

دفعات شق نمبر	دوسرا باب: نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام — نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶۶-۳	اور اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص غنی نہ تھا پس اس نے بکری خریدی اور اس (کی قربانی) کو اپنے اوپر واجب کیا پھر (وہ) گم ہوگئی تو اس نے دوسری خریدی؛ (پھر پہلی مل گئی تو مشائخ رح کا قول ہے کہ اس پر واجب ہے کہ وہ ان دونوں کی قربانی کرے ؎۱	قاضیخان
۴	(ا) کسی شخص نے اپنے اوپر دس قربانیاں واجب کیں تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ رح کا قول ہے کہ اس پر دو ہی واجب ہوں گی اس لئے کہ روایت میں دو ہی کا ذکر آتا ہے یونہی کتاب میں مذکور ہے (ب) اور صحیح حکم یہ ہے کہ (اس پر) وہ سب واجب قرار پائیں گی ؎۲	ظہیریہ
۵	(ا) اگر کسی شخص نے ایک بکری قربانی کے لئے خریدی پھر اس نے اسے فروخت کر دیا اور ایک اور بکری قربانی کے دنوں میں خریدی تو اس میں تین صورتیں ہیں (اول) یہ کہ جب اس نے وہ (پہلی) بکری خریدی تو اس کی نیت اس بکری کی قربانی کی تھی (دوم) یہ کہ وہ اس بکری کو قربانی کی نیت کے بغیر خریدے اور پھر اس نے اس کی قربانی کی نیت کر لی (سوم) یہ کہ وہ (اسے) قربانی کی نیت کے بغیر خریدے اور اپنی زبان سے اپنے اوپر واجب کرے کہ وہ اس کی قربانی کرے گا اور وہ یوں کہے کہ اللہ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں اس بکری کی قربانی اس سال کروں۔ پس پہلی صورت میں (ا) ظاہر روایت کے بموجب وہ بکری قربانی کی نہ قرار پائے گی جبتک کہ وہ اسے (اپنے اوپر) اپنی زبان سے واجب نہ کرے (۲) اور امام ابو یوسف رح نے روایت کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ وہ بکری محض نیت کرنے سے قربانی کی بکری قرار پائے گی جیساکہ اگر وہ اسے (اپنے اوپر) اپنی زبان سے واجب کرے اور امام ابو یوسف رح اور بعض متاخرین رح نے اسی حکم کو اختیار کیا ہے اور امام محمد رح سے المنتقی میں روایت ہے کہ جب کسی شخص نے بکری خریدی تاکہ وہ اس کی قربانی کرے اور اس نے خریدتے وقت اس کی قربانی کی نیت دل میں کی تو وہ بکری قربانی کی قرار پائے گی جیساکہ اس نے نیت کی پھر اگر وہ قربانی کے دنوں سے پہلے مسافر ہوگیا تو وہ اسے فروخت کرسکتا ہے اور مسافر ہونے کی وجہ سے وہ قربانی اس سے ساقط ہوجائے گی (ب) اور (مذکورہ ۵/۱۰۶۶ کی) دوسری صورت جبکہ اس نے وہ بکری قربانی کی نیت کے بغیر خریدی پھر خریدنے کے بعد اس نے اس کی قربانی کی نیت کر لی تو ظاہر روایت میں اس صورت کا حکم مذکور نہیں اور امام ابو حنیفہ رح سے حسن رح نے روایت کیا ہے کہ وہ بکری قربانی کی نہ قرار پائے گی حتی کہ اگر اس نے فروخت کر دیا تو اس کا فروخت کر دینا جائز ہوگا اور ہم اسی حکم کو اختیار کرتے ہیں (ج) اور جب کسی شخص نے بکری خریدی پھر اس نے اسے (اپنے اوپر) اپنی زبان سے بطور قربانی واجب کر لیا اور یہ (مذکورہ ۵/۱۰۶۶ کی) تیسری صورت ہے تو وہ بکری سب کے قول میں قربانی کی بکری قرار پائے گی ؎۳	قاضیخان

التتارخانیہ میں الصدر الشہید رح سے منقول ہے کہ یہ ظاہر حکم ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۲ ۔ حکم نمبر ۹/۱۰۶۶ ملاحظہ ہو (مترجم)

؎۳ حکم نمبر ۱ تا ۵/۱۰۶۶، ۴/۱۰۶۱ مع حاشیہ، ۶/۱۰۶۳، ۱۲/۱۰۶۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثاني في وجوب الاضحية بالنذر وغيره — وجوب الاضحية بالنذر وغيره	حوالہ
٦-١٠٦٦	ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عند الشراء	كذا في الوجيز للكردري
٧	ولو باع الاولى بعشرين فزادت الاولى عند المشتري فصارت تساوي ثلاثين على قول ابي حنيفة رح و محمد رح بيع الاولى جائز فكان عليه ان يتصدق بحصة زيادة حدثت عند المشتري و على قول ابي يوسف رح بيع الاولى باطل فتؤخذ الاولى من المشتري	كذا في التتارخانية
٨	اشتراها للتجارة ثم اوجب على نفسه انه يضحي بها بلسانه عليه ان يفعل ذلك ولو لم يفعل حتى مضت الايام تصدق بها	كذا في الحاوي للفتاوى
٩	ولو ضحى بشاتين فالاصح ان تكون الاضحية بهما فانه روى الحسن رح عن ابي حنيفة رح انه لا بأس في الاضحية بالشاة والشاتين	هكذا في محيط السرخسي
	وفي النوازل رجل ضحى بشاتين قال محمد بن سلمة رح لا تكون الاضحية الا بواحدة وقال غيره من المشائخ رح تكون الاضحية بهما وبه أخذ الصدر الشهيد رح في واقعاته وروى الحسن رح عن ابي حنيفة رح لا بأس بالاضحية بالشاة والشاتين وقد صح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يضحي كل سنة بشاتين وضحى عام الحديبية بمائة بدنة	كذا في المحيط
١٠	اشترى الاضحية بثلاثين درهما الشاتان افضل من واحدة بخلاف ما اذا اشترى بعشرين حيث كانت الواحدة افضل لانه يوجد بثلاثين درهما شاتان على ما يجب من اكمال الاضحية في السن	

ـه١ اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ٢/١٠٧ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـه٢ حکم نمبر ١/١٠٦٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـه٣ حکم نمبر ٢/١٠٦٧، ٦/١٠٦٨ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـه٤ درمختار و رد المحتار میں ہے کہ کسی شخص نے دو جانوروں کی قربانی کی تو وہ دونوں قربانی ہیں اور الخلاصۃ میں ہے کہ کسی شخص نے ایک سے زیادہ، قربانی کے جانور ذبح کئے تو عام علماء کے ہاں پہلی قربانی فریضہ اور زائد تطوع یعنی کار ثواب ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ زائد گوشت ہے اور مختار حکم یہ ہے کہ وہ دونوں جائز ہیں اور التتارخانیہ میں بحوالہ المحیط لکھا ہے کہ یہی حکم اصح ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ گوشت ہے یعنی وہ نفل قربانی نہیں یہ خانیہ میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار

دفعات شق نمبر	دوسرا باب: نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام	نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام کا بیان	حوالہ
۶-۱۰۶۶	(مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے قربانی کے لئے خریدے ہوئے جانور کو قربانی کی نیت کے بغیر ذبح کیا تو خریدتے وقت کی نیت کفایت کر جانے کی وجہ سے وہ قربانی جائز قرار پائے گی [۱]		وجیز کردری
۷	(ا) (مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے پہلی بکری خرید کر مثلاً بیس درہم سے بیع کی پھر مشتری (یعنی خریدار) کے ہاں اس پہلی بکری کی قیمت میں اضافہ ہو گیا اور وہ تیس درہم کی ہو گئی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب پہلی بکری کی بیع جائز ہے پس اس پر لازم ہے کہ اس مشتری کے ہاں جو نیا اضافہ ہوا ہے اتنا حصہ صدقہ کر دے (ب) اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب پہلی بیع باطل ہے پس اس مشتری سے وہ پہلی بکری لے لی جائے گی [۲]		تتارخانیہ
۸	کسی شخص نے ایک بکری تجارت کے لئے خریدی پھر اس نے اسے اپنی زبان سے اپنے اوپر واجب کیا کہ وہ اس کی قربانی کرے گا تو اس پر واجب ہے کہ وہ ایسا کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا حتی کہ (قربانی کے) دن گذر گئے تو وہ اس بکری کو صدقہ کر دے [۳]		حاوی
۹	(ا) اگر کسی شخص نے دو بکریوں کی قربانی کی تو زیادہ صحیح حکم یہ ہے کہ قربانی ان دونوں کی قرار پائے گی اس لئے کہ حسن رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ قربانی میں کوئی حرج نہیں کہ ایک بکری کی کرے یا دو بکریوں کی کرے		محیط سرخسی
	(ب) النوازل میں ہے کہ کسی شخص نے دو بکریوں کی قربانی کی تو اس کے متعلق محمد بن سلمہ رح کا قول یہ ہے کہ قربانی ایک ہی قرار پائے گی (ج) اور مشائخ رح میں سے ان کے علاوہ کا قول ہے کہ قربانی دونوں قرار پائیں گی اور الصدر الشہید رح نے اپنے واقعات میں اسی حکم کو لیا ہے اور حسن رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیا ہے کہ قربانی میں کوئی حرج نہیں کہ ایک بکری کی کرے یا دو بکریوں کی کرے اور یہ صحیح قرار پا چکا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر سال دو بکریاں قربانی کرتے تھے اور حدیبیہ والے سال آپ نے ایک سو بدنہ کی قربانی کی [۴]		محیط
۱۰	کسی شخص نے تیس درہم سے قربانی کا جانور خریدنا چاہا تو (تیس درہم میں) دو بکریاں بنسبت ایک کے افضل ہیں بخلاف بیس درہم سے خریدنے کے کہ اس صورت میں ایک بکری افضل ہے یہ حکم اس لئے کہ (مثلاً اس مؤلف کے عہد میں) تیس درہموں سے دو ایسی بکریاں مل سکتی		

[۴] ج ۵ ص ۲۳۴ اور البدنۃ کے متعلق در مختار مع رد المحتار میں ہے کہ بدنہ اونٹ اور بیل کو کہتے ہیں اور یہ نام ان کا بدن بڑا ہونے کی وجہ سے ہوا۔ مفہوم ماخوذ از در مختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۲۔ اس کے متعلق حکم نمبر ۱۱/۳۰۵ اور ۵/۳۲۳ ، ۱۲/۱۰۶۶ نیز حکم ۴/۱۰۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثانی فی وجوب الاضحیۃ بالنذر وغیرہ وجوب الاضحیۃ بالنذر وغیرہ	حوالہ
۱۰۶۶ -	والکبر ولا یوجد بعشرین حتی لو وجد کان شراء الشاتین افضل ولو لم یوجد بثلاثین کان شراء الواحدۃ افضل	کذا فی الفتاوی الکبری
۱۱	نذر ان یضحی ولم یسم شیأ علیہ شاۃ ولا یأکل منہا وان اکل علیہ قیمتہا	کذا فی الوجیز للکردری
۱۲	قال للہ علی ان اضحی شاۃ فضحی بدنۃ اوبقرۃ جاز	کذا فی السراجیۃ
	واللہ اعلم	

❋

۱؎ حکم نمبر ۳۹، ۱۰۴۲ / ۱۰۷۳، ۶ / ۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۲ / ۱۰۶۶، ۲، ۱ / ۱۰۶۱، ۹، ۸ / ۱۰۶۸، ۶۳ / ۱۰۷۳ نیز

ت نمبر دفعاوشق	دوسرا باب: نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام — نذر وغیرہ سے قربانی واجب ہونے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶۶-	ہیں جو قربانی میں عمر اور بڑا ہونے میں کامل ہونا واجب ہوتا ہے اور بیس درہموں میں نہیں ملتیں حتی کہ اگر ملتی ہوں تو دو کا خریدنا افضل ہوگا اور اگر تیس درہموں سے (دو بکریوں کا ملنا) نہ پایا جائے تو پھر ایک، بکری خریدنا (ہی) افضل ہوگا [۱]	فتاوی کبری
۱۱	کسی شخص نے نذر مانی کہ وہ (اللہ تعالی کے لئے) قربانی کرے گا اور اس نے (قربانی کے جانوروں میں سے) کسی چیز کا نام نہ لیا تو اس پر (کم از کم) ایک بکری (کی قربانی) واجب ہے اور اس سے وہ خود نہ کھائے اور اگر اس نے کھایا تو اس پر اس کی قیمت واجب ہے [۲]	وجیز کردری
۱۲	کسی شخص نے یوں کہا کہ "اللہ تعالی کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایک بکری کی قربانی کروں"، پھر اس نے اونٹ یا گائے کی قربانی کی تو جائز ہوا [۳] واللہ اعلم	سراجیہ

[۱] ۷/۱۰۶۵، ۸ تا ۱۳/۱۰۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر ۱۱/۱۰۱۲، ۵، ۸ تا ۱۳/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فی وقت الاضحیة — وقت الاضحیة	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الثالث فی وقت الاضحیة

دفعات ۱۰۶۷ تا ۱۰۶۷، عنوان ۱، تعداد شق ۱۴

۱۰۶۷	**وقت الاضحیة** تعداد شق ۱۴	
۱	وقت الاضحیة ثلاثة ایام العاشر والحادی عشر والثانی عشر اولها افضلها وآخرها ادونها ویجوز فی نهارها ولیلها بعد طلوع الفجر من یوم النحر الی غروب الشمس من الیوم الثانی عشر الا انه یکره الذبح فی اللیل	کذا فی محیط السرخسی
۲	واذا شک فی یوم الاضحی فالمستحب ان لا یؤخر الی الیوم الثالث فان اخر یستحب ان لا یأکل منه ویتصدق بالکل فیتصدق بفضل ما بین المذبوح وغیر المذبوح لانه لو وقع فی غیر وقته لا یخرج عن العهدة الا بذلک	کذا فی محیط السرخسی
۳	ایام النحر ثلاثة وایام التشریق ثلاثة والکل یمضی باربعة اولها نحر لا غیر وآخرها تشریق لا غیر والمتوسطان نحر وتشریق	کذا فی الهدایة
۴	والتضحیة فیها افضل من التصدق بثمن الاضحیة لانها تقع واجبة او سنة والتصدق تطوع محض فیفضل	کذا فی الهدایة

ـــه ۱ قربانی کے فی الجملہ وقت کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲، ۳ / ۱۰۶۷ اور دیہاتیوں اور اہل شہر کے لئے مستحب وقت کے متعلق ۵ / ۱۰۶۷ اور اہل شہر کے لئے وقتِ جواز کے متعلق ۶ / ۱۰۶۷ نیز (۱) تا ۱۳ / ۱۰۶۷ اور ۲۸ / ۱۰۵۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۲ حکم نمبر ۷ / ۱۰۶۵، ۸ / ۱۰۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــه ۳ حکم نمبر ۱ / ۱۰۶۷، ۱ / ۱۰۶۵ اور ایام تشریق کے متعلق ۵ / ۲۱۶ اور حج میں اوقات رمی کے متعلق ۱۲۰ / ۳۰۳ ملاحظہ ہوں۔ چنانچہ ہدایہ

تعداد شق نمبر	تیسرا باب، قربانی کے وقت کے احکام قربانی کے وقت کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسرا باب، قربانی کے وقت کے احکام

دفعات ۱۰۶۷ تا ۱۰۶۷، عنوان ۱، تعداد شق ۱۴

۱۰۶۷ قربانی کا وقت

اور اسمیں ۱۴ شقیں ہیں

۱ (۱) قربانی کا وقت تین دن ہے (ذوالحجۃ کی) دسویں، گیارہویں اور بارہویں، ان تاریخوں کی اول تاریخ افضل ہے اور ان میں کی آخری تاریخ (نسبتاً) کم درجہ ہے اور قربانی، دسویں تاریخ کی فجر کے طلوع کے بعد سے لیکر بارہویں تاریخ کے سورج کے غروب ہونے تک، ان تاریخوں کے دنوں اور راتوں میں جائز ہے (ب) لیکن رات کے وقت ذبح کرنا مکروہ ہوتا ہے ۱ — محیط سرخسی

۲ جب قربانی کے دن (کی تاریخ) میں شک ہو تو مستحب یہ ہے کہ تیسرے دن تک تاخیر نہ کرے پس اگر (اس صورت میں تیسرے دن تک) تاخیر کردی تو مستحب یہ ہے کہ اس میں سے خود نہ کھائے اور (سب گوشت) صدقہ کردے اور قربانی کے اس جانور کے ذبح شدہ اور غیر ذبح شدہ کے مابین زائد قیمت کو (بھی) صدقہ کردے اس لئے کہ اگر وہ قربانی اپنے وقت کے علاوہ میں واقع ہو تو وہ شخص اپنے ذمہ واجب سے اسی طرح نکل سکتا ہے ۲ — محیط سرخسی

۳ قربانی کے دن تین ہیں اور ایام تشریق بھی تین ہیں اور یہ سب چار دنوں میں پورے ہوتے ہیں ان (چار) میں سے پہلا دن صرف قربانی کا ہے اور آخری دن صرف تشریق کا ہے اور درمیان کے دو دن قربانی اور تشریق کے ہیں ۳ — ہدایہ

۴ ان میں (یعنی ایام نحر میں) قربانی کرنا، قربانی کی قیمت صدقہ کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ قربانی واجب یا سنت کے طور پر واقع ہوتی ہے اور (قیمت) صدقہ کرنا محض تطوع (یعنی نفل) ہے پس قربانی کرنا افضل ہے ۴ — ہدایہ

---

۱ یعنی یہ کہ قربانی کا وقت یوم نحر (یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ) کی فجر طلوع ہونے سے داخل ہوجاتا ہے لیکن اہل شہر کے لئے قربانی ذبح کرنا تب جائز ہے کہ امام نماز (عید) پڑھادے اور دیہاتی فجر (طلوع ہونے) کے بعد قربانی ذبح کرسکتے ہیں۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۵ (مترجم)

۴ حکم نمبر ۱۰۶۵/۵، ۱۰۶۵/۴۰۵، ۱۰۴۲/۵۲، نیز ۱۰۴۹/۷، ۳۰، ۲۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الثالث فى وقت الاضحية — وقت الاضحية	حوالہ
١٠٦٧-٥	والوقت المستحب للتضحية فى حق اهل السواد بعد طلوع الشمس و فى حق اهل المصر بعد الخطبة	كذا فى الظهيرية
٦	ولو ذبح والامام فى خلال الصلوة لايجوز كذا اذا ضحى قبل ان يقعد قدر التشهد و لو ذبح بعد ما قعد قدر التشهد قبل السلام قالوا على قياس قول ابى حنيفة رح لا يجوز كما لوكان فى خلال الصلوة لان الخروج من الصلوة بصنعه فرض عنده	كذا فى البدائع
	وهو الصحيح	كذا فى خزانة المفتين
	ولو ضحى بعد ما سلم الامام تسليمة واحدة جازت الاضحية بالاتفاق	كذا فى فتاوى قاضيخان
	لو صلى الامام و لم يخطب جاز الذبح	كذا فى محيط السرخسى
	ولا تجوز التضحية بعد التشهد مالم يسلم الامام وهو الصحيح	كذا فى خزانة المفتين
٧	صلى الامام وضحوا ثم علم انه كان صلى بلا وضوء جازت الاضحية ولو تذكر قبل تفرق الناس تعاد الصلوة ولا تعاد الاضحية ومن الناس من قال لايعيد الناس ويعيد الامام وحده ولونادى بالناس ليعيدوها فمن ذبح قبل العلم بذلك جازت ومن علم به لم يجز ذبحه اذا ذبح قبل الزوال وبعده يجوز[4]	هكذا فى الوجيز للكردرى

[1] اوران کے لئے وقت جواز کے متعلق $\frac{١}{١٠٦٧}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [2] اوران کے لئے وقت جواز و عدم جواز کے متعلق حکم نمبر $\frac{٣تا٦}{١٠٦٧}$ ملاحظہ ہو (مترجم) [3] حکم نمبر $\frac{١تا٤}{١١٨}$ ، $\frac{٢٢}{١١٩}$ نیز $\frac{١٠}{١٠٦٧}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] قوله لم يجز ذبحه اذا ذبح قبل الزوال وبعده يجوز قال فى رد المحتار مقتضى ما فى البدائع عدم الاعادة مطلقا و يدل عليه انه فى البدائع ذكر ماهنا من التفصيل رواية اخرى تامل نقله مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہ قول کہ جسے مذکورہ علم ہوگیا اور اس کے بعد قربانی

دفعات شق نمبر	تیسرا باب، قربانی کے وقت کے احکام — قربانی کے وقت کے احکام کا بیان	حوالہ
۵-۱۰۶۷	(ا) قربانی کے لئے مستحب وقت دیہاتیوں کے لئے (دس ذوالحجہ کا) سورج طلوع ہونے کے بعد ہے [1] (ب) اور اہل شہر کے لئے (مستحب وقت نماز عید کے لئے امام کے) خطبہ کے بعد سے ہے [2]	ظہیریہ
۶	(ا) اگر (اہل شہر میں سے) کسی شخص نے قربانی ذبح کی درآنحالیکہ امام نماز عید میں تھا تو وہ قربانی جائز نہ ہوگی (ب) اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کسی شخص نے (نماز عید میں) امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے سے پہلے قربانی کی (تو جائز نہ ہوگی) (ج) اور اگر کسی شخص نے امام کے بقدر تشہد قعدہ کرنے کے بعد اور سلام سے پہلے قربانی کی تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے قول پر قیاس کے بموجب وہ قربانی جائز نہ ہوگی جیسا کہ اگر وہ (امام) نماز میں ہو (اور کوئی شہری قربانی کرے تو جائز نہیں ہوتی) اس لئے کہ امام ابوحنیفہ رح کے ہاں نماز سے خروج، نمازی کے اپنے عمل سے ہونا فرض ہے۔	بدائع
	(د) اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	خزانۃ المفتین
	(ر) اگر کسی شخص نے (نماز عید میں) امام کے ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد قربانی کردی تو وہ قربانی بالاتفاق جائز قرار پاتی ہے	قاضیخان
	(س) اگر (عید کے) امام نے نماز پڑھائی اور خطبہ نہ دیا تو (قربانی) ذبح کرنا جائز ہے	محیط سرخسی
	(ص) اور (عید کی نماز کے) تشہد کے بعد جبتک امام نے سلام نہیں پھیرا قربانی جائز نہیں ہوتی اور یہی حکم صحیح ہے [3]	خزانۃ المفتین
۷	(ا) امام نے (عید کی) نماز پڑھائی اور (پھر) لوگوں نے قربانی کی پھر معلوم ہوا کہ امام نے بغیر وضو کے نماز عید پڑھائی ہے تو وہ قربانیاں جائز ہیں (ب) اور اگر (اس صورت میں) امام کو لوگوں کے متفرق ہونے سے پہلے یاد آگیا (کہ اس نے نماز عید بغیر وضو پڑھائی ہے) تو وہ نماز لوٹائی جائے گی اور وہ قربانیاں نہ لوٹائی جائیں گی (ج) بعض (اہل علم) لوگوں کا قول یہ ہے کہ وہ نماز عید لوگ نہ لوٹائیں گے اور وہ امام اکیلے وہ نماز لوٹائے گا (د) اور اگر اس امام نے لوگوں میں منادی کرادی تاکہ وہ اس نماز عید کا اعادہ کریں تو جس شخص نے اس کے علم سے پہلے (یعنی جس نے امام کے نماز عید بغیر وضو پڑھانے کے علم سے پہلے) قربانی ذبح کی وہ جائز قرار پائی اور جسے اس کا	

کی تو اسکا وہ ذبح جائز نہیں جبکہ اس نے (اس دن) سورج ڈھلنے سے پہلے ذبح کیا اور زوال کے بعد جائز ہے۔ اسکے متعلق رد المحتار میں ہے کہ البدائع میں مندرج حکم کا مقتضی یہ ہے کہ اس صورت میں مطلقاً اعادہ کا حکم نہیں ہے اور اس پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ بدائع میں یہاں درج تفصیل کا ذکر دوسری روایت ہے تامل نقلہ مصححہ (مترجم)

حوالہ	وقت الاضحیة — الباب الثالث فی وقت الاضحیة	نمبر دفعات وشق
		۱۰۶۷
کذا فی محیط السرخسی	اذا ترک الصلاة یوم النحر بعذر او بغیر عذر لا تجوز الاضحیة حتی تزول الشمس و تجوز الاضحیة فی الغد و بعد الغد قبل الصلوة لانه فات وقت الصلوة بزوال الشمس فی الیوم الاول و الصلوة فی الغد تقع قضاء	۸
کذا فی فتاوی الکبری	وفی الواقعات لوان بلدة وقعت فیها فترة ولم یبق فیها وال لیصلی بهم صلوة العید فضحوا بعد طلوع الفجر جاز و هو المختار لان البلدة صارت فی حق هذا الحکم کالسواد	
کذا فی السراجیة	وعلیه الفتوی	
کذا فی الظهیریة	ولو ذبح اضحیة بعد زوال الشمس من یوم عرفة فیما یری انه یوم عرفة ثم تبین انه یوم النحر جازت الاضحیة	۹
کذا فی الظهیریة	ولو ذبح قبل الصلوة وهو یری انه یوم النحر ثم تبین انه الیوم الثانی اجزاء عن الاضحیة ایضا	۱۰
کذا فی المحیط	اذا استخلف الامام من یصلی بالضعفة فی المسجد الجامع وخرج بنفسه الی الجبانة مع الاقویاء فضحی رجل بعد ما انصرف اهل المسجد قبل ان یصلی اهل الجبانة القیاس ان لا تجوز و فی الاستحسان تجوز وان ضحی بعد ما فرغ اهل الجبانة قبل اهل المسجد قیل فی هذه الصورة یجوز قیاسا و استحسانا وقیل القیاس و الاستحسان فیهما واحد قال شمس الائمة الحلوانی رح هذا اذا ضحی رجل من الفریق الذی صلی فاما اذا ضحی رجل من الفریق الذی لم یصل فلم تجز اضحیته قیاسا و استحسانا و فی الاضاحی للزعفرانی اذا ضحی رجل من الناحیة التی صلی فیها او من الناحیة الاخری جاز	۱۱

ا؎ حکم نمبر ۵۰، ۵۱ / ۲۱۵ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۳، ۴۸، ۴۹ / ۲۱۵ نیز ۱ / ۱۰۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱، ۳ / ۱۰۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱، ۲، ۹ / ۱۰۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۵؎ حکم نمبر ۱، ۵، ۶ / ۱۰۶۷ مع حواشی نیز حکم نمبر ۱۱ / ۲۱۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات/شق نمبر	تیسرا باب قربانی کے وقت کے احکام — قربانی کے وقت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶۷-۷	علم ہوگیا تو اس کے بعد ذبح کی تو اس کا ذبح کرنا جائز نہیں جبکہ اس نے زوال (یعنی اس دن سورج ڈھلنے) سے پہلے ذبح کی اور زوال کے بعد قربانی ذبح کرنا جائز قرار پائے گا [1]ھ	وجیز کردری
۸	(ا) جب کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر (عید کی) نماز ترک کی تو قربانی جائز نہیں ہوتی حتی کہ سورج ڈھلے (ب) اور (قربانی کے دنوں میں) دوسرے دن اور دوسرے دن کے بعد نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہوتی ہے اس لئے کہ (قربانی کے دنوں میں سے) پہلے دن کے سورج ڈھلنے سے نماز (عید) کا وقت فوت ہوچکا اور دوسرے دن نماز عید پڑھنا قضا قرار پاتی ہے۔	محیط سرخسی
	(ج) اور الواقعات میں ہے کہ اگر کسی شہر میں فتور واقع ہو کہ اس میں کوئی والی نہ رہے جو لوگوں کو نماز عید پڑھائے پس لوگوں نے (دسویں ذوالحجہ کے) طلوع فجر کے بعد قربانی کی تو جائز ہے اور یہی حکم مختار ہے۔ اس لئے کہ وہ شہر اس حکم (یعنی قربانی کے حکم) کے حق میں دیہات کے حکم کی طرح ہوگیا	فتاوی کبری
	(د) اور اس مذکورہ حکم پر فتوی ہے [2]ھ	سراجیہ
۹	اگر کسی شخص نے عرفہ (یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو) یہ جانتے ہوئے کہ یہ عرفہ کا دن ہے سورج ڈھلنے کے بعد قربانی ذبح کی پھر ظاہر ہوا کہ وہ یوم النحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) ہے تو وہ قربانی جائز قرار پاگئی [3]ھ	ظہیریہ
۱۰	اگر کسی (اہل شہر) شخص نے نماز (عید) سے پہلے قربانی ذبح کر دی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ یوم النحر (یعنی ذوالحجہ کی دسویں تاریخ) ہے پھر ظاہر ہوا کہ وہ قربانی کا دوسرا دن (یعنی ذوالحجہ کی گیارہویں تاریخ) ہے تو بھی اسے قربانی سے کفایت کرجائے گا [4]ھ	ظہیریہ
۱۱	(ا) امام نے کسی شخص کو (نماز عید کی امامت کے لئے) خلیفہ (یعنی نائب) مقرر کیا تاکہ وہ ضعیف لوگوں کو جامع مسجد میں (عید کی نماز) پڑھادے اور خود امام قوی لوگوں کے ساتھ صحرا (یعنی عیدگاہ) چلا گیا تو ایک شخص نے اہل مسجد کی وہ نماز تمام ہونے کے بعد اور عیدگاہ والوں کی نماز تمام ہونے سے پہلے قربانی کر دی تو (۱) اس کے متعلق از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وہ قربانی جائز نہ ہوگی اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ وہ قربانی جائز قرار پائے گی (۲) اور اگر عیدگاہ والوں کے (نماز سے) فارغ ہونے کے بعد اور مسجد والوں کے فارغ ہونے) سے پہلے کسی شخص نے قربانی کر دی تو اس صورت کے متعلق بعض کا قول یہ ہے کہ وہ قربانی قیاسا و استحسانا جائز قرار پاسکے گی اور بعض کا قول یہ ہے کہ (مذکورہ) دونوں صورتوں میں از روئے قیاس اور از روئے استحسان ایک ہی حکم ہے (ب) اور شمس الائمہ الحلوانی رح کا قول ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس فریق کے آدمی نے قربانی کی جو نماز (عید) پڑھ چکا تھا اگر اس فریق کے آدمی نے قربانی کی جو نماز (عید) نہیں پڑھ چکا تھا تو وہ قربانی قیاسا و استحسانا جائز نہیں قرار پاتی (ج) اور الزعفرانی رح کی کتاب الاضاحی میں ہے کہ (مذکورہ صورتوں میں) جب کسی شخص نے قربانی کی اور وہ شخص اس جانب سے تھا جس میں نماز (عید) پڑھی جا چکی تھی یا وہ دوسری جانب سے تھا تو وہ قربانی جائز قرار پاسکے گی [5]ھ	محیط

حوالہ	وقت الاضحية — الباب الثالث فی وقت الاضحية	نمبر دفعات شق
كذا فی الجوهرة النيرة	والمستحب ذبحها بالنهار دون الليل لانه امكن لاستيفاء العروق	١٢-١٠٦٧
كذا فی الذخيرة	وفی النوازل اذا صلى الامام صلوة العيد يوم عرفة فضحى الناس فهذا على وجهين اما ان يشهد عنده شهود على هلال ذی الحجة اولم يشهدوا ففی الوجه الاول جازت الصلوة والتضحية لان التحرز عن هذا الخطأ غير ممكن والتدارك ايضا غير ممكن غالبا فيحكم بالجواز صيانة لجمع المسلمين ومتى جازت الصلوة جازت التضحية وفی الوجه الثانی لا تجوز الصلوة والتضحية لانه لاضرورة فی التجويز ومتى لم تجز الصلوة لا تجوز التضحية وههنا اذا لم تجز لو ضحى الناس فی اليوم الثانی فهذا على وجهين اما ان يصلی الامام فی اليوم الثانی اولم يصل ففی الوجه الاول لم يجز لانه ضحى قبل الصلوة فی يوم هو فی وقت الصلوة وفی الوجه الثانی المسألة على قسمين اما ان ضحى قبل الزوال او بعد الزوال فان ضحى قبل الزوال فان كان يرجو ان الامام يصلی لا يجزيه وان كان لا يرجو يجزيه وفی الوجه الثانی وهو ما اذا ضحى الناس بعد الزوال يجزيه هذا كله اذا تبين انه يوم عرفة اما اذا لم يتبين لكن شكوا فيه ففی الوجه الاول وهو ما اذا شهدوا به عنده لهم ان يضحوا من الغد من اول الغد لانه لو تبين كان لهم ذلك فهذا احق وفی الوجه الثانی وهو ما اذا لم يشهدوا عنده الاحتياط ان يضحوا من الغد بعد الزوال لان رجاء الصلوة انما ينقطع من الغد بعد الزوال	١٣

[١] حکم نمبر ٣٨/١٠٥٦ ، ١ب/١٠٦٧ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	تیسرا باب، قربانی کے وقت کے احکام قربانی کے وقت کے احکام کا بیان	حوالہ
١٠٦٧-١٢	اور (قربانی کرنے میں) مستحب یہ ہے کہ قربانی رات کی بجائے دن کو ذبح کرے اس لئے کہ ایسا کرنے میں اس کی رگوں کو پوری طرح کاٹنا زیادہ ممکن ہے سلہ	جوہرہ نیرہ
١٣	(ا) النوازل میں ہے کہ جب امام نے عید کی نماز عرفہ کے دن (یعنی ذوالحجہ کی نویں تاریخ کی) پڑھائی پھر لوگوں نے قربانیاں کیں تو اس کی دو صورتیں ہیں (۱) یا تو اس امام کے ہاں گواہوں نے ذوالحجہ کے چاند کی گواہی دی تھی یا نہ پس پہلی صورت میں وہ نماز عید اور (قربانی جائز ہے اس لئے کہ اس قسم کی غلطی سے بچنا بالعموم غیر ممکن ہے اور اس کی تلافی بھی غیر ممکن ہے پس جماعۃ المسلمین کے تحفظ کی بنا پر جواز کا حکم ہوگا اور جب وہ نماز جائز قرار پائی تو وہ قربانی بھی جائز قرار پائی (۲) اور دوسری صورت میں وہ قربانی اور نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ اس صورت میں جواز کے حکم کی ضرورت نہیں اور جب نماز جائز نہ ہوئی تو قربانی بھی جائز نہ ہوئی اور اس صورت جب نماز جائز نہ ہوئی تو اگر لوگوں نے دوسرے دن قربانی کی تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو امام نے دوسرے دن نماز (عید) پڑھائی یا نہ پڑھائی پہلی صورت میں (یعنی امام نے ذوالحجہ کے چاند پر گواہی کے بغیر نویں تاریخ کو نماز عید پڑھائی اور پھر دوسرے دن بھی نماز عید پڑھائی تو اس صورت میں) جائز نہیں (یعنی دوسرے دن امام کے نماز عید پڑھانے سے قبل لوگوں کا قربانی کرنا جائز نہیں) اس لئے کہ وہ قربانی اس دن میں جو وہ نماز (عید) کا وقت میں ہے نماز سے پہلے ہوئی اور دوسری صورت میں (یعنی امام نے ذوالحجہ کے چاند پر گواہی کے بغیر نویں تاریخ کو نماز عید پڑھائی اور پھر دوسرے دن نماز عید نہ پڑھائی تو اس صورت میں) یہ مسئلہ دو طور پر ہے یا تو ان لوگوں نے اس (دوسرے) دن سورج ڈھلنے سے پہلے قربانی کی یا سورج ڈھلنے کے بعد کی پس اگر انہوں نے (اس دوسرے دن کے) سورج ڈھلنے سے پہلے قربانی کی تو اگر اس (قربانی کنندہ) کو یہ امید تھی کہ امام (اس دن عید کی) نماز پڑھائے گا تو اس کی وہ قربانی کفایت نہ کرے گی اور اگر اسے یہ (مذکورہ) امید نہ تھی تو اسے وہ قربانی کفایت کر جائے گی اور دوسرے طور پر اور وہ یہ کہ لوگوں نے دوسرے دن سورج ڈھلنے کے بعد قربانی کی تو انھیں وہ قربانی کفایت کر جائے گی (۳) اور یہ مذکورہ سب احکام اس صورت میں ہیں کہ جب یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ دن عرفہ کا تھا۔ (ب) اور اگر یہ ظاہر نہ ہوا لیکن انہوں نے اس دن کے متعلق شک کیا تو (۱) پہلی صورت میں اور وہ یہ کہ جب امام کے ہاں گواہوں نے (ذوالحجہ کے چاند کی) گواہی دی تھی (اور امام نے اس دن عید کی نماز پڑھائی تھی) تو لوگوں کے لئے جائز ہوگا کہ وہ دوسرے دن اس دن کے پہلے حصہ میں قربانی کریں اس لئے کہ (اس صورت میں) اگر ظاہر ہو جاتا کہ وہ عرفہ کا دن تھا تو وہ لوگ ایسا کر سکتے تھے تو اس صورت	

دفعات نمبر	وقت الاضحیة الباب الثالث فی وقت الاضحیة	حوالہ
۱۰۶۷ -	وفی[۱] الفتاوی العتابیة ولو شهدوا بعد الزوال ان هذا الیوم یوم الاضحی فضحوا وان شهدوا قبل الزوال لم یجز الا اذا زالت الشمس	کذا فی التتارخانیة
۱۴	وفی تجنیس خواهر زاده[۲] وان کان الرجل مسافرا وامر اهله ان یضحوا عنه فی المصر لم یجز عنه الا بعد صلوة الامام والله اعلم	کذا فی التتارخانیة

[۱] حکم نمبر ۸،۱/۱۰۶۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] حکم نمبر ۶،۵/۱۰۶۲، ۲۹/۱۰۶۴، ۲/۱۰۶۵، ۵/۱۰۶۷ اور ۱/۱۰۶۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و متن نمبر	تیسرا باب، قربانی کے وقت کے احکام — قربانی کے وقت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶۷ -	میں (یعنی شک کی صورت میں) وہ بطریق اولی ایسا کرنے کا حق رکھتے ہیں (۲) اور دوسری صورت میں اور وہ یہ کہ جب امام کے ہاں گواہوں نے گواہی نہ دی تھی (اور امام نے اس دن عید کی نماز پڑھائی تھی اور پھر انھوں نے اس دن کے متعلق شک کیا) تو احتیاط اس میں ہے کہ وہ لوگ دوسرے دن سورج ڈھلنے کے بعد قربانی کریں اس لئے کہ دوسرے دن زوال کے بعد (عید کی) نماز کی امید ختم ہوجاتی ہے	ذخیرہ
	(۳) اور (مذکورہ صورت کے متعلق) فتاوی عتابیہ میں ہے کہ اور اگر گواہوں نے سورج ڈھلنے کے بعد گواہی دی کہ یہ دن قربانی کا دن ہے تو لوگ قربانی کریں اور اگر گواہوں نے سورج ڈھلنے سے پہلے گواہی دی تو قربانی سورج ڈھلنے کے بعد ہی جائز ہوگی ۱ھ	تتارخانیہ
۱۴	اور التجنیس جواہرزادہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسافر تھا اس نے اپنے گھروالوں کو امر کیا کہ اس کی طرف سے شہر میں قربانی کریں تو وہ قربانی امام کی نماز کے بعد ہی جائز ہوگی ۲ھ واللہ اعلم	تتارخانیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان

دفعات ۱۰۶۸ تا ۱۰۶۸، عنوان ۱، تعداد شق ۱۱

۱۰۶۸- مایتعلق بالمکان والزمان تعداد شق ۱۱

حوالہ	متن
كذا فی الظهيرية	۱ ولو ان رجلا من اهل السواد دخل المصر لصلوة الاضحی وامر اهله ان یضحوا عنه جاز ان یذبحوا عنه بعد طلوع الفجر قال محمدؒ انظر فی هذا الی موضع الذبح دون المذبوح عنه
كذا فی الحاوی للفتاوی	وعن الحسن بن زیادؒ بخلاف هذا والقول الاول اصح وبه نأخذ
كذا فی الظهيرية	ولو کان الرجل بالسواد واهله بالمصر لم تجز التضحیة عنه الا بعد صلوة الامام وهکذا روی عن ابی یوسفؒ
كذا فی الظهيرية	۲ وروی عنهما ایضا ان الرجل اذا کان فی مصر واهله فی مصر آخر فکتب الیهم لیضحوا عنه فانه یعتبر مکان التضحیة فینبغی ان یضحوا عنه بعد فراغ الامام من صلوته فی المصر الذی یضحی عنه فیه وعن ابی الحسنؒ انه لا یجوز حتی یصلی فی المصرین جمیعا

ل حکم نمبر ۱ تا ۳، ۱۱ / ۱۰۶۸ ، ۱، ۱۴ / ۱۲۶۶ ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام کا بیان — چوتھا باب، قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام	دفعات شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

چوتھا باب، قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام

دفعات ۱۰۶۸ تا ۱۰۶۸، عنوان ۱، تعداد شق ۱۱

۱۰۶۸- قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام اور اسمیں ۱۱ شقیں ہیں

۱ (ا) اگر اہل دیہات میں سے کوئی شخص نماز عید کے لئے شہر میں داخل ہوا اور وہ اپنے گھر والوں کو کہہ آیا کہ وہ اسکی طرف سے قربانی کردیں تو گھر والوں کے جائز ہے کہ وہ (ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی) فجر طلوع ہونے کے بعد اس کی طرف سے قربانی کردیں (ب) امام محمدؒ نے فرمایا کہ میں ان مسائل میں اس مقام کو مدنظر رکھتا ہوں جہاں قربانی ذبح ہو نہ کہ اس کو جس کی طرف سے قربانی ذبح کی جائے

ظہیریہ

(ب) اور حسن بن زیادؒ سے اس کے خلاف مروی ہے (ج) اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور ہم اس کو اختیار کرتے ہیں۔

حاوی

(د) اگر (مذکورہ صورت میں) وہ شخص دیہات میں تھا اور اس کے گھر والے شہر میں تھے (اور وہ گھر والوں کو قربانی کرنے کے متعلق کہہ آیا) تو اسکی طرف سے وہ قربانی امام کی نماز (عید) کے بعد ہی جائز ہوگی یوں ہی امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے ۱ھ

ظہیریہ

۲ (ا) اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) سے یہ بھی مروی ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں تھا اور اس کے گھر والے کسی اور شہر میں تھے پس اس نے اسکی طرف سے قربانی کرنے کے لئے انھیں لکھا تو اس مقام کا اعتبار ہوگا جہاں قربانی ذبح ہو پس چاہیے کہ وہ اہل خانہ اس کی طرف سے اس شہر کے امام کی نماز عید سے فراغت کے بعد قربانی کریں جس شہر میں اس کی طرف سے وہ قربانی ذبح ہو (ب) اور ابو الحسن (کرخیؒ) سے مروی ہے کہ وہ قربانی تب جائز ہوگی کہ دونوں شہروں میں (یعنی قربانی ذبح کرنے کے شہر اور جس کی طرف سے قربانی کی گئی ہے اس کے شہر میں) عید کی نماز پڑھ لی جائے

ظہیریہ

دفعات وشق نمبر	الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان	حوالہ
۱۰۶۸-۳	ولو اخرج الاضحیۃ من المصر فذبح قبل الصلوۃ العید قالوا ان خرج من المصر مقدار ما یباح للمسافر قصر الصلوۃ فی ذلک المکان جاز الذبح قبل صلوۃ العید والافلا[1]	کذا فی خزانۃ المفتین
۴	ولو لم یضح حتی مضت ایام النحر فقد فاتہ الذبح فان کان اوجب علی نفسہ شاۃ بعینہا بان قال للہ علی ان اضحی بہذہ الشاۃ سواء کان الموجب فقیرا اوغنیا اوکان المضحی فقیرا وقد اشتری شاۃ بنیۃ الاضحیۃ فلم یفعل حتی مضت ایام النحر تصدق بہا حیۃ وان کان من لم یضح غنیا ولم یوجب علی نفسہ شاۃ بعینہا تصدق بقیمۃ شاۃ اشتری او لم یشتر	کذا فی العتابیۃ
۵	یعتبر آخر ایام النحر فی الفقر والغنی والموت والولادۃ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۶	لو اشتری شاۃ للاضحیۃ عن نفسہ او عن ولدہ فلم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیہ ان یتصدق بتلک الشاۃ او بقیمتہا وقال الحسنؒ لایلزمہ شئ	ھکذا فی فتاوی قاضیخان
۷	وان کان اوجب شاۃ بعینہا او اشتری شاۃ لیضحی بہا فلم یفعل حتی مضت ایام النحر تصدق بہا حیۃ ولا یجوز الاکل منہا فان باعہا تصدق بثمنہا فان ذبحہا وتصدق بلحمہا جاز فان کانت قیمتہا حیۃ اکثر تصدق بالفضل ولو اکل منہا شیأ غرم قیمتہ فان لم یفعل ذلک حتی جاء ایام النحر من العام القابل فضحی بہا عن العام الماضی لم یجز فان باعہا بعد ایام النحر یتصدق بثمنہا فان باعہا بما یتغابن الناس فیہ اجزأہ وان باعہا بما لا یتغابن الناس فیہ تصدق بالفضل	کذا فی الظہیریۃ

[1] حکم نمبر ۱۱۰۱/۱۰۶۸ نیز مسافر کی نماز قصر کی اباحت کے متعلق حکم نمبر ۱، ۲۲ تا ۲۷/۲۰۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ۶، ۷/۱۰۶۸، ۱ تا ۴/۱۰۶۱، ۷/۱۰۶۵، ۱ تا ۶، ۸/۱۰۶۶، ۳۷/۱۰۷۲ اور قربانی کے وقت کے متعلق حکم نمبر ۱۰۶۷ ملاحظہ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ۱۰/۱۰۶۸، ۳ تا ۶/۱۰۶۲، ۱۰۶۵

دفعات متن نمبر	چوتھا باب: قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶۸-۳	اگر (اہل شہر میں سے) کسی شخص نے قربانی کا جانور شہر سے باہر نکال کر عید کی نماز سے پہلے ذبح کیا تو (اس کے حکم کے متعلق) مشائخ رح نے کہا ہے کہ اگر وہ شہر سے اتنی دور جگہ نکل گیا کہ اس جگہ مسافر کو نماز قصر کرنا مباح ہو جاتا ہے تو عید کی نماز سے پہلے اس قربانی کا ذبح کرنا جائز قرار پاتا ہے ورنہ نہیں ۱ھ	خزانۃ المفتین
۴	(ا) اگر کسی شخص (پر قربانی واجب تھی اور اس) نے قربانی ذبح نہ کی حتی کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اس کی وہ قربانی جاتی رہی پس اگر اس نے ایک بکری بعینہا اپنے اوپر واجب کر لی تھی مثلاً اس نے یوں کہا تھا کہ اللہ تعالے کے لئے اس بکری کی قربانی مجھ پر واجب ہے، تو یوں واجب کرنے والا غیر غنی تھا یا غنی یا وہ قربانی والا غیر غنی تھا اس نے ایک بکری بعینہا قربانی کے لئے خریدی تھی پھر اس نے ایسا نہ کیا حتی کہ قربانی کے دن گذر گئے تو (ان صورتوں میں) وہ قربانی کے اس جانور کو زندہ صدقہ کر دے (ب) اور اگر وہ شخص جس نے قربانی ذبح نہ کی تھی غنی تھا۔ اس نے وہ بکری بعینہا اپنے اوپر واجب نہ کی تھی تو (اس صورت میں) وہ اس بکری کی قیمت صدقہ کر دے خواہ اس نے وہ بکری خریدی تھی یا نہ ۲ھ	عنایہ
۵	(قربانی سے متعلق احکام میں) غیر غنی ہونے، غنی ہونے، موت واقع ہونے اور ولادت ہونے کی صورت میں قربانی کے دنوں کے آخری حصہ کا اعتبار ہوگا ۳ھ	قاضیخان
۶	(ا) اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے یا اپنے ولد کی طرف سے قربانی کے لئے بکری خریدی پھر اس نے قربانی نہ کی حتی کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس بکری کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کر دے (ب) اور حسن بن زیاد رح کا قول ہے کہ اسے کوئی شئی لازم نہ ہوگی ۴ھ	قاضیخان
۷	(ا) اگر کسی شخص نے ایک بکری بعینہا (اپنے اوپر) واجب کر لی تھی یا اس نے ایک بکری خریدی تاکہ اس کی قربانی کرے پھر اس نے ایسا نہ کیا حتی کہ قربانی کے دن گذر گئے تو (۱) وہ اسے زندہ صدقہ کر دے اور اس میں سے اسے (خود) کھانا جائز نہ ہوگا (۲) اور اگر اس نے اسے فروخت کیا تو اس کی قیمت صدقہ کر دے (۳) اور اگر اس نے اسے ذبح کیا اور اس کا گوشت صدقہ کر دیا تو جائز ہے (۴) اور اگر اس بکری کے زندہ ہونے کی صورت اسکی قیمت (اسکے گوشت کی قیمت سے) زیادہ تھی تو زائد قیمت کو (بھی) صدقہ کر دے (۵) اور اگر اسنے اس میں سے کچھ کھایا تو اسکی قیمت کا تاوان دے (ب) پس اگر اس نے ایسا نہ کیا حتی کہ آئندہ سال کی قربانی کے دن آگئے (۱) اور اس نے سال گذشتہ (کی قربانی) کے عوض اسکی قربانی کی تو جائز نہیں (۲) اور اگر اس نے قربانی کے دنوں کے بعد اسے فروخت کیا تو اسکی قیمت کو صدقہ کرے گا پس اگر اس نے اسے اتنے پر بیچا کہ لوگ اسمیں اتنا نقصان اٹھا لیتے ہیں تو اسے کفایت کر جائیگا اور اگر اس نے اسے اتنے پر بیچا کہ لوگ اس میں اتنا نقصان نہیں اٹھاتے تو زائد کو صدقہ کر دے ۵ھ	ظہیریہ

ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۴ھ حکم نمبر ۴/۱۰۶۸ نیز ۲/۱۰۶۹، ۲۲، ۲۳/۱۰۶۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵ھ حکم نمبر ۴/۱۰۶۸ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	الباب الرابع فیما یتعلق بالمکان والزمان — مایتعلق بالمکان والزمان	حوالہ
۱۰۶۸-۸	ولو اوصی بان یضحی عنہ و لم یسم شاۃ ولا بقرۃ ولا غیر ذلک ولم یبین الثمن ایضا جاز و تقع علی الشاۃ	کذا فی البدائع
۹	بخلاف ما اذا وکل رجلا بان یضحی عنہ ولم یسم شیأ ولا ثمنا فانہ لا یجوز	کذا فی البدائع
۱۰	ولو کان موسرا فی ایام النحر فلم یضح حتی مات قبل مضی ایام النحر سقطت عنہ الاضحیۃ حتی لا یجب علیہ الایصاء ولو مات بعد مضی ایام النحر لم یسقط التصدق بقیمۃ الشاۃ حتی یلزمہ الایصاء بہ	ھکذا فی الظھیریۃ
۱۱	مصری وکل وکیلا بان یذبح شاۃ لہ وخرج الی السواد فاخرج الوکیل الاضحیۃ الی موضع لا یعد من المصر فذبحہا ھناک فلو کان الموکل فی السواد جازت اضحیتہ عنہ ولو کان قد عاد الی المصر وعلم الوکیل بقدومہ لم تجز الاضحیۃ عن الموکل بلا اختلاف ولو لم یعلم الوکیل بعود الموکل الی المصر اختلف ابو یوسف رح و محمد رح فقال محمد رح لا تجزئہ والمختار قول ابی یوسف رح انہ یجزئہ	کذا فی الکبری
	واللہ اعلم	

٭

ـــہ۱ حکم نمبر 9/1068 اور (۹تا۱۲، ۱۳)/1060 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۲ حکم نمبر 8/1068، 11/1068، (۲تا۴، ۸تا۱۰)/1062 ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۳ حکم نمبر 5/1068 نیز 4/1065 مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــہ۴ حکم نمبر (۱، ۳، ۹)/1068 مع حواشی ملاحظہ ہوں اور المختار

حوالہ	چوتھا باب، قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام قربانی میں مکان اور زمان سے متعلق احکام کا بیان	دفعات نمبر
بدائع	اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے اور اس نے بکری یا گائے کا نام نہ لیا اور نہ اس کے علاوہ کسی چیز کا نام لیا اور اس نے قیمت بھی بیان نہ کی تو یہ وصیت جائز ہے اور یہ بکری پر واقع ہوگی [۱]	۸-۱۰۶۸
بدائع	اور اس (مذکورہ صورت کے حکم) کے خلاف اس صورت کا حکم ہے کہ جب کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کر دے اور اس نے کسی چیز کا نام نہ لیا اور نہ قیمت بیان کی تو یہ (وکیل کرنا) جائز نہ ہوگا [۲]	۹
ظہیریہ	(۱) اگر کوئی شخص، قربانی کے دنوں میں غنی تھا پس اس نے قربانی نہ کی حتی کہ اس قربانی کے دن گذرنے سے پہلے وفات پاگیا تو اس سے وہ قربانی ساقط ہوگئی حتی کہ اس پر اس کی وصیت کرنا واجب نہیں (ب) اور اگر اس نے اس قربانی کے دنوں کے گذر جانے کے بعد وفات پائی تو (اس سے) ایک بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا ساقط نہ ہوگا حتی کہ اسے اس کی وصیت کرنا واجب ہوگا [۳]	۱۰
کبری	شہر کے رہنے والے ایک شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ اس کے لئے قربانی کی بکری ذبح کرے اور وہ (موکل) خود دیہات کی طرف چلا گیا پھر وہ وکیل قربانی کا وہ جانور ایسی جگہ لے گیا جو شہر میں شمار نہیں ہوتا اور اس نے اسے وہاں ذبح کیا تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) (۱) اگر موکل دیہات میں تھا تو اس کی طرف سے وہ قربانی جائز قرار پائی (۲) اگر وہ موکل شہر کو (واپس) آگیا تھا اور وکیل کو اس کے (واپس) آنے کا علم تھا تو وہ قربانی موکل کی طرف سے بلا خلاف جائز نہیں اور اگر وکیل کو موکل کے شہر آنے کا علم نہ تھا تو اس کے حکم میں امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا اختلاف ہے امام محمد رح کا قول ہے کہ (وہ قربانی) اسے کفایت نہ کرے گی اور مختار قول امام ابو یوسف رح کا ہے کہ وہ کفایت کر جائے گی [۴] واللہ اعلم	۱۱

[۱] کے مفہوم کے متعلق حکم نمبر ۲ ب / ۴۹۷ کے حاشیہ تفصیل الدلائل کے ص ۱۰ کے ج (۳) کا ص ۱۲ نیز ۲ ب / ۴۹۷ کے حاشیہ تفصیل الدلائل کا ص ۱۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب

دفعات ۱۰۶۹ تا ۱۰۷۲، عنوانات ۴، تعداد شق ۷۵

وھذا الباب مشتمل علی بیان جنس الواجب ونوعہ وسنہ وقدرہ وصفتہ

۱۰۶۹ جنس الاضحیۃ ونوعہ

تعداد شق ۷۵

۱ (اما جنسہ) فھو ان یکون من الاجناس الثلاثۃ الغنم او الابل او البقر ویدخل فی کل جنس نوعہ والذکر والانثی منہ والخصی والفحل لانطلاق اسم الجنس علی ذلک — کذا فی البدائع

۲ والمعز نوع من الغنم — کذا فی البدائع

۳ والجاموس نوع من البقر — کذا فی البدائع

۴ ولا یجوز فی الاضاحی شیئ من الوحشی — کذا فی البدائع

۵ فان کان متولدا من الوحشی والانسی فالعبرۃ للام فان کانت اھلیۃ تجوز والا فلا حتی لو کانت البقرۃ وحشیۃ والثور اھلیا لم تجز وقیل اذا نزا ظبی علی شاۃ اھلیۃ فان ولدت شاۃ تجوز التضحیۃ وان ولدت ظبیا لا تجوز وقیل ان ولدت الرمکۃ من حمار وحشی حمارا لا یؤکل وان ولدت فرسا فحکمہ حکم الفرس — کذا فی البدائع

۱؎ قربانی کے جانور کی جنس اور نوع کے متعلق حکم نمبر ۱۰۶۹، اسکی عمر کے متعلق نمبر ۱۰۷۰، اسکی مقدار کے متعلق نمبر ۱۰۷۱ اور اسکی صفت کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ الغنم یعنی بکریاں اسکی واحد شاۃ ہے اور اسکی جمع اغنام، غنوم اور اغانم ہے، ماخوذ از المنجد ص ۸۹۱ اور شاۃ یعنی بکری۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۳ اور شاۃ یعنی بکری، بکرا، اسکی جمع شیاہ ہے۔ ماخوذ از المنجد ص ۶۶۶ اور الغنم یعنی گوسفند۔ اسم جنس ہے نر اور مادہ سب پر بولا جاتا ہے ماخوذ از منتہی الارب ص ۴۸۵ اور معز یعنی بالوں والا نر ہو یا مادہ اسکے نر کو تیس کہتے ہیں اور مادہ کو عنز کہتے ہیں اور الضأن یعنی اون دشم والا نر ہو یا مادہ اس کے نر کو کبش (یعنی دنبہ) اور مادہ کو نعجۃ کہتے

حوالہ	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی جنس اور نوع کے احکام کا بیان	دفعات و شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچواں باب، (جانور کی) واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام

دفعات ۱۰۶۹ تا ۱۰۷۲، عنوانات ۴، تعداد شق ۲۵

یہ باب۔ (جانور کی) واجب قربانی کی جنس، نوع، عمر، مقدار اور اس کی صفت کے بیان پر مشتمل ہے[۱]

۱۰۶۹۔ (جانور کی) قربانی کی جنس اور نوع اور اس میں ۶ شقیں ہیں

۱ قربانی (کے جانور) کی جنس کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ تین جنسوں میں سے ہونی چاہیئے غنم (یعنی بھیڑ بکریاں) یا اونٹ یا بیل، اور ہر جنس میں اس کی نوع، اس کا نر اور مادہ اور خصی اور غیر خصی (سب) شامل ہیں اس لئے اس (مذکورہ سب) پر اس کی جنس کا اطلاق ہوتا ہے[۲] — بدائع

۲ اور معز (یعنی بھیڑ) غنم کی نوع سے ہے[۳] — بدائع

۳ اور بھینس، بیل کی نوع سے ہے[۴] — بدائع

۴ قربانیوں میں کوئی وحشی جانور جائز نہیں ہوتا[۵] — بدائع

۵ (ل) اگر کوئی جانور وحشی اور گھریلو (جانور کے ملاپ) سے پیدا ہو تو اس جانور کی ماں کا اعتبار ہے اگر وہ گھریلو ہو تو (اس کی قربانی) جائز ہوگی ورنہ نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی گائے وحشی تھی اور بیل گھریلو تھا تو (ان کے ملاپ سے پیدا شدہ جانور کی) قربانی جائز نہیں ہوتی (ب) بعض کا قول یہ ہے کہ جب ہرن نے گھریلو بکری سے جفتی کی تو اگر اس بکری نے بکری جنی تو اس کی قربانی جائز ہوگی اور اگر اس نے ہرن جنا تو اسکی قربانی جائز نہ ہوگی (ب) اور بعض کا قول یہ ہے کہ اگر گھوڑی نے وحشی گدھے کے ملاپ سے گدھا جنا تو وہ نہ کھایا جائے گا اور اگر اس نے گھوڑا جنا تو اسکے متعلق گھوڑے کا حکم ہے[۶] — بدائع

ہیں اور الغنم اسم جنس ہے جو معز اور ضأن دونوں کو شامل ہے ماخوذ از منتہی الارب مترجم فارسی صفحہ ۱۷۷۔ حکم نمبر صفحہ ۱۰۷ نیز $\frac{51}{1072}$ اور $\frac{8}{1076}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۳] حکم نمبر $\frac{1}{1069}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] حکم نمبر $\frac{1}{1069}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) [۵] حکم نمبر $\frac{4 \text{ تا } 6}{1069}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۶] حکم نمبر $\frac{4}{1069}$، $\frac{1}{1058}$، $\frac{1079}{245}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الجواب — سن الاضحیۃ و قدرها	حوالہ
۱۰۶۹-۶	وان ضحی بظبیۃ وحشیۃ آنست او ببقرۃ وحشیۃ آنست لم تجز	کذا فی البدائع
۱۰۷۰	**سن الاضحیۃ** تعداد شق ۴	
۱	(واما سنه) فلا یجوز شیٔ مما ذکرنا من الابل والبقر والغنم عن الاضحیۃ الا الثنی من کل جنس والا الجذع من الضأن خاصۃ اذا کان عظیما	کذا فی البدائع
۲	واما معانی هذه الاسماء فقد ذکر القدوری ان الفقهاء[۲] قالوا الجذع من الغنم ابن ستۃ اشهر والثنی ابن سنۃ والجذع من البقر ابن سنۃ والثنی منه ابن سنتین والجذع من الابل ابن اربع سنین والثنی ابن خمس	کذا فی البدائع
۳	وتقدیر هذه الاسنان بما قلنا یمنع النقصان ولا یمنع الزیادۃ حتی لو ضحی باقل من ذلک شیأ لا یجوز ولو ضحی باکثر من ذلک شیأ یجوز ویکون افضل	کذا فی البدائع
۴	ولا یجوز فی الاضحیۃ حمل ولا جدی ولا عجول ولا فصیل	کذا فی البدائع
۱۰۷۱	**قدر الاضحیۃ** تعداد شق ۲	
۱	(واما قدره) فلا تجوز الشاۃ والمعز الا عن واحد وان کانت عظیمۃ سمینۃ تساوی شاتین مما یجوز ان یضحی بهما	کذا فی البدائع
۲	ولا یجوز بعیر واحد ولا بقرۃ واحدۃ عن اکثر من سبعۃ ویجوز ذلک عن سبعۃ واقل من ذلک وهذا قول عامۃ العلماء[۲]	کذا فی البدائع

۱؎ حکم نمبر ۴/۱۰۶۹ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۲؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ ایسا موٹا تازہ ہو اگر وہ ثنی سے خلط ملط ہو تو دور سے دیکھنے والے کو اشتباہ ہو جائے کہ جذع ہے یا ثنی ہے مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۲۹، حکم نمبر ۱/۱۰۶۹ مع حاشیہ اور ۲ تا ۴/۱۰۷۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۱/۱۰۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۱/۱۰۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ (مترجم)

۵؎ حمل یعنی بکری کا بچہ۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۲۶۹۔ جدی یعنی بھیڑ کا بچہ۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۹۱۱۔ عجول، عجل کی جمع ہے ماخوذ از المنجد ص ۷۷۲ اور عجل یعنی گوسالہ۔ بچھڑا۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۲۶۹۔ فصیل یعنی اونٹ کا بچہ ماخوذ از منتہی الارب ص ۵۳۶۔ حکم نمبر

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی عمر اور اسکی مقدار کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۶۹-۶	اگر کسی شخص نے ایسی وحشیہ ہرنی کی قربانی کی جو مانوس ہوگئی تھی (یعنی گھریلو بن گئی تھی) یا ایسی وحشی گائے کی قربانی کی جو مانوس ہوگئی تھی (یعنی گھریلو بن گئی تھی) تو (ان کی قربانی) جائز نہ ہوگی ؎۱	بدائع
۱۰۷۰	**قربانی (کے جانور) کی عمر** اور اسمیں ہے ۴ شقیں ہیں	
۱	قربانی کے جانور کی عمر کے متعلق حکم یہ ہے کہ ہم نے قربانی کے جو جانور اونٹ، بیل اور بکری ذکر کئے ہیں ان میں سے صرف اکم از کم ثنی کی قربانی جائز ہوتی ہے اور مگر خاصۃ ضأن (یعنی دنبہ) سے جذع کے لئے یہ حکم نہیں ہے (یعنی دنبہ سے جذع کی قربانی جائز قرار پا سکتی ہے) جبکہ وہ موٹا تازہ ہو ؎۲	بدائع
۲	اور ان (مذکورہ ۱/۱۰۷۰) ناموں کے معانی کے متعلق قدوری نے ذکر کیا ہے کہ فقہاء رحمہ نے کہا کہ (ا) غنم (یعنی ضأن یعنی دنبہ) سے جذع، چھ ماہ کا ہوتا ہے اور (اس سے) ثنی، ایک سال کا ہوتا ہے (ب) اور بقر (یعنی بیل گائے) سے جذع، ایک سال کا ہوتا ہے اور اس سے ثنی دو سال کا ہوتا ہے (ج) اور اونٹ (اور اونٹنی) سے جذع، چار سال کا ہوتا ہے اور اس سے ثنی، پانچ سال کا ہوتا ہے ؎۳	بدائع
۳	ان سالوں کی مقدار جو (قربانی کے جواز کے لئے) ہم نے (مذکورہ ۱، ۲/۱۰۷۰ میں) بیان کی ہے۔ اس سے کم عمر کا ہونا قربانی کے جواز کے لئے مانع ہوتا ہے اور اس سے زائد عمر کا ہونا مانع نہیں ہوتا حتی کہ اگر کسی نے اس (مذکورہ) سے کم عمر (مذکورہ جانور) کی قربانی کی تو جائز نہ ہوگا اور اگر اس سے زائد عمر (کے مذکورہ جانور) کی قربانی کی تو جائز ہوگا اور افضل ہوگا ؎۴	بدائع
۴	اور قربانی میں (مذکورہ یعنی اونٹ اور گائے کے ثنی اور ضأن سے جذع سے کم عمر) نہ بکری کا بچہ، نہ بھیڑ کا بچہ، نہ گائے کا بچہ اور نہ اونٹ کا بچہ جائز ہوتا ہے ؎۵	بدائع
۱۰۷۱	**قربانی (کے جانور) کی مقدار** اور اسمیں ہے ۲ شقیں ہیں	
۱	قربانی (کے جانور) کی مقدار کے متعلق حکم یہ ہے کہ بکری اور بھیڑ کی قربانی صرف (ایک شخص کی طرف سے جائز قرار پاتی ہے خواہ وہ اتنی بڑی اور موٹی ہو کہ وہ دو ایسی بکریوں کے برابر ہو جن دونوں کی قربانی جائز قرار پا سکتی ہو ؎۶	بدائع
۲	ایک اونٹ (اور اونٹنی) اور ایک گائے (اور بیل اور بھینس اور بھینسے) کی قربانی سات آدمیوں سے زیادہ کی طرف سے جائز نہیں قرار پاتی اور یہ (مذکورہ) سات آدمیوں کی طرف سے اور اس سے کم آدمیوں کی طرف سے جائز قرار پاتی ہے اور یہ عام علماء کا قول ہے ؎۷	بدائع

؎ ۱/۱۰۷۰ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۱۰۷۰، ۲/۱۰۷۱، ۵۰/۱۰۷۲ اور ۱/۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۱۰۷۰، ۱/۱۰۷۱، ۲ تا ۲۲، ۲۷/۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات وشق	الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب — صفۃ الاضحیۃ	حوالہ
۱۰۷۲	**صفۃ الاضحیۃ** تعداد شق ٦٣	
۱	(واما صفتہ) فھو ان یکون سلیما من العیوب الفاحشۃ	کذا فی البدائع
۲	ویجوز بالجماء التی لا قرن لھا	کذا فی الکافی
۳	وکذا مکسورۃ القرن	کذا فی الکافی
	وان بلغ الکسر المشاش لا یجزیہ والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین والمرفقین	کذا فی البدائع
۴	ویجوز المجبوب العاجز عن الجماع	کذا فی الخلاصۃ
۵	والتی بھا سعال	کذا فی الخلاصۃ
٦	والعاجزۃ عن الولادۃ لکبر سنھا	کذا فی الخلاصۃ
۷	والتی بھا کیّ	کذا فی الخلاصۃ
۸	والتی لا ینزل لھا لبن من غیر علۃ	کذا فی الخلاصۃ
۹	والتی لھا ولد	کذا فی الخلاصۃ
۱۰	وفی الاجناس وان کانت الشاۃ لھا ألیۃ صغیرۃ خلقت بشبہ الذنب تجوز	کذا فی الخلاصۃ
۱۱	وان لم تکن لھا ألیۃ خلقت کذلک قال محمدؒ لا تجوز	کذا فی الخلاصۃ
۱۲	ولا تجوز العمیاء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۳	ولا عوراء البین عورھا	کذا فی فتاوی قاضیخان

ا؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اس میں اصل یہ ہے کہ فاحش عیب قربانی کیلئے مانع ہے اور تھوڑا عیب غیر مانع ہے اسلئے کہ جانور تھوڑے عیب سے بہت کم ہی بچ سکتا ہے (پس وہ معاف ہے) اور تھوڑا عیب وہ ہے جس سے اسکے گوشت میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۷ ـ حکم نمبر 45/1072، ص 1070، 1 تا 52، 54 تا 61 /1072 نیز 16، 17 /1076 ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ المشاشۃ یعنی نرم ہڈی کا سرا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۲۰۸ ـ المشاشۃ یعنی ہڈی کا نرم سرا کہ اسے چبایا جا سکتا ہو۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۱۲٦۰ (مترجم) ۳؎ حکم نمبر 51/1072 ملاحظہ ہو (مترجم) ۴؎ الیہ یعنی دنبہ کی چکتی۔ ماخوذ از المنجد ص ۲۲ (مترجم) ۵؎ الاعور یعنی کانا اس کی

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲	**قربانی (کے جانور) کی صفت** اور اس میں ۱۳ شقیں ہیں	
۱	قربانی کے جانور کی صفت کے متعلق حکم یہ ہے کہ وہ جانور عیوب فاحشہ سے سالم ہو ۱ھ	بدائع
۲	الجماء جانور جسکے سینگ نہ ہوں اسکی قربانی جائز قرار پاتی ہے	کافی
۳	(ا) اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ وہ جانور ٹوٹے ہوئے سینگ والا ہو	کافی
	(ب) اور اگر وہ ٹوٹنا مشاش تک پہنچ گیا ہو تو پھر وہ جانور قربانی کے لئے کفایت نہ کرے گا (مشاش گھٹنوں اور کہنیوں کی طرح کی ہڈیوں کے سروں کو کہتے ہیں ۲ھ	بدائع
۴	وہ جانور جو مجبوب ہو (یعنی اس کا ذکر کٹا ہوا ہو) جماع سے عاجز ہو تو اس کی قربانی جائز قرار پاتی ہے ۳ھ	خلاصہ
۵	اور (اسی طرح) جو ایسی ہو کہ اسے کھانسی کی بیماری ہو (تو اس کی قربانی جائز قرار پاتی ہے)	خلاصہ
۶	اور (اسی طرح) جو ایسی ہو کہ زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے وہ بچہ جننے سے عاجز ہو (تو اس کی قربانی جائز قرار پاتی ہے)	خلاصہ
۷	اور (اسی طرح) جو ایسی ہو کہ اسے (بطور علاج گرم سلاخ سے) داغ دیا گیا ہو (تو اس کی قربانی جائز قرار پاتی ہے)	خلاصہ
۸	اور (اسی طرح) جو ایسی ہو کہ کوئی بیماری نہ ہونے کے باوجود اس کا دودھ نہیں اترتا (تو اس کی قربانی جائز قرار پاتی ہے)	خلاصہ
۹	اور (اسی طرح) جو ایسی ہو کہ اس کا بچہ موجود ہو	خلاصہ
۱۰	اور الاجناس میں ہے کہ اگر کوئی بکری (یعنی دنبی) ایسی ہو کہ اسکی چکتی پیدائشی اتنی چھوٹی ہو کہ وہ دم کے مشابہ ہو تو اسکی قربانی جائز قرار پاتی ہے	خلاصہ
۱۱	اور (اگر وہ ایسی تھی کہ) اسکی چکتی نہ تھی وہ پیدائشی یوں ہی تھی تو اسکے حکم کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ اس کی قربانی جائز نہ ہوگی ۴ھ	خلاصہ
۱۲	اور اندھی (کی قربانی) جائز نہیں ہوتی	قاضیخان
۱۳	اور (اسی طرح) عوراء (یعنی کانی) جسکا عوراء ہونا واضح ہو (اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی) ۵ھ	قاضیخان

مؤنث عوراء ہے۔ ماخوذ از المنجد ص ۸۵۴ اور ہدایہ میں ہے کہ عوراء کی قربانی جائز نہیں ہوتی۔ اور بین السطور ہدایہ میں ہے کہ العوراء یعنی یک چشم شدہ اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ عوراء کے گوشت میں اثر ہے اس لئے کہ وہ دو آنکھوں والی کی طرح چارہ نہیں دیکھ سکتی اور چارہ کی قلت لاغری کی موجب ہے۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ، بین السطور ہدایہ اور حاشیہ ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۷۔ نیز حکم نمبر ۳۴/۱۰۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	صفة الاضحية الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب	حوالہ
۱۰۷۲-۱۴	والعرجاء البین عرجها وهی التی لا تقدر ان تمشی برجلها الی المنسک	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۵	والمریضة البین مرضها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۶	ومقطوعة الاذنین والالیة والذنب بالکلیة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	والتی لا اذن لها فی الخلقة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۸	وتجزیٔ السکاء وهی صغیرة الاذن	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۹	فلا تجوز مقطوعة احدی الاذنین بکمالها	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۰	والتی لها اذن واحدة خلقة	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۱	ولو ذهب بعض هذه الاعضاء دون بعض من الاذن والالیة والذنب والعین ذکر فی الجامع الصغیر ان کان الذاهب کثیرا یمنع جواز التضحیة وان کان یسیرا لا یمنع واختلف اصحابنا رح بین القلیل والکثیر فعن ابی حنیفة رح اربع روایات وروی محمد رح عنه فی الاصل وفی الجامع انه اذا کان ذهب الثلث او اقل جاز وان کان اکثر لا یجوز والصحیح ان الثلث وما دونه قلیل وما زاد علیه کثیر وعلیه الفتوی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۲	وانما یعرف ذهاب قدر النصف او الثلث من العین بان تشد العین المعیبة بعد ان لا تعتلف الشاة یوما او یومین ثم یقرب العلف الیها قلیلا قلیلا فاذا رأته من موضع اعلم ذلک الموضع ثم تشد عینها الصحیحة ویقرب العلف الی الشاة قلیلا قلیلا حتی اذا رأته من مکان اعلم ذلک المکان ثم یقدر بین العلامة الاولی والثانیة من المسافة	

۱؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ اسکے لنگڑاپن واضح ہونے سے مراد یہ ہے کہ اسے اس لنگڑے پاؤں سے چلکر قربانی کی جگہ تک جانا ممکن نہ ہو اور وہ تین پاؤں سے چلتی ہو اور اگر وہ چوتھا پاؤں بھی زمین پر حقیقتا رکھتی ہو تو اسکی قربانی جائز قرار پاتی ہے بمفہوم ماخوذ از ہدایہ وحاشیہ ہدایہ ص۴۴۷ یعنی قربانی کا جو جانور فقط تین پاؤں سے چلتا ہو چوتھا پاؤں نہیں رکھتا یا رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اسکی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ لنگڑا پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہے البتہ لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ حکم نمبر $\frac{۴۱، ۴۸}{۱۰۷۲}$ نیز حکم نمبر $\frac{۳۷}{۱۰۵۶}$، $\frac{۴}{۱۰۷۳}$ اور $\frac{۱۴، ۱۵، ۳۶}{۱۰۷۲}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر $\frac{۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۳}{۱۰۷۲}$ اور $\frac{۱۴}{۱۰۷۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۳؎ حکم نمبر $\frac{۱۹ تا ۲۲، ۲۷، ۲۹}{۱۰۷۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ جب کسی بھیڑ، بکری کا پیدائشی طور پر کان ہو نہ دم ہو تو اس کے متعلق امام محمدؒ کا قول ہے کہ ایسا نہیں ہوتا ہے اور اگر ایسا ہو تو اسکی قربانی جائز نہ ہوگی اور الاصل میں امام ابوحنیفہ

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲-۱۴	اور (اسی طرح) العرجاء (یعنی لنگڑی) جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور وہ ایسی ہے کہ (اس سے) قربانی کی جگہ تک چل کر نہ جاسکتی ہو (تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی) [۱]	قاضیخان
۱۵	اور (اسی طرح) مریضہ جس کی بیماری واضح ہو۔ (تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی) [۲]	قاضیخان
۱۶	اور (اسیطرح) جو ایسی ہو کہ اسکے دونوں کان یا چکتی یا دم بالکلیۃ کٹی ہوئی ہو (تو اسکی قربانی جائز نہیں ہوتی) [۳]	قاضیخان
۱۷	اور (اسیطرح) جو ایسی ہو کہ اسکا کوئی کان پیدائشی طور پر نہ ہو (تو اسکی قربانی جائز نہیں ہوتی) [۴]	قاضیخان
۱۸	اور السکاء کی قربانی کفایت کر جاتی ہے اور السکاء چھوٹے کانوں والی کو کہتے ہیں [۵]	قاضیخان
۱۹	اور جسکے دونوں کانوں میں سے ایک کان پورا کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی	قاضیخان
۲۰	اور (اسیطرح) جو ایسی ہو کہ پیدائشی طور پر اس کا کان ایک ہی ہو (تو اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی)	قاضیخان
۲۱	(د) اور اگر (قربانی کے جانور کے) یہ (مذکورہ) اعضاء یعنی کان، چکتی، دم اور آنکھ سے بعض جاتا رہا ہو اور بعض باقی ہو تو اسکے متعلق جامع صغیر میں ہے کہ اگر وہ حصہ جو جاتا رہا وہ کثیر تھا تو وہ قربانی کے جواز کے لئے مانع قرار دیا ہے اور اگر وہ قلیل تھا تو وہ (قربانی کے جواز کے لئے) مانع نہیں قرار پاتا (ب) ہمارے اصحابؒ نے مذکورہ قلیل اور کثیر (کی مقدار) میں اختلاف کیا ہے اور (اس بارے میں) امام ابو حنیفہؒ سے چار روایتیں ہیں اور امام محمدؒ نے الاصل میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت کیا ہے اور الجامع میں (بھی) ہے کہ جب وہ عضو تہائی یا اس سے کم جاتا رہا تو (اس جانور کی قربانی) جائز ہے اور اگر اکثر جاتا رہا تو جائز نہ ہوگا اور صحیح حکم یہ ہے کہ (اس میں) تہائی اور اس سے کم قلیل قرار پاتا ہے اور جو اس سے زیادہ ہو تو وہ کثیر قرار پاتا ہے اور اس پر فتوی ہے [۶]	قاضی خان
۲۲	اور (مذکورہ صورت میں) آنکھ (کی بینائی) سے نصف یا تہائی کے بقدر جاتے رہنے کی پہچان یوں ہوگی کہ (مثلاً) اس بکری کو ایک دو دن چارہ نہ دینے کے بعد اس کی عیب والی آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے پھر (دو رسے) اس کی طرف چارہ تھوڑا تھوڑا قریب کیا جائے پس جب وہ اس چارہ کو جس جگہ سے دیکھے تو اس جگہ کو نشان لگا دیا جائے پھر اس کی صحیح آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے (اور عیب والی آنکھ سے پٹی کھول دی جائے) اور اس بکری کی طرف چارہ تھوڑا تھوڑا قریب کیا جائے حتی کہ وہ اس چارہ کو جس جگہ سے دیکھے تو اس جگہ کو (بھی) نشان لگا دیا جائے پھر پہلے نشان اور دوسرے نشان کے مابین مقدار دیکھی جائے	

سے مروی ہے کہ وہ جائز قرار پا سکتی ہے یہ خانیہ میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۸ ۔ حکم نمبر ۱۱، ۱۶، ۱۸ / ۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] اور ہدایہ میں ہے کہ جس کا پیدائشی طور پر کوئی کان نہ ہو وہ السکاء ہے اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی۔ ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۸ تاہم یہ اختلاف، لفظ کے اطلاق کا ہے۔ مفہوم کے حکم میں اختلاف نہیں۔ حکم نمبر ۱۷ / ۱۰۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۶] حکم نمبر ۱۳، ۱۶ تا ۲۰ / ۱۰۷۲ نیز ۲۲، ۲۷ / ۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ/نوٹ نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب — صفة الاضحية	حوالہ
۱۰۷۲-۲۲	فان كانت المسافة بينهما الثلث فقد ذهب الثلث و بقى الثلثان وان كان نصفا فقد ذهب النصف و بقى النصف	كذا فى الكافى
۲۳	واما الهتماء وهى التى لا اسنان لها فان كانت ترعى وتعتلف جازت والافلا	كذا فى البدائع
۲۴	وهو الصحيح	كذا فى محيط السرخسى
۲۵	وتجوز الثولاء وهى المجنونة الا اذا كان ذلك يمنع الرعى والاعتلاف فلا تجوز	كذا فى البدائع
۲۶	وتجوز الجرباء اذا كانت سمينة فان كانت مهزولة لا تجوز	كذا فى البدائع
۲۷	وتجزئ الشرقاء وهى مشقوقة الاذن طوله والمقابلة ان يقطع من مقدم اذنها شئ ولا يبان بل يترك معلقا والمدابرة ان يفعل ذلك بمؤخر الاذن من الشاة وما روى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى ان يضحى بالشرقاء والمقابلة والمدابرة والخرقاء فالنهى فى الشرقاء والمقابلة والمدابرة محمول على الندب وفى الخرقاء على الكثير على اختلاف الاقاويل فى حد الكثير	كذا فى البدائع
۲۸	ولا تجزئ الجدعاء وهى مقطوعة الانف	كذا فى الظهيرية
۲۹	والحولاء تجزئ وهى التى فى عينها حول	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۰	وكذا المجزوزة وهى التى جز صوفها	كذا فى فتاوى قاضيخان
۳۱	ولا تجوز الجذاء وهى المقطوعة ضرعها	كذا فى محيط السرخسى
۳۲	ولا المصرمة وهى التى لا تستطيع ان ترضع فصيلها	كذا فى محيط السرخسى
۳۳	ولا الجداء وهى التى يبس ضرعها	كذا فى محيط السرخسى

۱؎ حکم نمبر ۲۱/۱۰۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲؎ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور لکھا ہے کہ الهتماء یعنی جسکے دانت نہ ہوں ۱۹؎ بین السطور میں ہے کہ اسکے دانت ٹوٹ گئے ہوں تو اسکے متعلق امام ابویوسفؒ کے ہاں دانتوں کی (تعداد کی) قلت وکثرت کا اعتبار ہوگا اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ اگر اتنے دانت باقی ہوں کہ ان سے چارہ کھانا ممکن ہو تو مقصد حاصل ہونے کی بنا پر (اسکی قربانی) کفایت کر جائے گی ۔ مفہوم ماخوذ از ہدایہ مع بین السطور ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۸ (مترجم)، ۳؎ الجرب یعنی کھجلی کی بیماری والا ہونا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۷۹ اور ہدایہ میں ہے کہ الجرباء اگر موٹی تازی ہو تو (اسکی قربانی) جائز ہے اسلئے کہ خارش جلد میں ہے اور

دفعات نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲ -	پس اگر (کل فاصلہ کی نسبت) ان دونوں نشانوں کے مابین کا فاصلہ تہائی ہو تو (یہ قرار دیا جائے گا کہ اس آنکھ کی بینائی) تہائی جاتی رہی ہے اور دو تہائی باقی ہے اور اگر وہ (تہائی کی بجائے مثلاً) نصف ہو تو (یہ قرار دیا جائے گا کہ اس آنکھ کی بینائی) نصف جاتی رہی اور نصف باقی ہے ؎۱	کافی
۲۳	اور الہتماء (جانور کی قربانی) اور وہ ایسی ہے جس کا کوئی دانت نہیں تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ چرتی ہو اور چارہ کھاتی ہو تو (اس کی قربانی) جائز ہے ورنہ نہیں ؎۲	بدائع
۲۴	اور یہی (مذکورہ) حکم صحیح ہے	محیط سرخسی
۲۵	اور الثولاء (جانور کی قربانی) جائز قرار پاتی ہے اور وہ ایسی ہے جو مجنونہ ہو لیکن جب اسکا ایسا ہونا اس کے چرنے اور چارہ کھانے میں مانع ہو تو پھر (اسکی قربانی) جائز نہیں ہوتی	بدائع
۲۶	(ا) اور خارشی (جانور کی قربانی) جائز قرار پاتی ہے بشرطیکہ وہ موٹی تازی ہو (ب) اور اگر وہ لاغر ہو تو جائز نہیں ہوتی ؎۳	بدائع
۲۷	(ا) اور (۱) الشرقاء (جانور کی قربانی) کفایت کرجاتی ہے اور وہ ایسی ہے جسکا کان لمبائی میں پھاڑا ہوا ہو (۲) اور (اسی طرح) المقابلہ (کی قربانی جائز قرار پاتی ہے) اور وہ ایسی ہے کہ اس کے کان کے سامنے کا کچھ حصہ یوں کاٹا جائے کہ الگ نہ کیا جائے بلکہ لٹکتا ہوا چھوڑ دیا جائے (۳) اور (اسی طرح) المدابرہ (کی قربانی جائز قرار پاتی ہے) اور وہ ایسی ہے کہ (مثلاً) بکری کے کان کا پچھلا حصہ اس (مذکورہ) طور کیا جائے یعنی اس کا کچھ حصہ یوں کاٹا جائے کہ الگ نہ کیا جائے بلکہ لٹکتا چھوڑ دیا جائے (ب) اور جو روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے الشرقاء، المقابلہ، المدابرہ اور الخرقاء ؎۴ (یعنی جس کے کان میں شگاف ہو) کی قربانی سے منع کیا ہے تو وہ ممانعت الشرقاء، المقابلہ اور المدابرہ میں عدم فضیلت پر محمول ہے اور الخرقاء کی ممانعت خرق کثیر پر محمول ہے اور کثیر کی تعریف اقوال کے اختلاف پر ہے	بدائع
۲۸	اور الجدعاء (جانور کی قربانی) کفایت نہیں کرتی اور وہ ایسی ہے جسکی ناک کٹی ہوئی ہو	ظہیریہ
۲۹	اور الحولاء (جانور کی قربانی) کفایت کرجاتی ہے اور وہ ایسی ہے جس کی آنکھ میں بھینگا پن ہو ؎۵	قاضیخان
۳۰	اور اسی طرح المجزوزہ (جانور کی قربانی کفایت کرجاتی ہے) اور وہ ایسی ہے جسکی پشم کاٹ لی گئی ہو	قاضیخان
۳۱	اور الجذاء (جانور کی قربانی) جائز نہیں ہوتی اور الجذاء کٹے ہوئے تھنوں والی ہے ؎۶	محیط سرخسی
۳۲	اور (اسی طرح) المصرمۃ (جانور کی قربانی جائز نہیں ہوتی) اور وہ ایسی ہے کہ وہ اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو	محیط سرخسی
۳۳	اور (اسی طرح) الجداء (جانور کی قربانی جائز نہیں ہوتی) اور وہ ایسی ہے کہ اسکا تھن سوکھ گیا ہو ؎۷	محیط سرخسی

گوشت میں نقصان نہیں اور اگر وہ لاغر ہو تو (اسکی قربانی) جائز نہیں اس لئے کہ خارش کا اثر اسکے گوشت میں ہے پس وہ گھٹیا ہے ماخوذ از ہدایہ ج ۴ ص ۴۴۸ (مترجم) ؎۴ الخرقاء وہ بکری جس کے کان میں گول شگاف ہو۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۱۱۶۲۔ حکم نمبر ۲۱/۱۰۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۵ الحول یعنی بھینگاپن۔ ماخوذ از المنجد ص ۲۹۵ (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۲۱، ۳۳، ۴۰، ۴۴/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ الضرع یعنی تھن۔ ماخوذ از المنجد ص ۴۷۲۔ حکم نمبر ۲۱، ۳۱، ۴۰، ۴۴/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب — صفة الاضحیة	حوالہ
۳۴/۱۰۷۲	وفی الیتیمة کتبت الی ابی الحسن علی المرغینانی رح ولو کانت الشاة مقطوعة اللسان هل تجوز التضحیة بها فقال نعم ان کان لا یخل بالاعتلاف وان کان یخل به لا تجوز التضحیة بها	کذا فی التاتارخانیة
	وقطع اللسان فی الثور یمنع و فی الشاة اختلاف	کذا فی القنیة
	والتی لا لسان لها فی الغنم تجوز و فی البقر لا	کذا فی الخلاصة
	وسئل عمرو بن حافظ رح عن الاضحیة اذا کان الذاهب من کل واحدة من الاذنین السدس هل یجمع حتی یکون مانعا علی قول ابی حنیفة رح قیاسا علی النجاسات فی البدن ام لا یجمع کما فی الخروق فی الخفین قال لا یجمع وسئل ایضا عمن قطع بعض لسان الاضحیة وهو اکثر من الثلث هل تجوز الاضحیة علی قول ابی حنیفة رح قال لا	کذا فی التاتارخانیة
۳۵	ولا تجوز الجلالة وهی التی تأکل العذرة ولا تأکل غیرها فان کانت الجلالة ابلا تمسک اربعین یوما حتی یطیب لحمها والبقر یمسک عشرین یوما والغنم عشرة ایام والدجاجة[۲] ثلاثة ایام والعصفور یوما	کذا فی فتاوی قاضیخان
۳۶	ولا تجزئ الجحفاء التی لا تنقی[۴]	کذا فی المبسوط

[۱] حکم نمبر ۳۱/۱۰۷۲ مع حاشیہ اور موزوں کے مذکورہ حکم کے متعلق حکم نمبر ۷/۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) [۲] قوله الدجاجة الخ هذه فائدة ذکرت تتمیما للعبارة المنقولة عن الخانیة والا فلا یجوز ذلك فی الاضحیة کما لا یخفی اه مصححه۔ عربی حاشیہ فتاویٰ ھذا۔ یعنی یہاں مرغی کے ذکر کا فائدہ الخانیة سے منقول اس عبارت کو پورا کرنے کیلئے ہے ورنہ جیسا کہ ظاھر ہے کہ قربانی میں مرغی کا جواز نہیں ہوتا (مترجم) [۳] جلالہ کے متعلق حکم نمبر ۱۰ تا ۱۴/۱۰۵۷ نیز ۷۸ تا ۸۱/۱۰۹۲ اور مرغی کی قربانی کے متعلق حکم ۵۳/۱۰۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۴] قوله لا تنقی ماخوذ من النقی

دفعہ/شق نمبر	پانچواں باب: واجب قربانی قائم کرنے نے محل کے احکام قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲/۳۴	(و) الیتیمہ میں ہے کہ میں نے شیخ ابوالحسن علی المرغینانی رح کو لکھا کہ اگر بکری کی زبان کٹی ہوئی ہو تو کیا اس کی قربانی جائز قرار پائے گی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں جائز ہے بشرطیکہ یہ (عیب) چارہ کھانے میں خلل نہ دے اور اگر چارہ کھانے میں خلل دیتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہ ہوگی	تتارخانیہ
	(ب) زبان کٹا ہوا ہونا، بیل میں (قربانی جائز قرار پانے کے لیئے) مانع ہے اور بکری میں اختلاف ہے	قنیہ
	(ج) غنم (یعنی بھیڑ، بکری) میں جو ایسی ہو کہ اس کی زبان نہیں ہے تو (اس کی قربانی) جائز قرار پاتی ہے اور بیل (گائے) میں نہیں	خلاصہ
	(د) اور عمرو بن الحافظ رح سے سوال کیا گیا کہ جب (قربانی کے جانور کے) دونوں کانوں میں سے ہر ایک سے چھوٹا چھوٹا حصہ جاتا رہا تو کیا بدن میں نجاست پر قیاس کرتے ہوئے جمع کیا جائے گا حتی کہ امام ابوحنیفہ رح کے قول (مذکورہ ۲۱/۱۰۷۲) پر قیاس کرتے ہوئے (تہائی ہو کر قربانی جائز ہونے کے لئے) مانع ہوگا یا جمع نہ کیا جائے گا جیسا کہ دونوں موزوں میں پھٹن کے متعلق حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ جمع نہ کیا جائے گا۔ اور آپ سے یہ بھی سوال کیا گیا کہ جس شخص نے قربانی کے جانور کی بعض زبان جو تہائی سے زیادہ ہے کاٹ دی تو کیا وہ قربانی امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب جائز قرار پائے گی تو آپ نے فرمایا کہ جائز نہ ہوگی ؎۱	تتارخانیہ
۳۵	(و) جلالہ (جانور کی قربانی) جائز نہیں ہوتی اور جلالہ وہ جانور ہے جو نجاست کھاتا ہو اور اس کے علاوہ نہ کھاتا ہو پس اگر جلالہ اونٹ ہو تو اسے چالیس دن پابند رکھا جائے گا تاکہ اس کا گوشت پاکیزہ ہو جائے (ب) اور بیل (یا گائے) ہو تو اسے بیس دن پابند رکھا جائے گا (ج) بھیڑ بکری ہو تو اسے دس دن (د) اور مرغی ہو تو اسے تین دن (س) اور چڑیا ہو تو اسے ایک دن پابند رکھا جائے گا (تاکہ اس کا گوشت پاکیزہ ہو جائے) ؎۳	قاضیخان
۳۶	اور العجفاء (جانور کی قربانی) کفایت نہیں کرتی اور وہ ایسی ہے جو اتنی لاغر ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو ؎۵	مبسوط

بکسر النون و اسکان القاف وھو المخ ای لا مخ لھا کذا فی رد المحتار و سیأتی قریبا تفسیر النقی بالمخ اھ مصححہ۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی النقی مخ کو کہتے ہیں یعنی اس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو اھ اور النقی یعنی ہڈی کا گودا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۳۱۲ اور المخ یعنی ہڈی کا گودا۔ ماخوذ از المنجد ص ۱۱۹۲ (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۱۵، ۳۸، ۳۹، ۴۳/۱۰۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

تشریح نمبر وتعارف	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب　　صفة الاضحية	حوالہ
۳۷/۱۰۷۲	ويشتري ان يشتريها كذلك اوصارت عنده كذلك وهو موسر اما اذا كان معسرا اجزأته لانه لا واجب في ذمته بل يثبت الحق في العين فيتأدى بالعين على اي خلقة كانت	كذا في المبسوط
۳۸	فان كانت مهزولة فيها بعض الشحم جاز يروى ذلك عن محمد رحمه الله	كذا في فتاوى قاضيخان
۳۹	ولو كانت مهزولة عند الشراء فسمنت بعد الشراء جاز	كذا في فتاوى قاضيخان
۴۰	ومقطوعة رؤس ضرعها لا تجوز فان ذهب من واحد اقل من النصف فعلى ما ذكرنا من الخلاف في العين والاذن وفي الشاة والمعز اذا لم تكن لهما احدى حلمتيها خلقة اوذهبت بآفة وبقيت واحدة لم تجز وفي الابل والبقر ان ذهبت واحدة تجوز وان ذهبت اثنتان لا تجوز	كذا في الخلاصة
۴۱	وفي الخنثى انه لا يجوز مقطوع احدى القوائم الاربع	كذا في التتارخانية
۴۲	لا تجوز التضحية بالشاة الخنثى لان لحمها لا ينضج[6]	كذا في القنية
۴۳	تناثر شعر الاضحية في غير وقته يجوز اذا كان لها نقي اي مخ	كذا في القنية
۴۴	والشطور لا تجزئ وهي من الشاة ما انقطع اللبن من احدى ضرعيها ومن الابل والبقر ما انقطع اللبن من ضرعيهما لان لكل واحد منهما اربع اضرع	كذا في التتارخانية

ا؎ حکم نمبر ۲،۳/۱۰۶۱، ۱ تا ۷/۱۰۶۶، ۶،۷/۱۰۶۸ مع حواشی، تونگر کے متعلق حکم ۱۰۶۴ نیز ۳۵ تا ۴۸/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ حکم نمبر ۱۵، ۳۶، ۳۹، ۴۳، ۴۵ تا ۴۸/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۳؎ حکم نمبر ۳۸/۱۰۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۴؎ الحلمۃ (یعنی سرپستان۔ ماخوذ از المنجد ص ۲۷۸ ۔ حکم نمبر ۲۱، ۳۱، ۳۳، ۴۴/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۵؎ حکم نمبر ۱۴، ۳۸/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۶؎ قوله لان لحمها لا ينضج من باب سمع وبهذا التعليل اندفع ما اورده ابن وهبان رح من انها لا تخلو اما ان تكون ذكرا او انثى وعلى كل تجوزاه مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی لا ينضج یعنی نہیں

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام قربانی کی عمر کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲-۳۷	(د) اور (اس میں حکم) برابر ہے کہ اسنے اس جانور (یعنی حکم نمبر ۱۰۷۲ میں مذکورہ عیب والے قربانی کے جانور) کو اسی طرح (یعنی اس عیب کی حالت میں) خریدا یا وہ اس کے ہاں ایسے (عیب والا) ہوگیا درآنحالیکہ وہ تونگر (یعنی غنی) ہو (ب) اور اگر وہ تنگدست تھا (یعنی غنی نہ تھا) تو اسے وہ (مذکورہ عیب والا جانور ہی) کفایت کر جائے گی اس لئے اس کے ذمہ واجب تو تھا نہیں پس اس عین جانور میں حق ثابت ہوگا تو وہ عین جانور جس ہیئت میں تھا اسی سے قربانی جائز قرار پاسکے گی [1]	مبسوط
۳۸	اگر وہ (جانور مثلاً بکری) لاغر تھی البتہ اس میں کچھ چربی تھی تو وہ (قربانی کے لئے) جائز قرار پاسکے گی یہ امام محمدؒ سے مروی ہے [2]	قاضیخان
۳۹	اور اگر وہ خریدتے وقت لاغر تھی پھر (خریدنے کے بعد) موٹی تازی ہوگئی تو اس کی (واجب) قربانی (بھی) جائز قرار پائے گی [3]	قاضیخان
۴۰	(ا) اور (قربانی کا وہ جانور) جس کے تھنوں کے سرے کٹے ہوئے ہوں تو اس کی قربانی جائز قرار نہیں پاتی (ب) اور اگر ایک تھن میں آدھے سے کم جاتا رہا تو اس کے متعلق حکم اس اختلافی حکم کے بموجب ہے جو ہم نے آنکھ اور کان کے (بعض حصہ کے) جاتے رہنے میں ذکر کیا (ج) اور بکری یا بھیڑ میں جبکہ ان کے دونوں تھنوں کے سروں میں سے ایک پیدائشی نہ تھا یا وہ کسی آفت سے جاتا رہا اور ایک باقی رہا تو اس کی قربانی جائز نہیں (د) اور اونٹنی اور گائے میں جب (انکے تھنوں کے سروں میں سے) ایک جاتا رہا تو اسکی قربانی جائز قرار پاتی ہے اور اگر دو جاتے رہیں تو (پھر اسکی قربانی) جائز نہ ہوگی [4]	خلاصہ
۴۱	اور التخرانہ میں ہے کہ (جس جانور کے) چار پاؤں میں سے ایک کٹا ہوا ہو تو اسکی قربانی جائز نہیں ہوتی [5]	تتارخانیہ
۴۲	خنثی بھیڑ، بکری کی قربانی جائز نہیں ہوتی۔ اسلئے کہ اسکا گوشت نہیں پکتا [6]	قنیہ
۴۳	قربانی کے جانور کے بال اپنے وقت کے علاوہ میں جھڑ جائیں تو (اس جانور کی قربانی) جائز ہے جبکہ اس (جانور) میں نقی یعنی اسکی ہڈی میں گودا موجود ہو [8]	قنیہ
۴۴	الشطور جانور کی قربانی کفایت کر جاتی ہے اور بکری میں سے الشطور وہ ہے کہ اس کے دو تھنوں میں سے ایک سے دودھ منقطع ہوگیا ہو اور اونٹنی اور گائے میں الشطور وہ ہے کہ اسکے دو تھنوں سے دودھ منقطع ہوگیا ہو اسلئے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے چار تھن ہوتے ہیں [9]	تتارخانیہ

پکتا یہ باب سمع سے ہے اور اس مذکور علت کی بنا پر وہ اشکال رفع ہو جاتا ہے جسے ابن وھبانؒ نے کہا ہے کہ خنثی مذکر ہوگا یا مونث اور مذکر ہو یا مونث ہر حالت میں قربانی جائز ہوتی ہے۔ (مترجم) [7] خنثی یعنی جس میں نر، مادہ دونوں کی علامتیں موجود ہوں۔ نیز اس کے متعلق حکم نمبر ۳۰/۱۵۹، ۲۵، ۶۳/۷۲۰ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [8] حکم نمبر ۱۵، ۳۶، ۳۸/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [9] حکم نمبر ۳۱، ۳۳، ۴۰/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	صفة الاضحية — الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب	حــوالــه
۱۰۷۲-۴۵	ومن المشائخ رح من یذکر لهذا الفصل اصلا ویقول کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال او الجمال علی الکمال یمنع الاضحیة ومالایکون بهذه الصفة لا یمنع	کذا فی المحیط
۴۶	ثم کل عیب یمنع الاضحیة ففی حق الموسر یستوی ان یشتریها کذلك او یشتریها وهی سلیمة فصارت معیبة بذلك العیب لا تجوز علی کل حال وفی حق المعسر تجوز علی کل حال	کذا فی المحیط
۴۷	ولو اشتری رجل اضحیة وهی سمینة فعجفت عنده حتی صارت بحیث لو اشتراها علی هذه الحالة لم تجزئه ان کان موسرا وان کان معسرا اجزأته اذ لا اضحیة فی ذمته فان اشتراها للاضحیة فقد تعینت الشاة للاضحیة حتی لو کان الفقیر اوجب علی نفسه اضحیة لا تجوز هذه	کذا فی البدائع
۴۸	ولو اشتری اضحیة وهی صحیحة العینین ثم اعورت عنده وهو موسر او قطعت اذنها کلها او الیتها او ذنبها او انکسرت رجلها فلم تستطع ان تمشی لا تجزئ عنه وعلیه مکانها اخری بخلاف الفقیر وکذلك لو ماتت عنده او سرقت	

۱؎ حکم نمبر ۱/۱۰۷۲ مع حاشیہ، ۳۷، ۴۶ تا ۴۸/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ حکم نمبر ۳۷، ۴۵ تا ۴۸/۱۰۷۲، ۸/۱۰۶۴، ۲/۱۰۶۶ مع حواشی اور غنی قرار پانے کے متعلق ۱/۱۰۶۳، ۱۰۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر ۴۷/۱۰۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ۴؎ حکم نمبر ۴۶/۱۰۷۲ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محمل کے احکام — قربانی کی عمر کے احکام کا بیان	حوالہ
۴۵-۱۰۷۲	(ا) مشائخ رحمہم اللہ میں سے بعض (قربانی کے جانور میں عیوب کی) اس فصل میں قاعدہ ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ایسا عیب جو اس جانور کی منفعت کو مکمل زائل کر دیتا ہو یا اس کے جمال کو مکمل زائل کر دیتا ہو تو ایسا عیب قربانی (کے جواز) کے لئے مانع ہوتا ہے (ب) اور جو عیب اس طرح کا نہ ہو تو وہ (قربانی کے جواز کے لئے) مانع نہیں ہوتا ہے۔	محیط
۴۶	(ا) پھر ہر ایسا عیب جو قربانی کے لئے مانع ہوتا ہے وہ تونگر (یعنی غنی) کے حق میں برابر ہے کہ اس نے اس کو ایسا ہی (عیب دار) خریدا یا اس نے اسے خریدا تو وہ (عیب سے) سالم تھی پھر اس عیب سے عیب دار ہو گئی وہ قربانی (مذکورہ) ہر حال میں جائز نہیں قرار پاتی (ب) اور تنگدست (یعنی غیر غنی) کے حق میں وہ قربانی (مذکورہ) ہر حال میں جائز قرار پاتی ہے۔	محیط
۴۷	(ا) اگر کسی شخص نے قربانی (کے لئے مثلاً بکری) خریدی تو وہ موٹی تازی تھی پھر وہ اس کے ہاں اتنی لاغر ہو گئی کہ اگر وہ اس حالت میں خریدتا تو وہ قربانی (جواز کے لئے) اسے کفایت نہ کرتی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر وہ تونگر (یعنی غنی) ہو تو اسے وہ قربانی کفایت نہ کرے گی (ب) اور اگر وہ تنگدست (یعنی غیر غنی) ہو تو اسے وہ قربانی کفایت کر جائے گی اس لئے کہ اس غیر غنی پر کوئی قربانی واجب نہ تھی تو اگر اس نے اسے قربانی کے لئے خریدا تو وہ بکری قربانی کے لئے متعین ہو گئی (ج) حتی کہ اگر اس غیر غنی نے اپنے اوپر قربانی واجب کی تھی تو پھر یہ (مذکورہ لاغر) بکری (قربانی کے لئے) جائز نہ ہو گی۔	بدائع
۴۸	(ا) اگر کسی شخص نے قربانی (کیلئے مثلاً بکری) خریدی اور اس وقت اس کی (مثلاً) دونوں آنکھیں سالم تھیں پھر وہ اس کے ہاں کانی ہو گئی اور وہ شخص غنی ہے یا اس قربانی (کے جانور) کا پورا کان یا اس کی چکتی یا اس کی دم کاٹ دی گئی یا اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور وہ اس (پاؤں) سے چل نہیں سکتی تو وہ اس غنی شخص کی طرف سے (قربانی کے جواز کے لئے) کفایت نہ کرے گی اور اس پر اس کی جگہ دوسری قربانی واجب ہو گی (ب) اور فقیر (یعنی غیر غنی) شخص کی صورت میں حکم اس کے خلاف ہے (یعنی مذکورہ صورت میں وہ شخص غیر غنی ہو تو اس پر وہی متعین تھی وہ اس کے حق میں جائز رہے گی) (ج) اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر وہ (جانور مثلاً بکری) مر گئی یا چوری ہو گئی۔	

دفعات وشق نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب — صفة الاضحیة	حوالہ
١٠٧٢-	ولو قدم اضحیة لیذبحها فاضطربت فی المکان الذی یذبحها فیه فانکسرت رجلها[1] ثم ذبحها علی مکانها اجزأه وکذلک ان انفلتت عنه البقرة فأصیبت عینها فذهبت والقیاس ان لا تجوز وجه القیاس ان هذا عیب دخلها قبل تعیین القربة بها فصار کما لو کان قبل حال الذبح وجه الاستحسان ان هذا مما لا یمکن الاحتراز عنه لان الشاة تضطرب فتلحقها العیوب من اضطرابها وروی عن ابی یوسف رح انه قال لو عالج اضحیة لیذبحها فکسرها او اعورت فذبحها ذلک الیوم او من الغد فانها تجزیٔ	کذا فی البدائع
٤٩	سبعة من الرجال اشتروا البقرة بخمسین درهما للاضحیة وسبعة آخرون اشتروا سبع شیاه بمائة درهم تکلموا ان الافضل هو الاول او الثانی والمختار ان الافضل هو الثانی[2]	کذا فی الفتاوی الکبری
٥٠	عشرة نفر اشتروا من رجل عشر شیاه جملة فقال البائع بعت هذه العشرة لکم کل شاة بعشرة دراهم فقالوا اشترینا فصارت العشرة مشترکة بینهم واخذ کل واحد منهم شاة وضحی عن نفسه جاز فان ظهر منها شاة عوراء فانکر کل واحد من الشرکاء ان تکون العوراء له لا تجوز تضحیتهم لان تسع شیاه عن عشرة نفر لا تجوز	هکذا فی فتاوی قاضیخان
٥١	والخصی افضل من الفحل لانه اطیب لحما اختلف المشائخ رح ان البدنة افضل ام الشاة الواحدة قال بعضهم ان کانت قیمة الشاة اکثر من قیمة البدنة فالشاة افضل لان الشاة	کذا فی المحیط

[1] حکم نمبر ۱۳، ۱۴، ۴۱/۱۰۷۲ ، ۴۶/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور علیج یعنی پچھاڑنے والا۔ ماخوذ از منتہی الارب ص ۳۸۷ (مترجم)، [2] غالباً اس لئے کہ اس دوسرے فریق کی مالی عبادت زائد، بلا اشتراکِ غیر ہے اور تعدد قربات ہے۔ نیز حکم نمبر ۱۰/۳۱

دفعات متن نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲ - ۴۸	(د) (ا) اگر کسی شخص نے قربانی کے جانور کو آگے کیا تاکہ اسے ذبح کرے تو وہ اس جگہ تڑپی جہاں وہ اسے ذبح کرنے لگا پس اس کا (مثلاً) پاؤں ٹوٹ گیا پھر اس نے اسے اسی جگہ ذبح کر دیا تو (قربانی کے لئے) اسے کفایت کر جائے گی۔ اور اسی طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ اگر اس قربانی کی گائے بھاگ نکلی تو اس کی (مثلاً) آنکھ کو صدمہ پہنچا پس وہ آنکھ جاتی رہی تو وہ قربانی کے لئے اسے کفایت کر جائے گی) (۲) اور از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ وہ (قربانی کے لئے) جائز نہ ہوگی وجہ قیاس یہ ہے کہ یہ عیب اس جانور کے ساتھ قربت متعین ہونے سے پہلے (یعنی ثواب کے لئے اسے ذبح کرنے سے پہلے) اس میں داخل ہوگیا پس ایسا ہوگیا جیسا حالت ذبح سے پہلے اس میں وہ عیب تھا (۳) اور وجہ استحسان یہ ہے کہ یہ صورت ان صورتوں میں سے ہے جن سے بچنا ممکن نہیں اس لئے کہ بکری (وغیرہ) اضطرابی حرکت کرتی ہے پس اسے اس تڑپنے سے عیب لاحق ہو جاتے ہیں (۴) امام ابو یوسف رحؒ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے قربانی کے جانور کو پچھاڑا تاکہ اسے ذبح کرے تو اس کے کسی عضو کو توڑ دیا یا وہ کانی ہوگئی پھر اس نے اسے اس دن یا دوسرے دن ذبح کیا تو وہ قربانی کے لئے کفایت کر جائے گا	بدائع
۴۹	سات مردوں نے قربانی کے لئے ایک گائے پچاس درہموں سے خریدی اور سات آدمیوں نے سات بکریاں سو درہموں سے خریدیں تو (اس کے متعلق) مشائخؒ نے اس بارے میں کلام کیا ہے کہ (از روئے ثواب) پہلا فریق افضل ہے یا دوسرا اور مختار حکم یہ ہے کہ افضل دوسرا فریق ہے ؎۲	فتاوی کبری
۵۰	(ا) دس آدمیوں نے (قربانی کے لئے) کسی شخص سے دس بکریاں اکٹھی خریدیں تو بائع نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے دس بکریاں، ہر بکری دس درہم کے حساب سے فروخت کیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے خرید لیں پس وہ دس بکریاں ان میں مشترکہ ہوگئیں اور ان (دس) آدمیوں میں سے ہر ایک نے ایک بکری لی اور اپنی طرف سے قربانی کی تو یہ جائز ہے (ب) پھر اگر ان بکریوں میں سے کوئی بکری کانی نکلی اور ان شرکاء میں سے ہر ایک نے اس سے انکار کیا کہ وہ کانی بکری اس کے لئے ہو تو ان سب کی وہ قربانیاں جائز نہ قرار پائیں گی اس لئے کہ نو (صحیح) بکریاں دس آدمیوں کی طرف سے (قربانی کے لئے) جائز نہیں ہوتیں ؎۳	قاضیخان
۵۱	(ا) خصی جانور (قربانی میں) غیر خصی جانور سے افضل ہے اس لئے کہ وہ از روئے گوشت عمدہ ہوتا ہے۔ (ب) مشائخؒ کی تحقیقات اس میں مختلف ہیں کہ (قربانی میں) بدنہ (یعنی اونٹ و گائے) افضل ہے یا بھیڑ، بکری۔	محیط

۱۰۷۲/۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۱، ۲/۱۰۷۱ نیز ۶۳/۱۰۷۲، ۶/۱۰۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعہ وار شق نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب صفة الاضحیة	حوالہ
۲۰۷۲ -	کلها فرض والبدنة سبعها فرض والباقی یکون فضلا قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رح البدنة افضل لانها اکثر لحما من الشاة وما قالوا ان البدنة یکون بعضها نفلا فلیس کذلک بل اذا نحرت عن واحد کان کلها فرضا و شبهه بالقراءة فی الصلوة لو اقتصر علی ما تجوز به الصلوة جاز ولو زاد علیه یکون الکل فرضا قال الشیخ الامام ابوحفص الکبیر رح اذا کان قیمة الشاة والبدنة سواء کانت الشاة افضل لان لحمها اطیب	کذا فی الظهیریة
	والشاة افضل من سبع البقرة اذا استویا فی القیمة واللحم لان لحم الشاة اطیب وان کان سبع البقرة اکثر لحما فسبع البقرة افضل والحاصل فی هذا انهما اذا استویا فی اللحم والقیمة فاطیبهما لحما افضل واذا اختلفا فی اللحم والقیمة فالفاضل اولی فالفحل الذی یساوی عشرین افضل من خصی بخمسة عشر وان استویا فی القیمة والفحل اکثر لحما فالفحل افضل والانثی من البقر افضل من الذکر اذا استویا لان لحم الانثی اطیب والبقرة افضل من ست شیاه اذا استویا وسبع شیاه افضل من بقرة	کذا فی فتاوی قاضیخان
	والکبش والنعجة اذا استویا فی القیمة واللحم فالکبش افضل وان کانت النعجة اکثر قیمة او لحما فهی افضل	کذا فی الذخیرة
۵۲	شراء الاضحیة بعشرة اولی من ان یتصدق بالالف	کذا فی الفتاوی الکبری
۵۳	وفی اصول التوحید للامام الصفار رح والتضحیة بالدیک والدجاجة فی ایام الاضحیة من لا اضحیة علیه لاعسارہ تشبیها بالمضحین مکروہ لانه من رسم المجوس	کذا فی الخلاصة

؎ حکم نمبر ۱۰/۱۰۶۶ ، ۱/۱۰۶۹ ، ۴، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۵۵/۱۰۷۲ ، ۶/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۲۱۵/۱۰۶۵

دفعات شق نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲-	(۱) ان میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ اگر بکری کی قیمت، بدنہ کی قیمت سے زیادہ ہو تو بکری افضل ہے اس لئے کہ بکری پوری فرض ہوتی ہے اور بدنہ کا ساتواں حصہ فرض ہوتا ہے اور باقی زائد قرار پاتا ہے (۲) الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ کا قول یہ ہے کہ بدنہ افضل ہے اس لئے کہ اس کا گوشت بکری سے زیادہ ہوتا ہے اور مشائخؒ کا یہ کہنا کہ بدنہ میں بعض حصہ نفل ہوتا ہے یوں نہیں ہے بلکہ جب ایک ہی شخص کی طرف سے نحر (یعنی ذبح) ہوئی تو وہ پوری فرض ہے اور آپ نے اسے نماز میں قرأت سے تشبیہ دی ہے کہ اگر کوئی نمازی شخص جتنی اسی قدر قرارت کرے جس سے نماز جائز ہو سکتی ہے تو ایسا کرنا جائز ہے اور اگر وہ اس مقدار پر اضافہ کرے تو وہ سب ہی فرض قرار پاتی ہے (۳) الشیخ الامام ابو حفص الکبیرؒ کا قول یہ ہے کہ جب بکری اور بدنہ کی قیمت برابر ہو تو بکری افضل ہے اس لئے کہ اس کا گوشت (بدنہ سے) عمدہ ہوتا ہے	ظہیریہ
	(۴) جب بکری اور گائے کا ساتواں حصہ، قیمت اور گوشت میں برابر ہوں تو بکری، گائے کے ساتویں حصہ سے افضل ہے اس لئے کہ بکری کا گوشت (گائے سے) عمدہ ہوتا ہے (۵) اور اگر گائے کا ساتواں حصہ، گوشت میں (بکری سے) زیادہ ہو تو ساتواں حصہ افضل ہے (ج) پس اس میں مذکورہ کا حاصل یہ ہے کہ جب وہ دونوں (یعنی بکری اور بدنہ) گوشت اور قیمت میں مختلف ہوں تو جو فاضل (یعنی زیادہ) ہے وہ افضل ہے پس (۱) وہ غیر خصی نر جو بیس درہم کا ہو وہ پندرہ درہم کے خصی سے افضل ہے (۲) اور اگر وہ دونوں (یعنی غیر خصی اور خصی) قیمت میں برابر ہوں اور غیر خصی گوشت میں زیادہ ہو تو غیر خصی نر افضل ہے (۳) گائے بیل سے افضل ہے جبکہ وہ دونوں برابر ہوں اس لئے کہ گائے کا گوشت (نر کی نسبت) عمدہ ہوتا ہے (۴) اور ایک گائے چھ بکریوں سے افضل ہے جبکہ وہ دونوں برابر ہوں (۵) اور سات بکریاں ایک گائے سے افضل ہیں۔	قاضیخان
	(د) (۱) کبش (یعنی مینڈھا، دنبہ) اور دنبی جب وہ دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں تو دنبہ افضل ہے (۲) اور اگر دنبی قیمت یا گوشت میں زیادہ ہو تو وہ افضل ہے ۱؎	ذخیرہ
۵۲	(قربانی کے دنوں میں) دس درہم کا جانور خرید کر قربانی کر دینا، ہزار درہم صدقہ کر دینے سے افضل ہے ۲؎	فتاوی کبری
۵۳	(و) الامام الصفارؒ کے اصول توحید میں لکھا ہے کہ جس شخص پر اس کے تنگدست (یعنی غیر غنی) ہونے کی وجہ سے قربانی واجب نہیں ہے اس کا قربانی کے دنوں میں، قربانی کرنے والوں سے مشابہت کرتے ہوئے مرغ یا مرغی کا ذبح کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مجوس کی رسم سے ہے ۳؎	خلاصہ
۴/۱۰۶۷	۱؎ ۵۱/۱۰۷۲ اور ۶/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۲؎ ۳؎ حکم نمبر ۳/۵۳ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم)	

دفعات متن نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب — صفة الاضحية	حوالہ
١٠٧٢-	ومن لا اضحية عليه لاعساره لو ذبح دجاجة او ديكا يكره [1]	كذا في الوجيز للكردري
٥٤	والمستحب ان تكون الاضحية اسمنها واحسنها واعظمها	هكذا في البدائع
٥٥	وافضل الشاة ان تكون كبشا املح اقرن موجوأ [2]	هكذا في البدائع
٥٦	وان تكون آلة الذبح حادة من الحديد	هكذا في البدائع
٥٧	ويستحب ان يتربص بعد الذبح بقدر ما يبرد ويسكن من جميع اعضائه وتزول الحياة من جميع جسده ويكره ان يضحي ويسلخ قبل ان يبرد	هكذا في البدائع
٥٨	والافضل ان يذبح اضحيته بيده ان كان يحسن الذبح لان الاولى في القربات ان يتولى بنفسه وان كان لا يحسنه فالافضل ان يستعين بغيره ولكن ينبغي ان يشهدها بنفسه	كذا في الكافي
٥٩	قال ولو امر مجوسيا فذبح اضحيته لم يجز لان هذا افساد لا تقرب فان ذبيحة المجوسي لا تؤكل	كذا في المبسوط
٦٠	ولو امر يهوديا او نصرانيا فذبك اجزأه لانهما من اهل الذبح ولكنه مكروه لان هذا من عمل القربة وفعله ليس بقربة	كذا في المبسوط

[1] قوله ومن لا اضحية عليه لاعساره الخ كذا في جميع النسخ المخطوطة بالقلم واما في نسخه الطبع الهندي فلا وجود لهذه العبارة فيها وهو الاصوب للاستغناء عنها بعبارة الخلاصة السابقة اھ مصححہ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی قولہ ومن لا اضحية عليه الخ (یعنی جس شخص پر اس کے غیر غنی ہونے کی وجہ سے قربانی واجب ہو الخ) یہ عبارت سب قلمی نسخوں میں یونہی ہے اور ہند کے مطبوعہ نسخہ میں اس عبارت کا وجود نہیں ہے اور یہی زیادہ ٹھیک ہے کیونکہ ما قبل میں الخلاصة کی عبارت (مندرجہ ٥٣/١٠٧٢) کی وجہ سے اس عبارت (ماخوذ از الوجیز للکردری) کی ضرورت نہیں رہتی (مترجم) [2] حکم نمبر ٣٥/١٠٧٢ مع حاشیہ نیز ١٢،٨/١٠٥٧ مع حواشی ملاحظ ہوں (مترجم) [3] حکم نمبر ٥١،١، ٥٢، ٥٤ تا ٥٨/١٠٧٢ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [4] جیسا کہ رد المحتار میں بحوالہ الہدایہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو کبش املحین موجوأین کی قربانی کی اور الوجاء کے متعلق رد المحتار میں مختلف اقوال درج ہیں مثلا

دفعات متن نمبر	پانچواں باب، واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام — قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲-	(ب) جس شخص پر اس کے غیر غنی ہونے کی وجہ سے قربانی واجب نہ ہو تو اگر اس نے (بطور قربانی) مرغی یا مرغ ذبح کیا تو (ایسا کرنا) مکروہ قرار پاتا ہے ؎۲	ذخیرہ کردری
۵۴	مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ خوبصورت اور بڑا ہو ؎۳	بدائع
۵۵	بھیڑ، بکری (کی قربانی میں) افضل یہ ہے کہ دنبہ ہو۔ سفید اور سیاہ رنگ، بڑے سینگوں والا موجود ہو ؎۴	بدائع
۵۶	اور (ذبح میں) یہ بھی افضل ہے کہ) ذبح کا آلہ، لوہے کا اور تیز ہو ؎۵	بدائع
۵۷	(۱) اور (ذبح میں) یہ مستحب ہے کہ ذبح کے بعد اتنی دیر انتظار کرنے کہ ذبیحہ ٹھنڈا ہو جائے اس کے سب اعضاء ساکن ہو جائیں اور اس کے سب جسم سے حیات زائل ہو جائے (ب) اور یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص جانور ذبح کرے اور اس کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتار دے ؎۶	بدائع
۵۸	(۱) اور (قربانی میں) افضل یہ ہے کہ آدمی اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے بشرطیکہ وہ اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو اس لئے کہ قربات میں (یعنی کار ہائے ثواب میں) خود ذمہ داری (ب) اور اگر وہ خود اچھی طرح ذبح نہ کر سکتا ہو تو دوسرے سے مدد لے لیکن اسے قربانی کے وقت خود حاضر رہنا چاہیے ؎۷	کافی
۵۹	آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے کسی مجوسی کو حکم دیا تو اس نے اسکی قربانی ذبح کی تو وہ قربانی جائز نہ قرار پائے گی اس لئے کہ ایسا کرنا اس قربانی کو خراب کرنا ہے؛ کار ثواب نہیں ہے اس لئے کہ مجوسی کا ذبیحہ نہیں کھایا جاتا ؎۸	مبسوط
۶۰	اگر (مذکورہ صورت میں) کسی شخص نے یہودی یا نصرانی کو اسکے متعلق حکم کیا (یعنی کسی شخص نے یہودی یا نصرانی کو قربانی ذبح کرنے کا حکم کیا) تو اسے کفایت کر جائے گا اس لئے کہ یہ دونوں (یعنی یہودی اور نصرانی) اہل ذبح سے ہیں البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ کار ثواب ہے اور راسکا (یعنی یہودی اور نصرانی کا) فعل کار ثواب نہیں ہے ؎۹	مبسوط

یہ کہ اسکی آنکھوں، منہ، پاؤں اور گھٹنوں یا سینہ کی جگہیں سیاہ ہوں اور باقی سفید ہو اور بحوالہ العنایۃ والکفایۃ کہ کہ سفید جسمیں کچھ بال کالے ہوں اور القاموس میں بھی یوں ہی ہے اور ممکن ہے کہ البدائع میں جو مذکور ہے وہ اسی پر محمول ہو۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۳ نیز حکم نمبر ۵۱/۱۰۷۲، ۲/۱۰۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۲۴/۱۰۵۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۶ حکم نمبر ۳۶، ۴۳/۱۰۵۶، ۷/۱۰۵۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۷ حکم نمبر ۶/۱۰۶۵، ۲۸/۳۲۶ نیز حکم نمبر ۲۷/۱۰۷۴ ملاحظہ ہو (مترجم) ؎۸ حکم نمبر ۳/۱۰۵۵ مع حاشیہ، ۱۰، ۱۲، ۱۳/۱۰۵۶، ۱/۱۰۵۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۹ حکم نمبر ۳/۱۰۵۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ربط دفعہ وشق نمبر	الباب الخامس فی بیان محل اقامة الواجب — صفة الاضحیة	حوالہ
۱۰۷۲-۶۱	ویستحب ان یأکل من اضحیته ویطعم منها غیره والافضل ان یتصدق بالثلث ویتخذ الثلث ضیافة لاقاربه واصدقائه ویدخر الثلث ویطعم الغنی والفقیر جمیعا	کذا فی البدائع
	ویهب منها ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی	کذا فی الغیاثیة
	ولو تصدق بالکل جاز ولو حبس الکل لنفسه جاز وله ان یدخر الکل لنفسه فوق ثلاثة ایام الا ان اطعامها والتصدق بها افضل الا ان یکون الرجل ذا عیال وغیر موسع الحال فان الافضل له حینئذ ان یدعه لعیاله ویوسع علیهم به	کذا فی البدائع
۶۲	ان وجبت بالنذر فلیس لصاحبها ان یأکل منها شیأ ولا ان یطعم غیره من الاغنیاء سواء کان الناذر غنیا او فقیرا لان سبیلها التصدق ولیس للمتصدق ان یأکل صدقته ولا ان یطعم الاغنیاء	کذا فی التبیین
	واما فی الاضحیة المنذورة سواء کانت من الغنی او الفقیر فلیس لصاحبها ان یأکل ولا ان یؤکل الغنی [۲]	هکذا فی النهایة
۶۳	روی بشر بن ولید رح عن ابی یوسف رح رجل له تسعة من العیال وهو العاشر فضحی بعشر من الغنم عن نفسه وعن عیاله ولا ینوی شاة بعینها لکن ینوی العشرة عنهم وعنه جاز فی الاستحسان وهو قول ابی حنیفة رح	کذا فی المحیط
	واللہ اعلم	

[۱] حکم نمبر ۱۰/۲۱۵ ، ۲۸، ۲۹/۱۰۷۶ ، نیز ۶۲/۱۰۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۲] قوله اما فی الاضحیة المنذورة الخ ساقط من نسخة الطبع الهندی موجود فی النسخ الخط والصواب حذفه لانه تکرار مع ما قبله من غیر فائدة کما لا یخفی احد مصححه۔ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قوله اما فی الاضحیة المنذورة الخ یعنی نذر مانی ہوئی قربانی خواہ نذر الخ یہ عبارت نسخہ مطبوعہ ہند میں نہیں اور قلمی نسخوں میں موجود

دفعات شق نمبر	پانچواں باب: واجب قربانی قائم کرنے کے محل کے احکام قربانی کی صفت کے احکام کا بیان	حوالہ
۶۱-۱۰۷۲	(و) اور یہ مستحب ہے کہ آدمی اپنی قربانی کے گوشت سے کھائے (ب) اور اس سے دوسرے کو بھی کھلائے (ج) اور افضل یہ ہے کہ (قربانی) سے ایک تہائی صدقہ کرے اور ایک تہائی سے اپنے قریبیوں اور دوستوں کی ضیافت کرے اور ایک تہائی (اپنے لئے) ذخیرہ کرے (د) اور قربانی کا گوشت کھلانے میں غنی اور فقیر سبھی کو کھلائے	بدائع
	(س) اور قربانی کے گوشت سے جس قدر چاہے غنی اور فقیر اور مسلمان اور ذمی کو ہبہ کرے (ص) اگر کسی شخص نے (اپنی) قربانی کا کل (گوشت) صدقہ کردیا تو جائز ہے (ض) اور اگر کسی شخص نے (اپنی) قربانی کا کل گوشت اپنے لئے رکھ لیا تو جائز ہے (ط) اور (۱) اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ (اپنی) قربانی کا کل گوشت اپنے لئے تین دن سے زیادہ ذخیرہ رکھے (۲) لیکن اس کا کھلا دینا اور صدقہ کر دینا افضل ہے (۳)۔ مگر اگر وہ شخص عیالدار ہو اور فارغ البال نہ ہو تو اس کے حق میں افضل یہ ہے کہ اس صورت میں وہ (اپنی قربانی کا گوشت) اپنے عیال کے لئے رکھ چھوڑے اور اس سے انہیں (کھانے میں) فراخی دے [۱]	غیاثیہ بدائع
۶۲	(و) اگر کسی شخص پر نذر ماننے کی وجہ سے قربانی واجب ہوئی تھی تو اس قربانی والے کو یہ جائز نہیں کہ وہ اس سے خود کھائے اور نہ اسے یہ جائز ہے کہ وہ کسی اور کو غنی لوگوں میں سے کھلائے خواہ وہ نذر ماننے والا شخص، غنی تھا یا غیر غنی تھا اس لئے کہ نذر مانی ہوئی قربانی کا طریق اسے صدقہ کر دینا ہوتا ہے اور اس صدقہ کرنے والے کو یہ جائز نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اس صدقہ سے خود کھائے اور نہ اسے یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ (اس سے) غنی لوگوں کو کھلائے (ب) اور نذر مانی ہوئی قربانی، خواہ وہ نذر غنی شخص نے مانی تھی یا غیر غنی شخص نے مانی تھی اس قربانی والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ (اس سے) خود کھائے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ (اس سے) کسی غنی کو کھلائے [۳]	تبیین نہایہ
۶۳	بشر بن ولیدؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا عیال نو افراد پر مشتمل ہے اور دسواں وہ خود ہے اس نے اپنی طرف سے اور اپنے عیال کی طرف سے کل دس بکریوں کی قربانی کی، اس نے (ان میں سے کسی کیلئے کوئی) بکری معین کرنے کی نیت نہ کی البتہ اس نے اپنی طرف سے اور اس عیال کی طرف سے (کل) دس بکریوں کی (قربانی کی) نیت کی تو یہ (ان قربانیوں کے جواز کیلئے) از روئے استحسان جائز ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے [۴]	محیط

واللہ اعلم

ہے اور اس کا حذف ہونا بھی ٹھیک ہے اس لئے کہ یہ عبارت، ماقبل عبارت (مندرجہ ۶۲ ک / ۱۰۷۲) کے ساتھ بلا فائدہ تکرار ہے جیسا کہ واضح ہے۔ اھ (مترجم) [۳] حکم نمبر ۶۲ و / ۱۰۷۲ نیز ۶۲ ب / ۱۰۷۲ کے عربی حاشیہ کا ترجمہ اور ۶۱ / ۱۰۷۲ ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۴] حکم نمبر ۲۴ تا ۲۷ / ۱۰۷۵، ۵۰ / ۱۰۷۲ نیز ۱۱، ۱۷ / ۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

الباب السادس فی بیان ما یستحب فی الاضحیة والانتفاع بہا

دفعات : ۱۰۷۳ تا ۱۰۷۳ ؛ عنوان ۱ ، تعداد شق ۱۵

۱۰۷۳ ما یستحب فی الاضحیة والانتفاع بہا

دفعات وحکم نمبر	متن	حوالہ
۱	ویستحب ان یربط الاضحیة قبل ایام النحر بایام	کذا فی البدائع
۲	وان یقلدھا	کذا فی البدائع
۳	ویجللھا	کذا فی البدائع
۴	وان یسوقھا الی المنسک سوقا جمیلا لا عنیفا وان لا یجر برجلھا الی المذبح	کذا فی البدائع
۵	واذا ذبحھا تصدق بجلالھا وقلائدھا	کذا فی السراجیة
۶	ولو اشتری شاة للاضحیة یکرہ ان یحلبھا او یجز صوفھا فینتفع بہ لانہ عینھا للقربة فلا یحل لہ الانتفاع بجزء من اجزائھا قبل اقامة القربة بھا کما لا یحل لہ الانتفاع بلحمھا اذا ذبحھا قبل وقتھا و من المشائخ من قال ھذا فی الشاة المنذور بھا بعینھا من المعسر والموسر وفی الشاة المشتراة للاضحیة من المعسر واما المشتراة من الموسر للاضحیة فلا بأس ان یحلبھا ویجز صوفھا	کذا فی البدائع
	والصحیح ان الموسر والمعسر فی حلبھا وجز صوفھا سواء	ھکذا فی الغیاثیة

سلہ حکم نمبر ۱ تا ۱۵ / ۱۰۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم) ، سلہ ۲ حکم نمبر ۵ / ۱۰۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم) ، سلہ ۳ حکم نمبر ۵ / ۱۰۷۳ ملاحظہ ہو (مترجم)

اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹا باب، قربانی (کے جانور) میں مستحب امور اور اس سے فائدہ اٹھانے کے احکام

دفعات ۱۰۷۳ تا ۱۰۷۳، عنوان ۱، تعداد شق ۱۵

۱۰۷۳- قربانی (کے جانور) میں مستحب امور اور اس سے فائدہ اٹھانا

۱ یہ مستحب ہے کہ قربانی کے دن سے پہلے چند دن قربانی کے جانور کو باندھ رکھے [۱] — بدائع

۲ اور (یہ بھی مستحب ہے کہ) قربانی کے جانور کو قلادہ (یعنی گلے میں پٹہ) ڈالے [۲] — بدائع

۳ اور (یہ بھی مستحب ہے کہ) قربانی کے جانور کو جھول ڈالے [۳] — بدائع

۴ اور (یہ بھی مستحب ہے کہ) قربانی کے جانور کو قربانی کی جگہ تک خوبی کے ساتھ ہانک لے جائے اس میں سختی نہ کرے اور ذبح کرنے کی جگہ تک اسے پاؤں سے گھسیٹ کر نہ لے جائے [۴] — بدائع

۵ جب قربانی کا جانور ذبح کر چکے تو اس کی جھولیں اور گلے کے پٹے صدقہ کر دے [۵] — سراجیہ

۶ (ا) اگر کسی شخص نے قربانی کے لئے بکری خریدی تو یہ مکروہ ہے کہ وہ اس کا دودھ دوہے اور اس کی پشم کاٹے اور اس سے فائدہ اٹھائے اس لئے کہ اس نے اسے قربت (یعنی ثواب) کے لئے معین کر دیا ہے۔ پس اس شخص کے لئے، قربانی کے اس جانور کے ساتھ قربت قائم ہونے (یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے ذبح ہو چکنے) سے پہلے اس کے اجزاء میں سے کسی چیز سے فائدہ اٹھانا حلال نہیں ہے جیسا کہ اس جانور کو قربانی کے وقت سے پہلے ذبح کر دینے کی صورت میں، اسکے گوشت سے فائدہ اٹھانا حلال نہیں ہوتا ہے (ب) مشائخ (رح) میں سے بعض وہ ہیں جنکا قول یہ ہے کہ یہ مذکورہ حکم (یعنی اسکے دودھ اور پشم سے فائدہ نہ اٹھانے کا حکم) اس (مثلاً) بکری کے بارے میں ہے جسے غیر غنی یا غنی شخص نے معین کر کے نذر مانی ہو یا اس بکری کے بارے میں ہے جسے غیر غنی شخص نے قربانی کیلئے خریدا ہو مگر وہ بکری جسے غنی شخص نے قربانی کیلئے خریدا ہو تو اسکا دودھ دوہنے اور اسکی پشم کاٹ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ (ج) صحیح حکم یہ ہے کہ قربانی کے جانور کا دودھ دوہنے اور اسکی پشم کاٹنے کے حکم میں غیر غنی اور غنی برابر ہیں۔ — غیاثیہ

[۴] حکم نمبر ۳۷/۱۰۵۶ نیز ۱۴، ۱۵، ۳۶/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۲، ۳/۱۰۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	الباب السادس فى بيان ما يستحب فى الاضحية والانتفاع بها	حواله
١٠٧٣	وَلو حلب اللبن من الاضحية قبل الذبح اوجز صوفها يتصدق به ولا ينتفع به	كذا فى الظهيرية
	وَاذا ذبحها فى وقتها جاز له ان يحلب لبنها و يجز صوفها و ينتفع به لان القربة اقيمت بالذبح والانتفاع بعد اقامة القربة مطلق كالاكل	كذا فى المحيط
	وَان كان فى ضرعها لبن و يخاف ينضح ضرعها بالماء البارد فان تقلص والا حلب وتصدق و يكره ركوبها واستعمالها كما فى الهدى فان فعل فنقصها فعليه التصدق بما نقص وان آجرها تصدق بأجرها ولو اشترى بقرة حلوبة واوجبها اضحية فاكتسب مالا من لبنها يتصدق بمثل ما اكتسب و يتصدق بروثها فان كان يعلفها فما اكتسب من لبنها او انتفع من روثها فهوله ولا يتصدق بشئ	كذا فى محيط السرخسى
١	ويتصدق بجلدها او يعمل منه نحو غربال وجراب ولا بأس بان يشترى به ما ينتفع بعينه مع بقائه استحسانا وذلك مثل ما ذكرنا ولا يشترى به ما لا ينتفع به الا بعد الاستهلاك نحو اللحم والطعام ولا يبيعه بالدراهم لينفق الدراهم على نفسه وعياله واللحم بمنزلة الجلد فى الصحيح حتى لا يبيعه بما لا ينتفع به الا بعد الاستهلاك ولو باعها بالدراهم ليتصدق بها جاز لانه قربة كالتصدق	كذا فى التبيين وهكذا فى الهداية والكافى

١ـ حکم نمبر ٥ تا ١٥ / ١٠٤٣ مع حاشیہ نمبر ٣٨ / ٤٣ ، ١ / ٨٩ ، ٨ تا ١١ / ٩٣ مع حواشی اور ہدی کے متعلق حکم نمبر ٣٢٥ ، ٣٢٦

دفعات نمبر	چھٹا باب، قربانی کے جانور میں مستحب امور اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام - قربانی کے جانور میں مستحب امور اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۳-	(د) اگر کسی شخص نے قربانی کے جانور سے اس کے ذبح ہونے سے پہلے اس کا دودھ دوہا یا اس کی پشم کاٹ لی تو وہ اسے صدقہ کردے اور اس سے فائدہ نہ اٹھائے	ظہیریہ
	(ر) جب کسی شخص نے قربانی کا جانور قربانی کے وقت میں ذبح کردیا تو اسے جائز ہے کہ وہ اس کا دودھ دوہ لے اور اس کی پشم کاٹ لے اور اس سے فائدہ اٹھالے اس لئے کہ ذبح کر دینے سے قربت قائم ہوچکی اور قربت قائم ہو چکنے کے بعد اس کے فائدہ اٹھانے میں پابندی نہیں ہے جیساکہ (اس کا گوشت) کھانے کا حکم ہے	محیط
	(س) اگر قربانی کے جانور کے تھنوں میں دودھ (بھرا) ہو اور (اس سے) اسے (بیماری کا) خوف ہو تو اس کے تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑکے پس اگر اس سے سکڑ کر جاتا رہے (تو فبہا) ورنہ وہ دودھ دوہ کر صدقہ کردے (ص) اور یہ مکروہ ہے کہ قربانی کے جانوروں پر سواری کرے یا اس سے کام لے جیساکہ ہدی کے متعلق حکم ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا اور اس سے اس جانور (کی قیمت) میں نقصان آیا تو بقدر نقصان اس پر صدقہ واجب ہے (ط) اور اگر کسی نے قربانی کا جانور کرایہ پر دیا تو اس کرایہ کو صدقہ کردے (ع) اگر کسی شخص نے دودھ والی گائے خریدی اور اسے قربانی کے لئے اپنے اوپر واجب کرلیا پھر اس کے دودھ سے مال حاصل کیا تو (۱) جتنا مال حاصل کیا ہے اس کے بمثل صدقہ کردے۔ اور اس کا گوبر بھی صدقہ کردے (۲) اور اگر وہ اس کو چارہ دیتا تھا تو اس نے اس کے دودھ سے جو کچھ حاصل کیا ہو یا اس کے گوبر سے نفع اٹھایا ہو وہ اس کے لئے ہے اور وہ (اس کے بدلے) کچھ صدقہ نہ کرے [1]	محیط سرخسی
۷	(ل) قربانی کے جانور کی کھال (۱) صدقہ کردے (۲) یا اس سے چھلنی اور ڈول وغیرہ بنالے (۳) اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اس کھال سے کوئی ایسی چیز خریدے جس کے عین کے باقی رہنے کے باوجود، اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو اور وہ یوں ہے جیساکہ ہم نے ذکر کیا (یعنی مثلاً چھلنی اور ڈول وغیرہ) یہ حکم استحسانا ہے (۴) اور اس کھال کے بدلے کوئی ایسی چیز نہ خریدے جس کے ہلاک کے بعد ہی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو مثلاً گوشت اور خوراک اور اس کھال کو اس لئے رقم لے کر نہ بیچے کہ وہ رقم اپنے اوپر یا اپنے عیال پر خرچ کرے اور (قربانی کا) گوشت صحیح حکم میں، اس کی کھال کے بمنزلہ ہے حتی کہ اسے کسی ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے جس کے ہلاک کے بعد ہی اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو (۵) اور اگر کسی نے اسے (یعنی قربانی کے گوشت یا کھال کو) اس لئے رقم لے کر بیچا تاکہ وہ اس (رقم) کا صدقہ کردے تو یہ جائز ہے اس لئے کہ ایسا کرنا، صدقہ کردینے کی طرح قربت ہے۔	تبیین، ہدایہ، کافی

[1] ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات و شق نمبر	الباب السادس فی بیان ما یستحب فی الاضحیة والانتفاع بها	حوالہ
۱۰۷۳ -	فی الاضحیة والانتفاع بها ولو اشتری بلحم الاضحیة جرابا لا یجوز ولو اشتری بلحمها حبوبا جاز ولو اشتری بلحمها لحما جاز قالوا والاصح [1] فی هذا انه یجوز بیع الماکول بالماکول وغیر الماکول بغیر الماکول ولا یجوز بیع غیر الماکول بالماکول ولا بیع الماکول بغیر الماکول هکذا فی الظهیریة	وفتاوی قاضیخان
۸	ولو ادخل جلد الاضحیة فی قرطالة او جعله جرابا ان استعمل الجراب فی اعمال منزله جاز ولو آجر لا یجوز وعلیه ان یتصدق بالأجر واما القرطالة ان استعملها فی منزله اواعار جاز وان آجرها هل یطیب له الأجر قالوا ینظر ان کانت القرطالة جدیدة لا یلزمه التصدق بالأجر وان کانت خلقا متخرقا یلزمه التصدق بنصف الأجر دون نصفه نحو ما اذا آجرها بدانقین یلزمه التصدق بدانق لان القرطالة اذا کانت جدیدة لا یحتاج الی الانتفاع بها الی الجلد فیکون الجلد تبعا لها ویکون کل الأجر بازاء القرطالة اما اذا کان خلقا یحتاج فی الانتفاع بها الی الجلد فکان نصف الأجر للقرطالة ونصف الأجر للجلد والقرطالة [3] الکوارة	کذا فی الظهیریة
۹	ولا یحل بیع شحمها واطرافها ورأسها وصوفها ووبرها وشعرها ولبنها الذی یحلبه منها بعد ذبحها بشئ لا یمکن الانتفاع به الا باستهلاک عین من الدراهم والدنانیر والماکولات والمشروبات ولا ان یعطی أجر الجزار	

[1] قوله والاصح فی هذا الخ وعبارة الخلاصة والاصل فی هذا الخ تامل اھ مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا -
یعنی قوله والاصح فی هذا یعنی اس بارے میں ... وہ صحیح حکم یہ ہے الخ اس مقام میں الخلاصة کی عبارت یوں ہے والاصل فی هذا یعنی اس بارے میں اصل یہ ہے فتامل (مترجم)، [2] حکم نمبر $\frac{۱۵۰۵}{۱۰۷۳}$، $\frac{۱۸}{۱۰۷۲}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] قولة والقرطالة الکوارة الذی فی القاموس القرطالة کقرشبة عدل حمار کالقرطالة بالکسر واحدة القرطال نقله مصححه اھ عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی قرطالہ، کوارہ کو کہتے ہیں۔ جوکہ قاموس میں مثل قرشبہ کے بمعنی گدھے کا بوجھ۔ جیسا کہ قرطالہ، قرطال کی واحد ہے یہ اس کی تصحیح

دفعات نمبر	چھٹا باب: قربانی کے جانور میں مستحب امور — قربانی کے جانور میں مستحب امور اور اس کے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲ -	اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام (۶) اگر کسی شخص نے قربانی کے گوشت کے بدلے ڈول خریدا تو جائز نہ ہوگا۔ (۷) اور اگر کسی نے قربانی کے گوشت کے بدلے اناج خریدا تو جائز ہے (۸) اور اگر کسی نے قربانی کے گوشت کے بدلے گوشت خریدا تو جائز ہے۔ (ب) مشائخ رح کا قول ہے کہ اس بارے میں زیادہ صحیح (اصل) یہ ہے کہ ماکول (یعنی کھانے کی چیز مثلاً گوشت، اناج) کی بیع ماکول سے اور غیر ماکول (مثلاً قربانی کی کھال) کی بیع غیر ماکول سے جائز قرار پاتی ہے اور غیر ماکول کی بیع ماکول سے اور ماکول کی بیع غیر ماکول سے جائز نہیں ہوتی	ظہیریہ، قاضیخاں
۸	اگر کسی شخص نے قربانی کی کھال قرطالہ (یعنی بورے) میں لگائی یا کسی نے اس سے ڈول بنایا تو، (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ، (ا) اگر اس نے وہ ڈول (ا) اپنے گھر کے کاموں میں استعمال کیا تو جائز ہوگا (۲) اور اگر (وہ ڈول) کرایہ پر دیا جائز نہ ہوگا اور اس پر واجب ہوگا کہ وہ اس کرایہ کو صدقہ کردے (ب) اور اگر اس نے وہ بورا (ا) اپنے گھر استعمال کیا یا مانگے دے دیا تو جائز ہوگا (۲) اور اگر (وہ بورا) کرایہ پر دیا تو کیا اس کے لئے وہ کرایہ جائز ہوگا اس کے متعلق مشائخ رح کا قول ہے کہ اگر وہ بورا نیا تھا تو اسے اس کے کرایہ کا صدقہ کرنا لازم نہ ہوگا اگر وہ بورا پرانا پھٹا ہوا تھا تو اسے اس کرایہ کا نصف صدقہ کرنا لازم ہوگا باقی نصف نہیں مثلاً اگر کسی نے اسے دو دانق کرایہ پر دیا تو اسے ایک دانق کا صدقہ کرنا لازم ہوگا اس لئے کہ جب وہ بورا نیا تھا تو اس سے فائدہ اٹھانے میں اس کھال کا احتیاج نہ تھا پس وہ کھال اس (نئے) بورے کی ذیل میں قرار پائے گی اور وہ سب کرایہ بمقابلہ بورے کے ہوگا اور اگر بورا پرانا تھا تو اس سے فائدہ اٹھانے میں اس کھال کا احتیاج تھا پس نصف کرایہ اس پرانے بورے کا اور نصف کرایہ اس کھال کا ہوگا [۴]	ظہیریہ
۹	(ا) قربانی کے جانور کی چربی، اس کے پائے، اس کا سر، اس کی اون، اس کی پشم، اس کے بال اور اس کا دودھ جو اس نے اس کے ذبح کے بعد دوہا ہو (ان سب چیزوں) کی بیع، درہم و دینار اور کھانے پینے کی کسی ایسی چیز کے عوض، جس کے عین کے ہلاک کے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، حلال نہیں ہے،	

کنندہ نے نقل کیا ہے اھ اور قرطالۃ بمعنی قرطلۃ ماخوذ از منتہی الارب صفحہ ۶۱۴ اور قرطلہ یعنی گدھے پر لادنے کا بورا۔ ماخوذ از المنجد صفحہ ۹۸۵ (مترجم) [۴] حکم نمبر ۵ تا ۱۵ / ۱۰۷۳ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب السادس فی بیان ما یستحب ما یستحب فی الاضحیة والانتفاع بها	حوالہ
	فی الاضحیة والانتفاع بها	
١٠٧٣ -	والذابح منها فان باع شیأ من ذلك بما ذکرنا نفذ عند ابی حنیفة رح و محمد رح وعند ابی یوسف رح لا ینفذ و یتصدق بثمنه	کذا فی البدائع
١٠	اذا اخذ شیأ من الصوف من طرف من اطراف الاضحیه للعلامة فی ایام النحر لا یجوز له ان یطرح ذلك الصوف ولا ان یهب لاحد بل یتصدق بذلك الصوف علی الفقراء	کذا فی فتاوی قاضیخان
١١	و فی اضاحی الزعفرانی رح فان ولدت ولدا ذبحها و ولدها معها من اصحابنا رح من قال هذا فی المعسر الذی وجب بایجابه و اما فی الموسر فلا یلزمه ذبح الولد یوم الاضحی فان ذبح الولد یوم الاضحی قبل الام او بعدها جاز ولو لم یذبحه و تصدق به حیا جاز فی ایام الاضاحی و فی المنتقی لو تصدق بالولد حیا فی ایام النحر فعلیه ان یتصدق بقیمته وان باع الولد فی ایام الاضحی یتصدق بثمنه فان لم یبعه ولم یذبحه حتی مضت ایام النحر فعلیه ان یتصدق بالولد حیا واذا ذبح الولد مع الام یاکل من الام والولد وعن ابی حنیفة رح انه لا یاکل من الولد فان اکل تصدق بقیمة ما اکل والتصدق بالولد حیا احب الی	کذا فی الخلاصة
١٢	ولو باع الاضحیة جاز خلافا لابی یوسف رح و یشتری بقیمتها اخری و یتصدق بفضل ما بین القیمتین	کذا فی السراجیة

سه حکم نمبر ٦،٧ / ١٠٧٣ ، ٥ تا ١٥ / ١٠٧٣ اور ١، ٥ / ١٠٦٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سه حکم نمبر ٥ تا ١٥ / ١٠٧٣ ، ١٧ / ١٠٧٦ ملاحظہ ہوں (مترجم)
سه حکم نمبر ١١ تا ١٥ / ١٠٧٣ ، ١٩ / ١٠٧٦ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سه حکم نمبر ١، ٥ / ١٠٦٦ مع حواشی ، ٩ ج / ١٠٧٣ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چھٹا باب: قربانی کے جانور میں مستحب امور — قربانی کے جانور میں مستحب امور اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام	
۱۰۷۴-	(ب) اور نہ ان چیزوں میں سے قصاب اور ذبح کرنے والے کو اجرت دے (ج) پس اگر اس نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز، کسی ایسی چیز کے عوض، جس کا ہم نے ذکر کیا، بیع کی تو وہ بیع امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے ہاں نافذ قرار پائے گی اور امام ابو یوسف رحؒ کے ہاں وہ بیع نافذ نہ ہوگی (د) اور وہ اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا[1]	بدائع
۱۰	کسی شخص نے قربانی کے جانور کے اطراف میں سے کسی طرف سے تھوڑی سی پشم بطور علامت، قربانی کے دنوں میں کاٹی تو اسے جائز نہیں کہ وہ اسے پھینک دے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ کسی کو ہبہ کردے بلکہ وہ اس پشم کو صدقہ کردے[2]	قاضیخان
۱۱	(ا) اضاحی الزعفرانیؒ میں ہے کہ اگر قربانی کے جانور کا بچہ پیدا ہو تو اس قربانی کے جانور کو اور اس کے ساتھ اس کے بچہ کو بھی ذبح کردے ہمارے اصحابؒ میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ یہ حکم اس غیر غنی شخص کے متعلق ہے جس نے خود واجب کر لینے سے (اس پر وہ) قربانی واجب ہوئی تھی اور غنی شخص کو یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اس بچہ کو قربانی کے دن ذبح کرے پس اگر اس نے وہ بچہ اس کی ماں سے پہلے یا بعد ذبح کیا تو جائز ہے (ب) اور المنتقی میں یوں ہے کہ (۱) اگر اس نے اس بچہ کو قربانی کے دنوں میں زندہ صدقہ کردیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسکی قیمت (کی مالیت بھی) صدقہ کرے (۲) اور اگر اس نے اس بچہ کو قربانی کے دنوں میں بیع کردیا تو وہ اس کی قیمت صدقہ کردے (۳) اور اگر اس نے اس بچہ کو نہ بیع کیا اور نہ ذبح کیا حتی کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس بچہ کو زندہ صدقہ کردے (ج) اور جب اس نے اس بچہ کو (اس کی) ماں کے ساتھ ذبح کردیا تو اس ماں اور اس بچہ کا گوشت کھا سکتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحؒ سے مروی ہے کہ وہ اس بچہ کا گوشت نہ کھائے اور اگر کھایا تو جتنا کھایا اس کی قیمت صدقہ کردے اور اس بچہ کو زندہ صدقہ کردینا میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے[3]	خلاصہ
۱۲	(ا) اگر کسی شخص نے قربانی کا جانور بیع کردیا تو وہ بیع جائز قرار پاتی ہے اور (اس میں) امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے (ب) اور (بیع کی صورت میں) وہ اسکی قیمت سے قربانی کا دوسرا جانور خریدے اور دونوں قیمتوں کے مابین زائد مقدار صدقہ کردے[4]	سراجیہ

نمبر شمار	الباب السادس فی بیان ما یستحب فی الاضحیة والانتفاع بها	حوالہ
۱۳-۱۰۷۳	اضحیة خرج من بطنها ولد حی قال عامة العلماء یفعل بالولد ما یفعل بالام فان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر یتصدق به حیا فان ضاع او ذبحه واکله یتصدق بقیمته	کذا فی السراجیة
۱۴	ولد الاضحیة لا یجز صوفه ولا شعره کالام	کذا فی السراجیة
۱۵	وان بقی الولد عنده حتی کبر وذبحه للعام القابل اضحیة لا یجوز وعلیه اخری لعامه الذی ضحی ویتصدق به مذبوحا مع قیمته ما نقص بالذبح والفتوی علی هذا	کذا فی فتاوی قاضیخان

واللہ اعلم

ـــــــــــــــــــ

۱؎ حکم نمبر $\frac{11}{1073}$ ، $\frac{19}{1076}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

۲؎ حکم نمبر $\frac{6}{1073}$ تا $\frac{15}{1073}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ۳؎ حکم نمبر $\frac{11}{1073}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	چھٹا باب: قربانی کے جانور میں مستحب امور — قربانی کے جانور میں مستحب امور اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام کا بیان	حوالہ
	اور اس سے نفع اٹھانے کے احکام	
۱۳-۱۰۷۳	(ا) قربانی کے جانور (کے ذبح کے بعد) اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلا تو (اس کے حکم کے متعلق) عام علماء کا قول یہ ہے کہ اس کے متعلق وہی کیا جائے جو اس کی ماں کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔	
	(ب) پھر اگر اس بچہ کو ذبح نہ کیا گیا حتی کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اسے زندہ صدقہ کردے	
	(ج) اور اگر وہ ضائع ہوگیا یا اسے ذبح کرکے کھالیا تو اس کی قیمت صدقہ کرے گا [1]	سراجیہ
۱۴	قربانی کے جانور کے بچہ کی پشم اور اس کے بال نہ کاٹے جائیں گے جیسا کہ اس کی ماں کے متعلق حکم ہے [2]	سراجیہ
۱۵	(و) اور اگر وہ (مذکورہ یعنی قربانی کے جانور کا) بچہ اس کے پاس باقی رہا حتی کہ وہ بڑا ہوگیا اور اس نے اسے آئندہ سال کی قربانی کے جانور کے طور پر ذبح کیا تو جائز نہ قرار پائے گا اور اس پر اس سال کی قربانی کے لئے جس میں اس نے اس (بڑے بچہ) کو ذبح کیا دوسری قربانی لازم ہوگی اور وہ اس ذبح کردہ (بڑے بچہ) کو صدقہ کردے گا اور ساتھ ہی اس قدر قیمت صدقہ کرے گا جس قدر اس کی قیمت میں، اس کے ذبح کرنے سے نقصان ہوا (ب) اور فتوی اسی پر ہے [3]	-- قاضیخان
	واللہ اعلم	
	❋	

حوالہ	التضحیۃ عن الغیر وبشاۃ الغیر عن نفسہ	الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر وبشاۃ الغیر عن نفسہ	دفعات وشق نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر وفی التضحیۃ بشاۃ الغیر (عن نفسہ)

دفعات ۱۰۷۴ تا ۱۰۷۴، عنوان ۱، تعداد شق ۲۷

۱۰۷۴ التضحیۃ عن الغیر وبشاۃ الغیر عن نفسہ

(تعداد شق ۲۷)

۱ ذکر فی فتاوی ابی اللیث اذا ضحی بشاۃ نفسہ عن غیرہ بامر ذلک الغیر اوبغیر امرہ لا تجوز لانہ لایمکن تجویز التضحیۃ عن الغیر الا باثبات الملک لذلک الغیر فی الشاۃ ولن یثبت الملک لہ فی الشاۃ الا بالقبض ولم یوجد قبض الآمر ھھنا لا بنفسہ ولا بنائبہ — کذا فی الذخیرۃ

۲ ولو ذبح اضحیۃ غیرہ عن المالک بغیر امرہ صریحا یقع عن المالک ولا ضمان علی الذابح استحسانا اطلق ھھنا ولم یقید بما اذا اضجعھا المالک للتضحیۃ وقید بہ فی الاجناس والمختار ھو الاول — کذا فی الغیاثیۃ

لہ حکم نمبر ۶/۱۰۶۵ اور ۳/۱۰۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں۔ اور میت کی طرف قربانی کے متعلق رد المحتار میں ہے کہ جس نے میت کی طرف سے قربانی کی تو کھانے اور صدقہ کرنے کے متعلق ایسا ہی کرے جیسا کہ اپنی قربانی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس میں ملکیت ذابح کی اور اجر و ثواب اس میت کے لئے ہوگا اور الصدر کا قول ہے کہ مختار حکم یہ ہے کہ اگر وہ قربانی میت کے حکم سے (یعنی اس کی وصیت کی بنا پر) ہو تو اس سے خود نہ کھائے ورنہ کھائے یہ البزازیہ میں ہے۔ مفہوم ماخوذ از رد المحتار ج ۵ ص ۲۲۹۔ حکم نمبر ۱۲/۱۸۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو نیز حکم نمبر ۱ تا ۵/۱۰۷۴

دفعات شق نمبر	ساتواں باب غیر کی طرف سے قربانی اور غیر بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام	غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ساتواں باب، غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کے احکام

دفعات ۱۰۷۴ تا ۱۰۷۴، عنوان ۱، تعداد شق ۲۷

۱۰۷۴۔ غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنا

(اور اس میں ۲۷ شقیں ہیں)

۱ فتاویٰ ابو اللیث رحمہ میں مذکور ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی بکری کسی غیر کے امر سے یا اس کے امر کے بغیر، اس غیر کی طرف سے (واجب) قربانی کی تو جائز نہ قرار پائے گی اس لئے کہ غیر کی طرف سے قربانی کا جواز، اس غیر کے لئے اس بکری میں ملکیت ثابت کئے بغیر ممکن نہیں اور اس غیر کے لئے اس بکری میں ملکیت، قبضہ کے بغیر ثابت نہیں ہوتی اور امر کرنے والے کا قبضہ نہ اسکی طرف سے اور نہ اس کے نائب کی طرف سے پایا گیا [۱] — ذخیرہ

۲ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کی قربانی کا جانور، اسکے مالک کے واضح امر کے بغیر اس کی طرف سے ذبح کر دیا تو وہ قربانی مالک کی طرف سے (بھی) قرار پائے گی اور از روئے استحسان اس ذبح کرنے والے پر ضمان لازم نہ ہوگی آپ نے یہاں یہ حکم مطلقاً فرمایا اور یہ قید نہیں لگائی کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب اس قربانی کے جانور کو مالک نے قربانی کے لئے پہلو کے بل لٹا دیا تھا اور الاجناس میں یہ قید ہے۔ اور درمختار حکم پہلا ہے [۲] — غیاثیہ

---

[۱] ۲/۱۰۶۲، ۲۲ تا ۲۷/۱۰۶۳، ۶/۱۰۶۸ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، [۲] جیساکہ درمختار و رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس صورت میں خریدتے وقت کی نیت کفایت کر جائے گی اور وہ قربانی کے لئے متعین قرار پائے گی اور اگر غیر معین تھی تو (اس صورت میں) وہ قربانی کے لئے کفایت نہ کرے گی اور وہ ذابح ضامن ہوگا۔ ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۲ حکم نمبر ۶/۱۰۶۶، ۱۵/۱۰۷۴ نیز ۴/۱۰۶۹ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات نمبر	الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر — التضحیۃ عن الغیر و بشاۃ الغیر عن نفسہ	حوالہ
	وبشاۃ الغیر عن نفسہ	
۴۰۷-۳	ولو ضحی ببدنۃ عن نفسہ وعرسہ واولادہ لیس ہذا فی ظاہر الروایۃ وقال الحسن بن زیادؒ فی کتاب الاضحیۃ ان کان اولادہ صغارا جاز عنہ وعنہم جمیعا فی قول ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ وان کانوا کبارا ان فعل بامرہم جاز عن الکل فی قول ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ وان فعل بغیر امرہم او بغیر امر بعضھم لا تجوز عنہ ولا عنھم فی قولہم جمیعا لان نصیب من لم یأمر صار لحما فصار الکل لحما وفی قول الحسن بن زیادؒ اذا ضحی ببدنۃ عن نفسہ وعن خمسۃ من اولادہ الصغار وعن ام ولدہ بامرھا او بغیر امرھا لا تجوز عنہ ولا عنہم قال ابو القاسمؒ تجوز عن نفسہ	کذا فی فتاوی قاضیخان
۴	رجل ذبح اضحیۃ غیرہ عن نفسہ بغیر امرہ فان ضمنہ المالک قیمتہا تجوز عن الذابح دون المالک لانہ ظہر ان الاراقۃ حصلت علی ملکہ وان اخذ مذبوحۃ تجزی عن المالک لانہ قد نواھا فلیس یضرہ ذبح غیرہ لہا	کذا فی محیط السرخسی
۵	واذا غلط رجلان فذبح کل واحد منہما اضحیۃ صاحبہ صح عنہما ولا ضمان علیہما استحسانا ویأخذ کل واحد مسلوختہ من صاحبہ ولا یضمنہ فان کان قد اکلا ثم علما فلیحلل کل واحد منہما صاحبہ ویجزیہما وان تشاحا فکل واحد منہما یضمن صاحبہ	

لہ حکم نمبر ۱/۱۰۶۴، ۲/۱۰۶۲، ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۲۷/۱۰۶۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
ؔ۲ جیسا کہ رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اس نے غلطی سے ایسا کیا اور عمدا کیا تو بھی یونہی حکم ہے۔ مفہوم فی الجملہ ماخوذ از رد المحتار

مسئلہ نمبر	ساتواں باب، غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے	حوالہ
	اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	
۳-۱۰۷۴	(و) اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے، اپنی بیوی کی طرف سے اور اپنی اولاد کی طرف سے بدنہ (یعنی اونٹ، گائے) قربانی کی تو اسکے متعلق ظاہر روایت میں حکم نہیں ہے (ب) حسن بن زیاد رح نے کتاب الاضحیہ میں کہا ہے کہ اگر اس کی اولاد چھوٹی (یعنی نابالغ) تھی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول میں، اس کی طرف سے اور ان سب کی طرف سے جائز ہے۔ اور اگر اس کی اولاد بڑی (یعنی بالغ) تھی تو اگر اس نے ان کے امر سے ایسا کیا تھا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول میں ان سب کی طرف سے جائز ہے اور اگر اس نے ان کے امر کے بغیر یا ان میں سے بعض کے امر کے بغیر ایسا کیا تھا تو سب کے قول میں وہ قربانی نہ اس کی طرف سے اور نہ ان کی طرف سے جائز ہوگی اس لئے کہ جس نے اسے قربانی کا امر نہ کیا تھا (اس بدنہ کی قربانی میں) اس کا حصہ (محض) گوشت قرار پایا پس وہ سب (بدنہ) گوشت قرار پایا۔ اور حسن بن زیاد رح کے قول میں جب کسی شخص نے، اپنی طرف سے اور اپنی پانچ نابالغ اولاد کی طرف سے اور ایک اپنی ام ولد کی طرف سے ایک بدنہ قربانی کی تو وہ قربانی نہ اس کی طرف سے اور نہ ان کی طرف سے جائز ہوگی اور ابو القاسم رح کا قول ہے کہ وہ قربانی اس کی طرف سے جائز قرار پائے گی [1]	قاضیخان
۴	(و) کسی شخص نے دوسرے آدمی کی قربانی کا جانور اس کے امر کے بغیر اپنی طرف سے قربانی کی نیت سے ذبح کر دیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر (قربانی کے اس جانور کے) مالک نے اس کی قیمت کی ضمان لی تو وہ قربانی ذبح کرنے والے کی طرف سے جائز قرار پائے گی مالک کی طرف سے نہ ہوگی اس لئے کہ (ضمان کے بعد) ظاہر قرار پایا کہ اس کا ذبح کرنا، ذبح کنندہ کی ملکیت میں حاصل ہوا (ب) اور اگر اس مالک نے وہ مذبوحہ قربانی لی تو وہ مالک کی طرف سے کفایت کر جائے گی اس لئے کہ مالک نے اس کی قربانی کی نیت کر رکھی تھی پس اس جانور کو اس کے مالک کے غیر کا ذبح کرنا، (مالک کی قربانی) کو مضر نہ ہوگا [2]	محیط سرخسی
۵	(و) جب دو شخصوں نے غلطی کھائی اور ہر ایک نے دوسرے کی قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو ان دونوں کی طرف سے قربانی صحیح قرار پائی اور ان دونوں پر ضمان لازم نہ ہوگی یہ حکم از روئے استحسان ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے اپنی مسلوخہ (یعنی کھال کھینچی ہوئی) لے لے گا اور اس سے ضمان نہ لے گا (ب) اور اگر ان دونوں نے (اس قربانی سے) کچھ کھا لیا تھا پھر انہیں اس	

[1] ج ۵ ص ۲۳۲ نیز مسلم نمبر ۱۵۰۲ / ۱۰۷ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی التضحیة عن الغیر — التضحیة عن الغیر وبشاة الغیر عن نفسه	حوالہ
۱۰۷۴ -	وبشاة الغیر عن نفسه عن نفسه قیمة شاته ثم یتصدق بتلك القیمة ان کانت انقضت ایام النحر لانها بدل عن اللحم [۱]	کذا فی الکافی
۶	وفی الروضة رجلان ادخلا شاتیهما مربطا ثم غلطا فادعی کل واحد منهما شاة واحدة معینة وترکا شاة لا یدعیانها فالتی لا یدعیانها لبیت المال والتی تنازعافیها بینهما نصفان ولا تجزئ الاضحیة عنهما ولوکانت بدنة اوبقرة جاز عنهما وهوالاصح .	کذا فی الخلاصة
۷	اربعة نفر لکل واحد منهم شاة حبسوها فی بیت فماتت واحدة لا یدری لمن هی تباع هذه الاغنام جملة وتشتری بثمنها اربع شیاه لکل واحد منهم شاة ثم یوکل کل واحد صاحبه بذبح کل واحد منها ویحلل کل واحد منهم اصحابه ایضا حتی یجوز عن الاضحیة	کذا فی الخلاصة
۸	اذاربطوا ثلاث اضحیات فی رباط واحد ثم وجد وابواحدة عیبا یمنع جواز التضحیة وانکر کل واحد ان تکون له المعیبة وتنازعوا فی الاخر یبین فالمعیبة لبیت المال ویقضی بالاخر یین بینهم اثلاثا	کذا فی التتارخانیة

[۱] قوله لانها بدل عن اللحم فصارکما لو باعه لان التضحیة لما وقعت عن صاحبه کان اللحم له ومن اتلف لحم اضحیة غیره فالحکم فیها ما ذکرنا هدایة اقول ومقتضی قوله لانها بدل عن اللحم الخ ان التضمین لقیمة اللحم لا لقیمتها حیة ولذا وقعت عن المالک کذا فی رد المحتار نقله مصححه ـ عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی قوله بدل عن اللحم الخ پس وہ یوں ہوگیا کہ گویا اس نے اس گوشت کو بیع کر دیا تھا اس لئے کہ جب قربانی اپنے مالک سے قرار پائی تو اسکا گوشت اس مالک کا تھا اور جس نے دوسرے کی قربانی کا گوشت تلف کیا ہو تو اس میں وہی حکم ہے جو ہم نے ذکر کیا یہ ہدایہ میں ہے

میں کہتا ہوں کہ قوله لانها بدل عن اللحم الخ اسکا مقتضی یہ ہے کہ وہ ضمان اس گوشت کی قیمت ہے۔ زندہ بکری کی قیمت نہیں ہے اور اسی لئے وہ قربانی مالک

دفعات شمسی نمبر	ساتواں باب، غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۴- ۵	(مذکورہ غلطی) کا علم ہوا تو چاہیے کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے (اس کی منظوری لیکر) حلال کرائے اور ان دونوں کو (قربانی) کفایت کر جائے گی (ج) اور اگر انہوں نے جھگڑا کیا تو ان دونوں میں سے ہر ایک اسکی بکری کی قیمت کی ضمان دے پھر اگر قربانی کے دن گذر چکے ہوں تو ان دونوں میں سے ہر ایک اس ضمان کی قیمت صدقہ کر دے اس لئے کہ وہ ان کے گوشت کا بدل ہے ؎۲	کافی
۶	(د) الروضۃ میں ہے کہ دو آدمیوں نے اپنی اپنی بکری، بکریوں کے باڑے میں داخل کی پھر غلطی میں پڑے اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے، ایک ہی معینہ بکری پر اپنا اپنا دعویٰ کیا اور دوسری بکری کو ان دونوں نے ترک کیا وہ دونوں اس کے دعویدار نہ ہوئے تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ بکری جس کے متعلق وہ دونوں دعویدار نہیں ہیں وہ بیت المال کے لئے ہوگی اور وہ بکری جس کے متعلق ان دونوں نے تنازع کیا وہ نصف نصف ان دونوں کی قرار پائے گی اور وہ ان دونوں کی طرف سے قربانی کے لئے کفایت نہ کرے گی (ب) اور اگر (مذکورہ صورت میں بکری کی بجائے) اونٹ یا گائے ہوتی تو وہ ان دونوں کی طرف سے قربانی کے لئے جائز قرار پاتی اور یہی حکم زیادہ صحیح ہے ؎۳	خلاصہ
۷	چار شخص ہیں ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک بکری تھی انہوں نے انہیں ایک کمرے میں بند کیا تو ان میں سے ایک بکری کی موت واقع ہوگئی اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ان (چاروں میں سے) کسی کی تھی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) وہ سب بکریاں فروخت کی جائیں ان کی قیمت سے چار بکریاں خریدی جائیں جو ان چاروں میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک قرار پائے گی پھر ان (چاروں) میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کو، ان بکریوں میں سے ہر ایک کے ذبح کے لئے وکیل بنادے اور چاروں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے لئے (منظوری دیکر) حلال کر دے حتی وہ قربانی کے لئے جائز قرار پائے گی ؎۴	خلاصہ
۸	جب کچھ لوگوں (مثلاً تین شخصوں) نے قربانی کی تین بکریاں ایک باڑے میں باندیں پھر انہوں نے (ان بکریوں میں سے) ایک میں ایسا عیب پایا جو (عیب) قربانی کے جواز میں مانع قرار پاتا ہے اور ان لوگوں میں سے ہر ایک نے عیب والی وہ بکری لینے سے انکار کیا اور انہوں نے دوسری دو بکریوں کے متعلق (باہم) جھگڑا کیا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) عیب والی بیت المال کیلئے قرار پائے گی اور دوسری دو بکریوں کے متعلق ان میں تین حصے قرار دیکر ان میں فیصلہ ہوگا ؎۵	تتارخانیہ

کی طرف سے قرار پاتی ہے۔ یوں ہی رد المحتار میں ہے۔ یہ اسکے تصحیح کنندہ نے نقل کیا ہے (مترجم) ؎۲ حکم نمبر ۵/۱۰۷۴ کا عربی حاشیہ ملاحظہ ہو۔ نیز حکم نمبر ۵ تا ۱۵، ۲۲/۱۰۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۳ حکم نمبر ۵ تا ۱۵، ۲۶/۱۰۷۴، ۵۰/۱۰۷۲، ۲۳، ۲۶/۱۰۷۵، ۲۶/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۴ حکم نمبر ۶/۱۰۷۴، ۲۶/۱۰۷۶ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؎۵ حکم نمبر ۶/۱۰۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی التضحية عن الغير — التضحية عن الغير وبشاة الغير عن نفسه	حوالہ
١٠٧٤-٩	رجل اشترى شاة شراءً فاسدا فضحى بها عن الاضحية جاز وللبائع الخيار فان ضمنه قيمتها حية فلا شئ على المضحى وان اخذها مذبوحة قيل على المضحى ان يتصدق بقيمتها حية لان القيمة سقطت عن المضحى حيث اخذها مذبوحة فكانه باعها بالقيمة التى وجبت عليه قال بعضهم ليس على المضحى ان يتصدق باكثر من قيمتها مذبوحة وهو الصحيح وان لم يأخذها مذبوحة لكن المشترى صالحه عليها مذبوحة من القيمة التى وجبت عليه او باعها بتلك القيمة لا يتصدق بشئ	كذا فى الظهيرية
١٠	ولو وهب له شاة هبة فاسدة فضحى بها فالواهب بالخيار ان شاء ضمنه قيمتها حية وتجوز الاضحية ويأكل منها وان شاء استردها واسترد قيمة النقصان ويضمن الموهوب له قيمتها فيتصدق بها اذا كان بعد مضى وقت الاضحية.	كذا فى البدائع
١١	وكذلك المريض مرض الموت لو وهب شاة من رجل فى مرضه وعليه دين مستغرق فضحى بها موهوب له فالغرماء بالخيار ان شاؤا[1] استردوا عينها وعليه ان يتصدق بقيمتها وان شاؤا[2] ضمنوا قيمتها فتجوز الاضحية لان الشاة كانت مضمونة عليه فاذا ادها فقد اسقط الضمان عن نفسه	كذا فى البدائع

سه ١ حکم نمبر $\frac{\text{١٠ تا ١٤، ٢٣}}{\text{١٠٧٤}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) سه ٢ حکم نمبر $\frac{\text{١٠ تا ١٤}}{\text{١٠٧٤}}$ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	ساتواں باب غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام — غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
9-1073	(ا) کسی شخص نے ایک بکری بطور بیع فاسد خریدی پھر اسے بطور قربانی ذبح کر دیا تو جائز ہے اور بائع (یعنی فروخت کنندہ) کو اختیار ہوگا پس اگر اس (بائع) نے اس (قربانی کرنے والے) سے زندہ بکری کی قیمت کی ضمان لی تو قربانی کرنے والے پر (مزید) کچھ لازم نہ ہوگا (ب) اور اگر اس (بائع) نے (قربانی میں) ذبح شدہ بکری واپس لی تو (اس کے متعلق) (۱) بعض کا قول یہ ہے کہ قربانی میں ذبح کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اس بکری کے زندہ ہونے کی حالت میں اس کی قیمت کا صدقہ کرے اس لئے کہ جب بائع نے وہ بکری ذبح شدہ واپس لے لی تو قربانی میں ذبح کرنے والے سے اس کی قیمت ساقط ہو گئی اور ایسا ہو گیا کہ گویا قربانی میں ذبح کرنے والے نے وہ بکری (اس بائع کے ہاتھ) اس قیمت پر فروخت کر دی جو اس پر واجب ہوئی تھی (۲) بعض کا قول یہ ہے کہ اس بکری کو قربانی میں ذبح کرنے والے پر ذبح شدہ کی قیمت سے زیادہ صدقہ کرنا لازم نہیں ہے اور یہی حکم صحیح ہے (ج) اور اگر اس (بائع) نے قربانی میں ذبح شدہ وہ بکری واپس نہ لی لیکن مشتری (یعنی خریدار) نے اس قیمت پر، جو اس پر واجب ہوتی تھی اس مذبوحہ پر بائع کے ساتھ صلح کر لی یا اسے اس نے اس قیمت پر فروخت کر دیا تو وہ کسی شئی کا صدقہ نہ کرے۔	ظہیریہ
10	(و) اگر کسی شخص کو ایک بکری بطور ہبہ فاسد، ہبہ کی گئی اور اس نے اس کی قربانی کر دی تو (اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ) ہبہ کرنے والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس سے زندہ بکری کی قیمت کی ضمان لے اور (اس صورت میں اس کی) وہ قربانی جائز قرار پائے گی اور وہ اس سے کھا سکے گا (ب) اور اگر وہ (ہبہ کرنے والا) چاہے تو اس (ذبح شدہ بکری) کو واپس لے لے اور (ذبح کرنے سے قیمت میں) نقصان کی قیمت (بھی) لے لے اور (اس صورت میں) موہوب لہ (یعنی جسکو وہ بکری ہبہ کی گئی تھی وہ) اس بکری کی قیمت کی ضمان دے گا پس وہ اسے صدقہ کر دے گا جبکہ قربانی کے دن، گذر چکنے کے بعد ایسا ہوا ہو۔	بدائع
11	(ل) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح مرض الموت کے مریض نے اگر اپنی اس بیماری میں کسی شخص کو بکری ہبہ کی حالانکہ اس مریض پر اتنا قرض ہے کہ وہ اسکے سارے مال کو لئے ہوئے ہے پس موہوب لہ (یعنی جسکو ہبہ کیا گیا تھا اس) نے اس بکری کی قربانی کر دی تو اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ، قرضخواہوں کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس بکری کا عین (یعنی ذبح شدہ وہ بکری) واپس لے لیں اور (اس صورت میں) موہوب لہ پر واجب ہے کہ وہ بکری کی قیمت صدقہ کرے (ب) اور اگر وہ چاہیں تو (اس موہوب لہ سے) اس بکری کی قیمت کی ضمان لیں پس (اس صورت میں) وہ قربانی جائز قرار پائے گی۔ اس لئے کہ وہ بکری اس پر ضمان شدہ تھی تو جب انہوں نے اس (بکری) کو واپس کر دیا تو اس نے اپنے ذمہ سے ضمان ساقط کر دی ہے۔	بدائع

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی التضحیة عن الغیر و بشاة الغیر عن نفسه	حوالہ
	التضحیة عن الغیر و بشاة الغیر عن نفسه	
١٢-١٠٧٤	ولو اشتری شاة بثوب فضحی بها ثم وجد البائع بالثوب عیبا فردہ فهو بالخیار ان شاء ضمنه قیمة الشاة ولا یتصدق المضحی و یجوز له الاکل و ان شاء استردها ناقصة مذبوحة فبعد ذلك ینظر ان کانت قیمة الثوب اکثر یتصدق بالثوب کانه باعها بالثوب وان کانت قیمة الشاة اکثر منه یتصدق بقیمة الشاة لان الشاة کانت مضمونة علیه فبردها اسقط الضمان عن نفسه کانه باعها بثمن ذلك القدر من قیمتها و لو وجد بالشاة عیبا فالبائع بالخیار ان شاء قبلها ورد الثمن و یتصدق المشتری بالثمن الا حصة النقصان لانه لم یوجب النقصان علی نفسه وان شاء لم یقبل ورد حصة العیب ولا یتصدق المشتری بها لان ذلك النقصان لم یدخل فی القربة وانما دخل فی القربة ما ذبح وقد ذبح ناقصا الا فی جزاء الصید فانه ینظر ان لم یکن معها هذا العیب عدل الصید فعلیه ان یتصدق بالفضل	کذا فی شرح الطحاوی
١٣	رجل وهب لرجل شاة فضحی بها الموهوب له[١] او ذبحها لمتعة او جزاء صید[٢] ثم رجع الواهب فی الهبة صح الرجوع وجازت الاضحیة والمتعة وعن ابی یوسف انه لایصح الرجوع فی الهبة ولیس علی الموهوب له فی الاضحیة والمتعة ان یتصدق بشیٔ	کذا فی الظهیریة

[١] احرام والا شخص بری شکار کرے یا وہ شکار کوئی شخص حرم شریف میں کرے تو اس کے متعلق ١/٢٩٧، ٣٠٢/٣٠٢ اور اسکی جزا کے متعلق حکم نمبر ٣١٢ ملاحظہ ہوں اور اس کی نظیر کے متعلق ١٦/١٠٧٦ نیز ١٣/١٠٧٤ ملاحظہ ہوں (مترجم)۔ [٢] احرام میں یا حرم شریف میں ممنوعہ شکار اور اسکی جزا کے متعلق

دفعات نمبر	ساتواں باب، غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی	حوالہ
	اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	
۱۲-۱۰۷۴	(۱) اگر کسی شخص نے ایک بکری ایک کپڑے کے عوض خریدی اور اس بکری کی قربانی کردی پھر بائع (یعنی بکری بیچنے والے) نے اس کپڑے میں عیب پاکر واپس کردیا تو (ا) اس (بائع) کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اس سے اس بکری کی قیمت کی ضمان لے اور (اس صورت میں) قربانی کرنے والا کچھ صدقہ نہ کرے گا اور اس (قربانی) سے کھانا جائز ہوگا (۲) اور اگر اس (بائع) نے یہ چاہا کہ وہ اس مذبوحہ ناقصہ بکری کو واپس لے لے تو اس کے بعد دیکھا جائے گا کہ اگر اس کپڑے کی قیمت زیادہ تھی تو وہ (قربانی کرنے والا) وہ کپڑا یا اس کی قیمت کو صدقہ کرے گا گویا اس نے اس کپڑے کے عوض وہ بکری بیع کی تھی اور اگر اس بکری کی قیمت اس کپڑے سے زیادہ تھی تو وہ (قربانی کنندہ) اس بکری کی قیمت صدقہ کرے گا اس لئے کہ وہ بکری اس پر ضمان شدہ تھی تو اس کے واپس کردینے سے اس نے اپنے ذمہ سے وہ ضمان ساقط کردی تو گویا اس بکری کی جو قیمت ہے اس نے اسی قدر قیمت کے عوض اسے بیع کردیا ہے (ب) اور اگر اس نے (یعنی قربانی کردینے والے نے) اس بکری میں کوئی عیب پایا تو (ا) بائع (یعنی اس بکری بیچنے والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو وہ اس بکری کو (اسی طرح) قبول کرے اور اس کی قیمت واپس کردے اور خریدنے والا (یعنی قربانی کردینے والا) اس قیمت کو صدقہ کردے مگر وہ اس قیمت میں سے اس نقصان کا حصہ صدقہ نہ کرے اس لئے کہ اس نے (اس قربانی میں) بقدر نقصان اپنے اوپر واجب نہیں کیا (۲) اور اگر (بائع) چاہے تو اس (مذبوحہ بکری) کو قبول نہ کرے اور اس عیب کے حصہ کے بقدر قیمت واپس کردے اور خریدار (یعنی وہ قربانی کردینے والا) اس کا (یعنی عیب کے حصہ کے بقدر قیمت کا) صدقہ نہ کرے گا اس لئے کہ وہ نقصان قربت میں (یعنی اس قربانی کے ثواب میں) داخل نہیں ہوا تھا اور قربت میں اسی قدر داخل ہوا تھا جو (بکری) اس نے ذبح کی اور اس نے نقصان والی بکری کو ذبح کیا تھا (ج) لیکن جزائے صید میں (یعنی احرام کی حالت میں یا حرم شریف میں ممنوعہ شکار کرنے پر اس کا بدلہ دینے کی صورت میں) یہ حکم نہیں ہے اس لئے کہ اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر اس عیب کے ساتھ (وہ بکری) اس شکار کے برابر نہ قرار پائے تو اس پر واجب ہوگا کہ وہ اضافہ کا صدقہ کرے ۱ ؎	شرح طحاوی
۱۳	(۱) کسی شخص نے ایک آدمی کو ایک بکری ہبہ کی تو موہوب لہ (یعنی جسے ہبہ کی گئی اس) نے اسکی قربانی کردی یا اس نے اسے حج تمتع میں یا اپنے (احرام میں یا حرم میں ممنوعہ) شکار کی جزا میں ذبح کردیا پھر ہبہ کرنے والے نے اس ہبہ سے رجوع کرلیا تو وہ رجوع صحیح قرار پاتا ہے اور وہ قربانی اور تمتع (وغیرہ) جائز قرار پائے گا (ب) اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ (اس صورت میں) اس ہبہ میں رجوع صحیح نہیں قرار پاتا اور اس موہوب لہ پر (وہ قربانی کردینے یا حج تمتع وغیرہ میں ذبح کرنے کی صورت میں) کسی شئی کا صدقہ کرنا لازم نہیں ہے ۲ ؎	ظہیریہ

۱ ؎ حکم نمبر ۱۲/۱۰۷۴ کا حاشیہ اور حج تمتع کے متعلق حکم نمبر ۳۰۷ ملاحظہ ہوں۔ حکم نمبر ۱۰ تا ۱۴/۱۰۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر — التضحیۃ عن الغیر وبشاۃ الغیر	حوالہ
	وبشاۃ الغیر عن نفسہ عن نفسہ	
۱۴-۱۰۷۴	مریض وھب لانسان شاۃ فضحی بھا الموھوب لہ ثم مات المریض من مرضہ ولا مال لہ غیرھا فللورثۃ ان یضمنوہ ثلثی قیمتھا حیۃ او یاخذ واثلثیھا مذبوحۃ وعلی الموھوب لہ ان یتصدق بثلثی قیمتھا مذبوحۃ وجازت عنہ الاضحیۃ فی الوجھین لانہ ضحی بملک نفسہ	کذا فی محیط السرخسی
۱۵	وفی فتاوی اھل سمرقند رجل اشتری خمس شیاہ فی ایام الاضحیۃ واراد ان یضحی بواحدۃ منھا الا انہ لم یعینھا فذبح رجل واحدۃ منھا یوم الاضحی بغیر امرہ بنیۃ الاضحیۃ یعنی اضحیۃ صاحب الشاۃ فھو ضامن لان صاحبھا لما لم یعینھا لم یأذن بذبح عینھا دلالۃ	کذا فی الذخیرۃ
۱۶	فی المنتقی لو غصب اضحیۃ غیرہ وذبحھا عن نفسہ وضمن القیمۃ لصاحبھا اجزأہ ماصنع لانہ ملکھا بسابق الغصب	کذا فی الخلاصۃ
۱۷	لو غصب من رجل شاۃ فضحی بھا لا یجوز وصاحبھا بالخیار ان شاء اخذھا ناقصۃ وضمنہ النقصان وان شاء ضمنہ قیمتھا حیۃ فتصیر الشاۃ ملکا للغاصب من وقت الغصب فتجوز الاضحیۃ استحسانا	کذا فی شرح الطحاوی
۱۸	وکذا لو اشتری شاۃ فضحی بھا ثم استحقھا رجل فان اجاز البیع جاز وان استرد الشاۃ لم یجز	کذا فی شرح الطحاوی

۱؎ حکم نمبر ۱۴ تا ۱۰ / ۱۰۷۴ ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲؎ جیساکہ درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۲ میں بحوالہ الخانیہ لکھا ہے، نیز حکم نمبر ۲، ۳ / ۱۰۷۴ ، ۶ / ۱۰۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	ساتواں باب: غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۴-۱۰۷۴	کوئی شخص مریض ہے اس نے کسی آدمی کو ایک بکری ہبہ کی تو اس (موہوب لہ) نے اس کی قربانی کر دی پھر وہ مریض اپنی اس بیماری میں وفات پاگیا اور اس متوفی کا اس (بکری) کے علاوہ کوئی مال نہیں تو (اس کے) وارثوں کو اختیار ہے کہ اس (موہوب لہ) سے اس زندہ بکری کی قیمت کی دو تہائی کی ضمان لیں یا اس ذبح شدہ بکری کا دو تہائی لے لیں اور اس موہوب لہ پر واجب ہوگا کہ وہ اس بکری کی مذبوحہ حالت کی قیمت کا دو تہائی صدقہ کر دے اور (وارثوں کی اختیار کردہ مذکورہ) دونوں صورتوں میں (اسکی) وہ قربانی جائز قرار پائے گی اس لئے کہ اس نے اپنی ملکیت کے جانور کی قربانی کی ہے۔	محیط سرخسی
۱۵	فتاوی اہل سمرقند میں ہے کہ کسی شخص نے قربانی کے دنوں میں پانچ بکریاں خریدیں اور اس نے ان میں سے (کسی) ایک بکری کی قربانی کا ارادہ کیا لیکن اس نے (قربانی کے لئے) کوئی بکری معین نہ کی تھی پھر ایک آدمی نے قربانی کے دن ان بکریوں میں سے ایک بکری، اس مالک کی اجازت کے بغیر قربانی کی نیت سے یعنی بکری کے مالک کی طرف سے قربانی (کی نیت سے) ذبح کر دی تو وہ (ذبح کنندہ) ضامن ہوگا اس لئے کہ ان بکریوں کے مالک نے جب اس بکری کو (قربانی کے لئے) معین نہ کیا تھا تو اس نے ان معین بکری کے ذبح کرنے کی اجازت دلالۃً نہ دی تھی۔[۲]	ذخیرہ
۱۶	المنتقی میں ہے کہ کسی شخص نے دوسرے آدمی کی قربانی کا جانور غصب کر لیا اور اسے اپنی طرف سے (بطور قربانی) ذبح کر دیا اور اس کے مالک کو (اس کی رضامندی سے) اسکی قیمت ادا کر دی تو جو اس نے کیا ہے وہ اسے اس (قربانی کے جواز کے لئے) کفایت کر جائے گا اس لئے کہ (ضمان ادا ہونے کی وجہ سے) وہ سابق غصب (کے وقت) سے اس کا مالک قرار پایا ہے۔[۳]	خلاصہ
۱۷	(و) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کی بکری غصب کی پھر اس کی قربانی کر دی تو یہ جائز نہ ہوگا اور اس بکری کے مالک کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو وہ (ذبح سے) نقصان شدہ وہ بکری لے لے اور وہ غاصب اسے اس نقصان کی ضمان دے (ب) اور اگر وہ (مالک) چاہے تو وہ اس غاصب سے اس بکری کے زندہ ہونے کی حالت میں قیمت کی ضمان لے لے پس (اس صورت میں) وہ بکری غصب کے وقت سے اس غاصب کی ملک قرار پائے گی پس از روئے استحسان وہ قربانی جائز قرار پائے گی۔[۴]	شرح طحاوی
۱۸	(د) اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر کسی شخص نے بکری خریدی اور اسکی قربانی کر دی پھر ایک اور آدمی اس بکری کا حقدار قرار پایا تو (اسکے متعلق حکم یہ ہے کہ) اگر اس مالک نے اس بیع کی اجازت دیدی تو وہ (قربانی) جائز ہے (ب) اور اگر اس نے وہ (مذبوحہ) بکری واپس لے لی تو	

[۳] حکم نمبر ۱۷ تا ۲۱/۱۰۷۴، ۱۸/۱۰۸۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۱۶/۱۰۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	الباب السابع فی التضحیة عن الغیر — التضحیة عن الغیر و بشاة الغیر	حوالہ
	وبشاة الغیر عن نفسه عن نفسه	
۱۰۷۴		
۱۹	ولو اودع رجل رجلا شاة فضحی بها المستودع عن نفسه یوم النحر فاختار صاحبها القیمة ورضی بها فاخذها فانها لا تجزئ المستودع عن اضحیته	کذا فی البدائع
۲۰	وکل جواب عرفته فی الودیعة فهو الجواب فی العاریة والاجارة بان استعار ناقة او ثورا او بقرا او استأجره فضحی بها انه لا یجزئه عن الاضحیة سواء اخذها المالک او ضمنه القیمة	کذا فی البدائع
۲۱	ولو کانت الشاة رهنا فضحی بها ثم ضمنها لا یجوز هکذا فی فتاوی قاضیخان والخلاصة	
۲۲	رجل دعی قصابا لیضحی له فضحی القصاب عن نفسه فهو عن الآمر	کذا فی السراجیة
۲۳	اشتری اضحیة وامر غیره بذبحها فذبحها وقال ترکت التسمیة عمدا ضمن الذابح قیمة الشاة للآمر ویشتری الآمر بقیمتها شاة و یضحی ویتصدق بلحمها ولا یأکل هذا اذا کانت ایام النحر باقیة وان مضت ایام النحر یتصدق بقیمتها علی الفقراء	کذا فی فتاوی قاضیخان
۲۴	ابن سماعة عن محمد امر رجل رجلا ان یذبح شاة له فلم یذبحها المامور حتی باعها الآمر ثم ذبحها فالمامور ضامن ولا یرجع بما ضمن علی الآمر علم بالبیع او لم یعلم اما اذا علم فظاهر واما اذا لم یعلم فلانه ما غره لانه حین امره بذبح کانت الشاة له	کذا فی الواقعات الناطفی

سلہ حکم نمبر ۵۳/۱۰۵۵ ملاحظہ ہو (مترجم) سلہ حکم نمبر ۱۲، ۱۱/۱۰۵۵، ۵۰/۱۰۵۲، ۱۰، ۵/۱۰۷۴ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
سلہ حکم نمبر ۲۵/۱۰۷۴، ۸/۱۰۵۸ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات متن نمبر	ساتواں باب غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے … غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی	حوالہ
	اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام … طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	
۱۰۷۴-	(وہ قربانی) جائز نہ ہوئی	شرح طحاوی
19	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے ہاں ایک بکری بطور امانت دی تو بطور امانت لینے والے نے قربانی کے دن وہ بکری اپنی طرف سے قربانی کردی پس بکری کے مالک نے اس بکری کی قیمت لینا اختیار کیا وہ اس قیمت پر راضی ہوا اور اسے لے لیا تو وہ بکری اس امانت لینے والے کو اس کی قربانی کے لیے کفایت نہ کرے گی	بدائع
۲۰	اور (مذکورہ صورت میں) جو حکم امانت کی صورت میں ہے وہی حکم مانگ کر لی ہوئی، اجرت پر لی ہوئی کے متعلق ہے مثلاً کسی شخص نے ایک اونٹنی یا بیل یا گائے مانگ کر لی یا اسے اجرت پر لیا پھر اس کی قربانی کی تو وہ قربانی اسے کفایت نہ کرے گی خواہ مالک نے وہ (مذبوحہ) بکری لی یا اس کی قیمت کی ضمان لی	بدائع
۲۱	اگر ایک بکری رہن تھی اور اس نے (یعنی رہن لینے والے نے) اسکی قربانی کردی پھر اس کی ضمان دے دی تو (ایسا کرنا قربانی کے لئے) قربانی کے لئے جائز نہیں قرار پاتا	قاضیخان، خلاصہ
۲۲	کسی شخص نے قصاب بلایا تاکہ وہ قصاب اس کے لئے قربانی (ذبح) کردے پس قصاب نے وہ قربانی اپنی طرف سے کردی تو وہ قربانی حکم کرنے والے (مالک) کی طرف سے ہی قرار پائے گی [1]	سراجیہ
۲۳	(ل) کسی شخص نے قربانی کے لئے جانور خریدا اور اسے ذبح کرنے کے لئے کسی اور آدمی کو حکم کیا پس اس نے اسے ذبح کیا اور کہا کہ میں نے (ذبح میں) جان بوجھکر تسمیہ ترک کیا ہے تو ذبح کرنے والا وہ آدمی، حکم کرنے والے اس شخص کے لئے، اس بکری کی قیمت کا ضامن ہوگا اور وہ حکم کرنے والا اس قیمت سے ایک اور بکری خرید کر اسکی قربانی کرے گا اور اس کا گوشت صدقہ کردے گا اور وہ خود (اس سے) نہ کھائے گا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ (ابھی) قربانی کے دن باقی ہوں (ب) اور اگر قربانی کے دن گذر چکے ہوں تو پھر اسکی قیمت فقراء پر صدقہ کرے گا [2]	قاضیخان
۲۴	ابن سماعہؒ نے امام محمدؒ سے روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے ایک آدمی کو حکم کیا کہ وہ اسکی بکری ذبح کردے تو مامور نے (یعنی جسے حکم کیا گیا تھا اس نے) وہ بکری ذبح نہ کی حتی کہ آمر (یعنی حکم کرنے والے) نے اسے بیع کردیا پھر اس مامور نے اس بکری ذبح کردیا تو وہ مامور (خریدار کے لئے) ضامن ہوگا اور جو ضمان دی وہ اسے اس آمر سے نہ لے گا خواہ اس مامور کو اس بیع کا علم ہوا تھا یا نہ جب اسے اس بیع کا علم ہوگیا تھا تو حکم ظاہر ہے اور جب اسے (اس بیع کا) علم نہ ہوا تھا تو اس لئے کہ آمر نے اس سے دھوکہ نہیں کیا کیونکہ جب اس نے اسے ذبح کا امر کیا تھا تو وہ بکری اس کی (ملکیت) تھی [3]	واقعات ناطفی

دفعات وشق نمبر	الباب السابع فی التضحیۃ عن الغیر التضحیۃ عن الغیر وبشاۃ الغیر عن نفسہ	حوالہ
	وبشاۃ الغیر عن نفسہ	
۴-۱۰۷-۲۵	وفی الاجناس ابن سماعۃ عن ابی یوسف اذا امر الرجل غیرہ بذبح شاۃ وقد کان الآمر باعہا فذبحہا المامور وھو یعلم بالبیع فان للمشتری ان یدفع الثمن ویتبع الذابح فیضمنہ قیمتہا ولم یکن للذابح ان یرجع الی الآمر قال ولو کان لایعلم بالبیع لم یکن للمشتری ان یضمنہ القیمۃ علل فقال لانہ لو ضمنہ کان لہ ان یرجع علی الآمر فکانہ ھو فعل ذلک فینقض البیع	کذا فی الذخیرۃ والمحیط
۲۶	فان اشتری ثلاثۃ نفر ثلاثۃ شیاہ ثم اشکل علیہم عند الذبح قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل ینبغی ان یوکل کل واحد اصحابہ بالذبح حتی لو ذبح شاۃ نفسہ جاز ولو ذبح شاۃ غیرہ بامرہ جاز	کذا فی الظھیریۃ
۲۷	رجل اراد ان یضحی فوضع صاحب الشاۃ یدہ علی السکین مع ید القصاب حتی تعاونا علی الذبح قال الشیخ الامام یجب علی کل واحد منہما التسمیۃ حتی لو ترک احدہما التسمیۃ لا یجوز ۔	کذا فی الظھیریۃ

واللہ اعلم

ﮯ ۱ حکم نمبر $\frac{۲۴}{۱۰۷۴}$، $\frac{۸}{۱۰۵۸}$ ملاحظہ ہوں (مترجم) ﮯ ۲ اور چاہیے کہ گوشت کے متعلق بھی ایک دوسرے کی منظوری لیکر تحلیل کرالیں۔ نیز حکم نمبر $\frac{۶}{۱۰۷۴}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ﮯ ۳ جیسا کہ درمختار مع رد المحتار میں ہے اور لکھا ہے کہ اگر ان میں سے ایک نے (عمداً) تسمیہ ترک کیا یا یہ گمان کیا کہ ان میں سے ایک کا تسمیہ کفایت کر جاتا ہے تو وہ ذبیحہ حرام ہے۔ اور یہ صورت مسئلہ پہیلی بھی قرار پاتی ہے کہ وہ کونسی بکری ہے جو ایک بار تسمیہ سے حلال نہیں قرار پاتی بلکہ اس پر دوبار تسمیہ ضروری

حوالہ	ساتواں باب: غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے	دفعات وشق نمبر
	غیر کی طرف سے قربانی اور غیر کی بکری سے اپنی طرف سے قربانی کرنے کے احکام کا بیان	
ذخیرہ۔محیط	(ا) الاجناس میں ابن سماعہؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی شخص نے کسی اور آدمی کو بکری ذبح کرنے کا حکم کیا حالانکہ آمر (یعنی حکم کرنے والا) اس بکری کو فروخت کر چکا تھا پس مامور (یعنی جسے حکم کیا گیا تھا اس) نے اس بکری کو ذبح کر دیا حالانکہ وہ اس کے فروخت ہونے کو جانتا ہے تو اس صورت میں خریدنے والا، فروخت کرنے والے کو (اس بکری کی) قیمت دے اور اس ذبح کرنے والے سے اس بکری کی قیمت کی ضمان لے اور ذبح کرنے والے کو آمر سے ضمان لینے کا اختیار نہ ہوگا (ب) اور اگر ذبح کرنے والے کو اس (بکری) کے فروخت ہونے کا علم نہ تھا تو خریدنے والے کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ ذبح کرنے والے سے اس (بکری کی) قیمت کی ضمان لے آپ نے وجہ یہ بیان کی کہ اگر خریدنے والا (اس صورت میں) اس ذبح کرنے والے سے ضمان لے تو اس ذبح کرنے والے کو اختیار ہوگا کہ وہ اس حکم کرنے والے سے لے تو گویا اس حکم کرنے والے نے خود ایسا کیا ہے اور پھر بیع ٹوٹ جائے گی (اور حکم کرنے والے نے خریدار کو قیمت واپس کرنی ہوگی) [1]	۱۰۷۴-۲۵
ظہیریہ	اگر تین شخصوں نے تین بکریاں خریدیں پھر ان سب کو ذبح کرتے وقت (تعیین میں) اشکال ہو گیا (یعنی شبہ ہو گیا کہ کونسی بکری کس کی ہے) تو (اس کے متعلق) الشیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضلؒ کا قول ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کو ذبح کے لئے وکیل بنا دے حتیٰ کہ (پھر) اگر اس نے اپنی بکری ذبح کی تو جائز ہے اور اگر اس نے دوسرے کی بکری، دوسرے کے حکم سے ذبح کی تو (وہ بھی) جائز ہے	۲۶
ظہیریہ	کسی شخص نے قربانی کرنا چاہی تو بکری کے مالک نے قصاب کے ہاتھ کے ساتھ اپنا ہاتھ چھری پر رکھا حتیٰ کہ ان دونوں نے ذبح کرنے میں ایک دوسرے سے تعاون کیا تو اس کے متعلق الشیخ الامامؒ کا قول ہے کہ ان دونوں (یعنی قصاب اور بکری کے مالک) میں سے ہر ایک پر تسمیہ کہنا واجب ہوگا حتیٰ کہ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک نے تسمیہ کہنا (عمداً) ترک کیا تو (وہ ذبح) جائز نہ ہوگا [3]	۲۷
	واللہ اعلم	

ہوتا ہے۔ مفہوم ماخوذ از درمختار و رد المحتار ج ۵ ص ۲۳۵۔ نیز حکم نمبر ۶۱/۱۰۵۶ اور ۶/۱۰۶۵ ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا — الشرکۃ فی الضحایا	حوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا

دفعات ۱۰۷۵ تا ۱۰۷۵، عنوان ۱، تعداد شق ۲۷

۱۰۷۵- الشرکۃ فی الضحایا

تعداد شق ۲۷

۱ یجب ان یعلم ان الشاۃ لا تجزئ الا عن واحد وان کانت عظیمۃ — کذا فی الخلاصۃ

۲ والبقر والبعیر یجزئ عن سبعۃ اذا کانوا یریدون وجہ اللہ تعالی والتقدیر بالسبع یمنع الزیادۃ ولا یمنع النقصان — کذا فی الخلاصۃ

۳ لا یشارک المضحی فیما یحتمل الشرکۃ من لا یرید القربۃ رأسا فان شارک لم یجز عن الاضحیۃ وکذا ھذا فی سائر القرب اذا شارک المتقرب من لا یرید القربۃ لم تجز عن القربۃ ولو ارادوا القربۃ الاضحیۃ او غیرھا من القرب اجزأھم سواء کانت القربۃ واجبۃ او تطوعا او وجب علی البعض دون البعض وسواء اتفقت جھات القربۃ او اختلفت بان اراد بعضھم الاضحیۃ وبعضھم جزاء الصید وبعضھم ھدی الاحصار وبعضھم کفارۃ عن شئ اصابہ فی احرامہ وبعضھم ھدی التطوع

حوالہ	قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	آٹھواں باب، قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام	دفعات و شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

آٹھواں باب، قربانی (کے جانوروں) میں شراکت کے احکام

دفعات ١٠٧٥ تا ١٠٧٥، عنوان ١، تعداد شق ٢٧

١٠٧٥ قربانی کے جانوروں میں شراکت

اور اس میں ٢٧ شقیں ہیں

١ یہ جان لینا ضروری ہے کہ بھیڑ، بکری (قربانی میں) صرف ایک ہی شخص کی طرف سے کفایت کرتی ہے خواہ وہ بڑی ہو [١]۔ — خلاصہ

٢ (ا) اور بیل (گائے، بھینس بھینسا، اور اونٹ (اور اونٹنی قربانی میں) سات شخصوں کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ سب لوگ ثواب کا ارادہ رکھتے ہوں (ب) اور سات کی مقدار سے مراد یہ ہے کہ اس سے زیادہ اشخاص کے لئے منع ہے اس سے کم کے لئے منع نہیں ہے [٢]۔ — خلاصہ

٣ (ا) قربانی کے وہ جانور جن میں شراکت ہو سکتی ہے ان میں قربانی کرنے والا شخص کسی ایسے آدمی کو شریک کرے جو سرے سے قربت (یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے ذبح کے ثواب) کا ارادہ نہیں رکھتا (مثلاً وہ صرف گوشت چاہتا ہو) پس اگر کوئی ایسا آدمی شریک ہوا تو وہ (سب) قربانی جائز نہ قرار پائے گی اور اس طرح یہی حکم ثواب کے سب کاموں میں ہے کہ ثواب چاہنے والے شخص نے کسی ایسے آدمی کو شریک کیا جو ثواب کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ سب ثواب کے کام کے طور پر جائز نہ رہے گا (ب) اگر ان سب (شراکت کرنے والوں) نے قربانی کے ثواب کا یا اس کے علاوہ کے کار ثواب کا ارادہ کیا تو ان سب کو کفایت کر جائے گا خواہ وہ کار ثواب واجب تھا یا نفل تھا یا وہ بعض پر واجب تھا اور بعض پر واجب نہ تھا اور خواہ اس ثواب کے کام کی جہتیں ایک جیسی تھیں یا مختلف تھیں، حکم برابر ہے مثلاً (١) ان میں سے بعض نے قربانی کا ارادہ کیا (٢) بعض نے (احرام یا حرم میں ممنوعہ) شکار کی جزا کا (٣) بعض نے احصار کی ہدی کا (یعنی احرام کے بعد کسی رکاوٹ کی وجہ سے رک جانے کے بدلے میں قربانی کا) (٤) بعض نے اپنے احرام میں کسی قصور کے کفارہ (کی قربانی) کا (٥) بعض نے نفل ہدی کا (یعنی حج و عمرہ میں نفل ہدی کا)،

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا — الشرکۃ فی الضحایا	حوالہ
١٠٧٥-٣	و بعضهم دم المتعة والقران وهذا قول اصحابنا الثلاثة وكذلك ان اراد بعضهم العقيقة عن ولد ولد له من قبل كذا ذكر محمد رح فی نوادر الضحايا ولم يذكر ما اذا اراد احدهم الوليمة وهی ضيافة التزويج وينبغی ان يجوز وروی عن ابی حنيفة رح انه كره الاشتراك عند اختلاف الجهة وروی عنه انه قال لو كان هذا من نوع واحد لكان احب الی وهكذا قال ابو يوسف رح وان كان كل واحد منهم صبيا او كان شريك السبع من يريد اللحم او كان نصرانيا ونحو ذلك لا يجوز للآخرين ايضا	كذا فی السراجية
٤	ولو كان احد الشركاء ذميا كتابيا او غير كتابی وهو يريد اللحم او يريد القربة فی دينه لم يجز عنهم عندنا لان الكافر لا يتحقق منه القربة فكانت نيته ملحقة بالعدم فكان يريد اللحم والمسلم لو اراد اللحم لا يجوز عندنا	كذا فی البدائع
٥	وكذلك اذا كان احدهم عبدا او مدبرا و يريد اضحية	كذا فی البدائع

ا‍ احرام میں یا حرم شریف میں ممنوعہ شکار اور اسکی جزا کے احکام کے متعلق حکم نمبر ١/٢٩٧ ، ٣٠٢/٣٠٢ اور ٣١٤ ملاحظہ ہوں اور احصار کے متعلق ٣١٨ ، احصار کے حکم کے متعلق ٣١٩ ، ١٣٠/٣٠٣ اور ہدی کی معرفت اور احکام کے متعلق ٣٢٣ تا ٣٢٧ ملاحظہ ہوں اور احرام کے متعلق ٣٠٠ تا ٣٠٢ اور اس میں قصور ہو جانے کے احکام کے متعلق ٣٠٨ ، ٣١٣ ، ٣١٦ ملاحظہ ہوں اور حج کی اقسام میں سے تمتع کے متعلق ٣٠٦ اور قران کے متعلق ٣٠٧ نیز حکم نمبر ١٣٣/٣٠٣ ، ١٢/١٠٧٥ ، ٥/١٠٧٦ عقیقہ کے متعلق حکم نمبر ٨/١٠٢٥ اور قربانی کے جانور میں شراکت کے متعلق ١ تا ٢٧/١٠٧٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ، ٢ اہل کتاب کے مفہوم کے متعلق ١١/٣٤٥ مع حاشیہ ، ٣ تا ١٠/١٠٥٥ ، ٤،٩ تا ١٣/١٠٥٦ ، ٥٩ ، ٦٠/١٠٧٢ نیز

دفعات متن نمبر	آٹھواں باب: قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام — قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۵-۳	(۶) بعض نے حج تمتع و حج قران کی قربانی کا ارادہ کیا تو ان شراکت کرنے والوں کو کفایت کر جائے گا یہ ہمارے تینوں اصحاب (یعنی امام ابو حنیفہ رح، امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کا قول ہے (۷) اسی طرح اگر ان (شراکت کرنے والوں) میں سے بعض نے پہلے سے ولادت شدہ بچہ کے عقیقہ کا ارادہ کیا تو یہی حکم ہے (یعنی کفایت کر جائے گا) یوں ہی امام محمد رح نے نوادر الضحایا میں ذکر کیا ہے (۸) اور جب ان (شراکت کرنے والوں) میں سے کسی نے ولیمہ یعنی شادی کی ضیافت کا ارادہ کیا تو آپ نے اس کے متعلق حکم ذکر نہیں کیا اور چاہیے کہ (قربانی کے جانور میں ولیمہ کرنے والے کی شراکت) جائز قرار پائے (ج) اور امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ آپ نے (قربانی کے جانور میں شراکت کرنے والوں کے کار ثواب کی) جہت کے اختلاف کی صورت میں شراکت کو مکروہ قرار دیا ہے اور آپ سے مروی ہے کہ اگر (قربانی کے جانور میں شراکت کرنے والوں کے کار ثواب کی جہت) ایک نوع سے ہو تو میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے اور یوں ہی امام ابو یوسف رح کا قول ہے (د) اور اگر ان میں سے (یعنی قربانی کے جانور میں شراکت کرنے والوں میں سے) ہر ایک بچہ (یعنی نابالغ) ہو یا ان سات شراکت کرنے والوں میں سے کوئی (محض) گوشت کا ارادہ رکھتا ہو یا (ان میں سے) کوئی نصرانی وغیرہ ہو تو (اسی جانور میں) دوسرے شراکت کرنے والوں کی (قربانی) بھی جائز نہ ہوگی سلہ[1]	سراجیہ
۴	اگر (قربانی کے جانور میں) شراکت کرنے والوں میں سے کوئی ایک شخص اہل کتاب ذمی یا غیر اہل کتاب ذمی ہو اور وہ (محض) گوشت کا ارادہ کرتا ہو یا وہ اپنے دین کے بموجب ثواب کے کام کا ارادہ رکھتا ہو تو (ان صورتوں میں وہ قربانی) ہمارے ہاں ان سب کے لئے کفایت نہ کرے گی اس لئے کہ کافر کی طرف سے ثواب کا کام متحقق نہیں ہوتا تو (ثواب کے لئے) اس کی نیت ملحق بالعدم (یعنی نہ ہونے کے برابر) قرار پائی پس گویا وہ (محض) گوشت کا ارادہ کرتا ہے اور مسلمان شخص اگر (قربانی کے جانور کی شراکت میں محض) گوشت کا ارادہ کرتا ہو تو (سب کی قربانی کیلئے) ہمارے ہاں جائز نہیں قرار پاتا سلہ[2]	بدائع
۵	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان میں سے (یعنی قربانی کے جانور میں شراکت کرنے والوں میں سے) کوئی ایک غلام یا مدبر ہو اور وہ قربانی کا ارادہ کرتا ہو (تو ان سب کی قربانی جائز قرار نہیں پاتی) سلہ[3]	بدائع

سلہ ۱۲/۵۰۲ مع حواشی اور ذمی کے مفہوم کے متعلق سلہ ۷/۱۸۲ کا پہلا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)، سلہ ۳ حکم نمبر ۴/۱۰۶۲ اور مدبر کے مفہوم کے متعلق سلہ ۲۰/۲۳۳ کا حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر دفعات شق	الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا — الشرکۃ فی الضحایا	حوالــــہ
۱۰۷۵-۶	ولو اشتری بقرۃ یرید ان یضحی بها ثم اشرک فیها ستۃ یکرہ ویجزیهم لانه بمنزلۃ سبع شیاہ حکما الا ان یرید حین اشتراها ان یشرکهم فیها فلا یکرہ وان فعل ذلک قبل ان یشتریها کان احسن وهذا اذا کان موسرا وان کان فقیرا معسرا فقد اوجب بالشراء فلا یجوز ان یشرک فیها وکذا لو اشرک فیها ستۃ بعد ما اوجبها لنفسه لم یسعه لانه اوجبها کلها لله تعالی وان اشرک جاز ویضمن ستۃ اسباعها وقیل فی الغنی انه یتصدق بالثمن	کذا فی محیط السرخسی
۷	اشترک ثلثۃ نفر فی بقرۃ لواحد ثلثۃ اسباعها وللآخرین لکل واحد سبعاها فمات من له ثلثۃ اسباعها وترک ابنا وبنتا صغیرین وترک ستمائۃ درهم مع حصۃ البقرۃ فضحی الوصی عنهما حصۃ المیت من البقرۃ لا تجزئ عنهم لان نصیب الابنۃ صار لحما لانها[2] فقیرۃ لانها اصابت میراث الاب اقل من مائتی درهم وان ترک المیت ستمائۃ درهم سوی حصۃ البقرۃ جازت عنهم لانها غنیۃ	کذا فی محیط السرخسی

[1] حکم نمبر ۲، ۱۲ / ۱۰۷۵ ، ۱۰۶۱ ، ۱۴ ، ۱۵ / ۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)
[2] فتاوی عالمگیری عربی مطبوعہ مطبع الامیریہ مصر ج ۵ ص ۳۰۴ میں یہ لفظ "لانهما" درج ہے مگر سیاق وسباق اور مفہوم کے لحاظ "لانها" ہونا چاہیے چنانچہ ترجمہ اردو میں یہی ملحوظ ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)
[3] حکم نمبر ۷ / ۱۰۷۵ کا پہلا حاشیہ

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب، قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام — قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۵-۶	(و) کسی شخص نے ایک گائے قربانی کے ارادے سے خریدی پھر اس نے اس میں چھ اور آدمیوں کو شریک کر لیا تو یہ مکروہ ہے البتہ ان سب (کی قربانی) کے لئے کفایت کر جائے گی اس لئے کہ وہ گائے (قربانی میں) بمنزلہ سات بکریوں کے ہے لیکن اگر اس شخص نے وہ گائے خریدتے وقت یہ ارادہ کیا کہ وہ لوگوں کو اس میں شریک کرے گا تو پھر مکروہ نہیں ہے اور اگر اس نے اس کے خریدنے سے پہلے یہ (یعنی مذکورہ ارادہ) کیا تو زیادہ اچھا ہے اور یہ (مذکورہ) حکم اس صورت میں ہے کہ وہ غنی ہو (ب) اور اگر وہ شخص تنگدست (یعنی غیر غنی) ہو تو اس نے (وہ گائے قربانی کے لئے) خریدنے سے اپنے اوپر واجب کر لی پس اسے یہ جائز نہ ہو گا کہ وہ اس میں کسی (اور) کو شریک کرے اور اسی طرح اگر اس نے اپنے اوپر واجب کر لینے کے بعد اس گائے میں چھ آدمیوں کو شریک کیا تو اسے اس کی گنجائش نہیں ہے اس لئے کہ اس نے وہ پوری گائے اللہ تعالے کے لئے قربانی کرنا اپنے اوپر واجب کر لیا ہے۔ اور اگر (اس صورت میں) اس نے (ان کو) شریک کر لیا تو جائز قرار پائے گا البتہ وہ شخص اس گائے کے سات حصوں میں سے چھ حصوں (یعنی $\frac{6}{7}$) کی ضمان دے گا (یعنی صدقہ کرے گا) (ج) اور اس صورت میں (یعنی اپنے اوپر پوری گائے واجب کر لینے کی صورت میں) غنی شخص کے بارے میں بعض کا قول یہ ہے کہ وہ اس کی قیمت صدقہ کرے گا [1]	محیط سرخسی
۷	(د) تین آدمی ایک گائے (کی قربانی) میں شریک ہوئے ان میں سے ایک آدمی کے اس گائے کے سات حصوں میں سے تین حصے ہیں۔ اور دوسرے دو آدمیوں میں سے ہر ایک کے لئے اس گائے کے سات حصوں میں سے دو دو حصے ہیں۔ پھر وہ شخص جس کے سات حصوں میں سے تین تھے وفات پا گیا اور اس نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی دونوں نابالغ چھوڑے اور اس نے (ترکہ میں) اس گائے میں حصہ سمیت کل چھ سو درہم چھوڑے پھر (میت کے) وصی نے ان دونوں (نابالغوں) کی طرف سے اس گائے میں میت کے حصہ کی قربانی کی تو وہ قربانی ان سب کی طرف سے کفایت نہ کرے گی اس لئے کہ اس کی بیٹی کا حصہ محض گوشت قرار پا گیا ہے کیونکہ وہ [3] بیٹی غیر غنی ہے اس لئے کہ اس نے باپ کی میراث دو سو درہم سے کم پائی (ب) اور اگر اس میت نے گائے میں حصہ کے علاوہ چھ سو درہم چھوڑے ہوں تو وہ قربانی ان سب کی طرف سے جائز قرار پا سکے گی کیونکہ (پھر) وہ بیٹی غنی قرار پا سکے گی [4]	محیط سرخسی

[3] ملاحظہ ہو (مترجم) [4] حکم نمبر ۲۳، ۲۴، ۲۶/۱۰۶۴ کا حاشیہ نیز حکم نمبر ۲/۱۰۷۵، ۲/۱۰۶۲، ۲۳/۱۰۶۴ اور ۲۲/۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

ت نمبر و نمبر و ش	الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة فى الضحايا — الشركه فى الضحايا	حوالہ
۸-۱۰۷۵	وان اشترك خمسة فى بقرة فجاء رجل فسألهم الشركة فيها فاجابه اربعة منهم وامتنع الواحد فضحوا جاز لان الذى جعل نصيبه من نصيب الاربعة يكون اكثر من السبع لانا نجعلها من خمسة وعشرين لحاجتنا الى حساب له خمس وللاربعة اخماسه خمس اما الخمس فلان الشركاء خمسة فكان نصيب كل واحد منهم خمسا واما الاربعة الاخماس فلان الاربعة لما اجابوه فقد جعلوه مساويا انصبائهم وهى اربعة اخماس بين خمسة واقله خمسة وعشرون لكل واحد من الشركاء خمسة فاذا اجابه الاربعة فقد جعلوا انصبائهم بين خمسة لكل واحد اربعة واربعة اسهم من خمسة وعشرين اكثر من السبع وذلك يسهل معرفته بالبسط والتجنيس	كذا فى الظهيرية
۹	ولو كانوا ستة فاشرك خمسة منهم واحدا وابى الواحد لم يجز لان نصيبه اقل من السبع لان اصل حسابه ستة وثلاثون لكل واحد ستة فيكون لخمسة ثلاثون وقد جعلوا على ستة لكل واحد خمسة وخمسة من ستة وثلاثين اقل من السبع	كذا فى محيط السرخسى
۱۰	ثلاثة نفر اشتركوا فى بقرة فاشرك احدهم رجلا فى الربع جاز والثالث بينهما نصفان لانه جعله	

ـه۱ حکم نمبر ۸ تا ۱۳ / ۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـه۲ حکم نمبر ۸ / ۱۰۷۵ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
۸-۱.۷۵	اگر پانچ شخصوں نے (قربانی کی)، ایک گائے میں شراکت کی پھر ایک آدمی آیا اور اس نے ان سے اس گائے میں شراکت کی درخواست کی تو ان پانچ میں سے چار نے قبول کرلیا اور ایک نے منظور نہ کیا پھر ان سب نے اس (گائے) کی قربانی کی تو جائز ہے اس لئے کہ جس آدمی نے اپنا حصہ ان چار کے حصہ میں بنایا وہ اس گائے کے ساتویں حصہ سے زیادہ کا مالک قرار پایا پس حساب میں ہماری اس ضرورت کے لئے کہ اس میں پانچواں حصہ اور ان پانچ حصوں میں سے چار کا پانچواں حصہ بنے تو اس گائے کے پچیس حصے بنالے پانچواں حصہ اس لئے کہ شراکت کرنے والے پانچ تھے پس ان میں سے ہر ایک کا حصہ پانچواں تھا اور (پہلے) پانچ حصوں میں سے چار اس لئے کہ جب چار نے اس نئے آدمی کی شراکت قبول کرلی تو ان چار نے اسے اپنے حصوں میں برابر کا شریک کرلیا اور وہ اس گائے کے پانچ حصوں میں سے چار حصے ان پانچ (یعنی چار پہلے اور ایک نئے شراکت کنندہ) میں قرار پائے تو ان حصوں کے لئے کم از کم عدد پچیس کا ہے جو (ابتدائی) پانچ شراکت کرنے والے شخصوں میں ہر ایک کے لئے پانچ قرار پاتے ہیں اور جب ان میں سے چار نے اس نئے (کی شراکت) کو قبول کرلیا تو انہوں نے اپنے (ان بیس) حصوں کو پانچ میں (تقسیم) کردیا جو ہر ایک کے لئے چار قرار حصے قرار پاتے ہیں اور (گائے کے) کل پچیس (حصوں) میں سے چار حصے (یعنی $\frac{4}{25}$) اس (گائے) کے ساتویں حصہ (یعنی ے/۲۵) سے زیادہ قرار پاتے ہیں اور اس کی پہچان بسط اور تجنیس سے آسان ہوتی ہے [1]	ظہیریہ
۹	اگر (مذکورہ صورت میں) (اصل) ایک گائے میں شراکت کرنے والے چھ شخص تھے اور ان میں سے پانچ نے ایک آدمی کی شراکت کی درخواست کو قبول کرلیا اور ایک نے (یعنی چھٹے نے) شریک کرنے سے انکار کیا تو (ان سب کی) وہ (قربانی) جائز نہیں کیونکہ اس (نئے) کا حصہ (اس گائے کے) ساتویں حصہ سے کم قرار پاتا ہے اس لئے کہ اس کا اصل حساب (اس گائے) کے چھتیس حصوں سے بنے گا (اس میں ان چھ میں سے) ہر ایک کے چھ حصے ہیں تو پانچ شخصوں کے (کل) تیس حصے ہیں اور ان پانچ نے (نئے آدمی کو شریک کرکے) چھ پر (مساوی) کردیا جو کہ ہر ایک کے لئے پانچ حصے بنوں گے اور (اس گائے کے کل چھتیس حصوں میں سے پانچ حصے (یعنی $\frac{5}{36}$) اس گائے کے) ساتویں حصہ (یعنی ے/۳۶) سے کم قرار پاتے ہیں [2]	محیط سرخسی
۱۰	تین شخصوں نے (قربانی کی)، ایک گائے میں شراکت کی پھر ان میں سے ایک نے ایک نئے آدمی کو چوتھائی (گائے) میں شریک کرلیا تو (قربانی کے لئے) جائز قرار پاتا ہے اور (اس گائے کی) تہائی ان دونوں میں (یعنی شریک کرنے والے اور نئے آدمی کے مابین) نصف نصف ہوگی	

دفعات و شق نمبر	الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکة فی الضحایا — الشرکة الضحایا	حوالہ
۱۰۷۵ -	مثلا لکل واحد منهم ولم یصح الجعل فی نصیب الشرکاء فصح فی نصیبه	کذا فی محیط السرخسی
۱۱	ولو اشتراها ثلاثة واشرک واحد رجلا فی نصیبه فالثلث بینهما وجازت القربة وان اشرک فی السبع جاز ان اجاز شرکاؤہ و عند عدم الاجازة له سبع نصیبه نلم یجز وان اجازه واحد فله سبع نصیبهما فلا یجوز	کذا فی التتارخانیة
۱۲	ولو اشتراها واحد واشرک سبعة لم تجز الاضحیة و یتصدق بقیمة سبعه اذا مضت الایام ولیس علی شرکائه ان یتصدقوا بشیء	کذا فی التتارخانیة
۱۳	ولو قال لستة اشرکتکم فقبل احدهم فله السبع و یجوز	کذا فی التتارخانیة
۱۴	ولو کان نصف البقرة لواحد والنصف لاثنین فضاعت فاشتروا اخری اثلاثا ثم وجدت الاولی فان کان الثانیة	

ـــــــــ

سلہ حکم نمبر $\frac{۲،۶}{۱۰۷۵}$ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام　　قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۵ —	اس لئے کہ اس نے (یعنی شریک کرنے والے نے) اسے (جو تھائی گائے میں شریک کرکے) ان میں سے ہر ایک کے برابر کردیا اور (ایسا کرنا دوسرے) شرکاء کے حصہ میں صحیح نہ ہوا پس (صرف) اس (یعنی اس شریک کرنے والے) کے حصہ میں صحیح ہوا (اور تہائی کا نصف یعنی $\frac{1}{6}$ حصہ $\frac{1}{7}$ کی نسبت زیادہ ہے پس قربانی کے لئے جائز قرار پاتا ہے)	محیط سرخسی
۱۱	(ی) اگر (مذکورہ صورت میں) وہ گائے تین شخصوں نے خریدی اور (ان میں سے) ایک نے اپنے حصہ میں کسی آدمی کو شریک کرلیا تو (اس گائے کی) تہائی ان دونوں میں (یعنی اس شریک کرنے والے اور نئے آدمی میں) ہوگی اور قربانی جائز قرار پائے گی (ب) اور اگر اس نے (یعنی شراکت قبول کرنے والے نے) اس (نئے آدمی) کو (گائے کے) ساتویں حصہ میں شریک کیا تو (قربانی کے لئے) جائز قرار پائے گا بشرطیکہ اس کے شرکاء نے اجازت دی اور ان کی اجازت نہ ملنے کی صورت میں اس (نئے آدمی) کے لئے اس (شراکت قبول کرنے والے) کے حصہ کا ساتواں حصہ ہوگا اور پھر قربانی جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ وہ اس گائے کا $\frac{1}{21}$ بنتا ہے) (ج) اور اگر (باقی شرکاء میں سے) ایک (اور) نے (بھی) اس (نئے آدمی) کو (شراکت کی) اجازت دے دی تو اس کے لئے ان دونوں (یعنی شراکت قبول کرنے والے دونوں) کے حصہ کا ساتواں حصہ ہوگا اور پھر (بھی) قربانی جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ وہ $\frac{2}{21}$ بنتا ہے جو کہ محض گوشت ہوگا)	تتارخانیہ
۱۲	اگر اس (گائے) کو ایک شخص نے (قربانی کے لئے) خریدا اور (اس میں) سات (اور) آدمی شریک کرلئے تو قربانی جائز نہ ہوگی (اس لئے کہ کل آٹھ ہوگئے) پس اگر قربانی کے دن گذر گئے تو اس کے ساتویں حصہ کی قیمت صدقہ کردے اور اس کے ان (سات) شرکاء پر کچھ صدقہ کرنا لازم نہ ہوگا ۔	تتارخانیہ
۱۳	اگر (مذکورہ صورت میں) اس نے چھ اور آدمیوں سے کہا کہ میں نے تمہیں شریک کیا تو ان (چھ) میں سے ایک نے (شریک ہونا) قبول کیا تو اس (شریک ہونے والے) کے لئے ساتواں حصہ ہوگا اور قربانی جائز ہوگی ۔	تتارخانیہ
۱۴	اگر کسی گائے کا نصف ایک شخص کا تھا اور (باقی) نصف دو آدمیوں کا تھا پس وہ گائے گم ہوگئی تو ان تینوں نے ایک اور گائے تہائی تہائی کی شراکت میں خریدی پھر وہ پہلی (گائے بھی) مل گئی تو اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ ، اگر وہ دوسری گائے ، پہلی گائے کے کل سات حصوں میں سے تین سے (بھی) ، کم ہو (یعنی پہلی گائے کے $\frac{3}{7}$ سے (بھی) کم ہو) تو وہ سب اس میں	

نمبر دفعات وشق	الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکۃ فی الضحایا — الشرکۃ فی الضحایا	حوالہ
۱۰۷۵ -	اقل من ثلاثۃ اسباع الاولی تصدقوا بما بین ذلک	کذا فی التتارخانیۃ
۱۵	ولو اشتری بقرۃ للاضحیۃ ونوی السبع منہا لعامہ ھذا وستۃ اسباعہا عن السنین الماضیۃ یجوز عن العام ولا یجوز عن الاعوام الماضیۃ	کذا فی خزانۃ المفتین
۱۶	وان نوی بعض الشرکاء التطوع وبعضہم یرید الاضحیۃ للعام الذی صار دینا علیہ وبعضہم الاضحیۃ الواجبۃ عن عامہ ذلک جاز الکل وتکون عن الواجب عمن نوی الواجب عن عامہ ذلک وتکون تطوعا عمن نوی القضاء عن العام الماضی ولا تکون عن قضائہ بل یتصدق بقیمۃ شاۃ وسط لما مضی	کذا فی فتاوی قاضیخان
۱۷	واذا کان الشرکاء فی البدنۃ او البقرۃ ثمانیۃ لم یجزہم لان نصیب احدہم اقل من السبع	کذا فی الذخیرۃ
۱۸	وکذلک اذا کان الشرکاء اقل من الثمانیۃ الا ان نصیب احدہم اقل من السبع بان مات الرجل وترک امرأۃ وابنا وبقرۃ فضحیا بہا یوم العید لم یجز لان نصیب المرأۃ اقل من السبع فلم یجز فی نصیبہا ولم یجز نصیب الابن ایضا	کذا فی الذخیرۃ
۱۹	وفی اضاحی الزعفرانی رح ولو کانت البدنۃ او البقرۃ بین اثنین فضحیا بہا اختلف المشائخ فیہ والمختار انہ یجوز ونصف السبع تبع فلا یصیر لحما قال الصدر الشہید وھذا اختیار الامام الوالد وھو اختیار الفقیہ ابی اللیث رح	کذا فی الخلاصۃ

ـلـه غالباً اس لئے کہ پہلی گائے میں نصف والے کے لئے $\frac{14}{28}$ اور باقی دو میں سے ہر ایک کے لئے $\frac{7}{28}$، $\frac{7}{28}$ تھا اور اس گائے میں کم از کم قربانی کا ایک حصہ $\frac{1}{7}$ یعنی $\frac{4}{28}$ تھا اور ان تینوں کے لئے کم از کم پہلی گائے کا $\frac{12}{28}$ واجب تھا اب اگر دوسری کی قیمت پہلی کی $\frac{12}{28}$ قیمت سے بھی کم ہو تو پہلی مل جانے کی صورت میں اس فرق کو یعنی پہلی کی $\frac{12}{28}$ قیمت اور دوسری کی قیمت میں فرق کو صدقہ کریں واللہ اعلم، نیز حکم نمبر $\frac{1}{1076}$ ملاحظہ ہو (مترجم) ـ۲ـه حکم نمبر $\frac{4}{1068}$، $\frac{16}{1075}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۳ـه حکم نمبر $\frac{3، 15}{1075}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ـ۴ـه حکم نمبر $\frac{1802}{205}$

دفعات وشق نمبر	آٹھواں باب، قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام — قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
١٠٧٥ ـ	(فرق) کو صدقہ کردیں ^١^	تاتارخانیہ
١٥	کسی شخص نے قربانی کے لئے ایک گائے خریدی اور اس نے اس میں سے ساتواں حصہ اس سال کی قربانی کے لئے نیت کی اور اس کے سات حصوں میں سے (بقیہ) چھ حصوں کے متعلق گذشتہ سالوں کے لئے (قربانی کی) نیت کی تو وہ قربانی اس سال کے لئے جائز قرار پائے گی اور گذشتہ سالوں کے لئے جائز نہ ہوگی ^٢^	خزانۃ المفتین
١٦	اگر (قربانی کی گائے میں) شراکت کرنے والوں سے بعض اشخاص نے نفل قربانی کی نیت کی اور ان میں سے بعض نے اس سال کی قربانی کا ارادہ کیا جو اس کے ذمہ قرض رہ گئی تھی اور ان میں سے بعض نے اس سال کی واجب قربانی کی نیت کی تو (قربانی) سب جائز ہے البتہ جس نے اس سال کی واجب قربانی کی نیت کی تھی وہ اس واجب قربانی کیلئے قرار پائیگی اور جسنے گذشتہ سال کی قضا کی نیت کی تھی وہ نفل قربانی قرار پائیگی اور وہ اس قضا کی نہ قرار پائیگی بلکہ وہ شخص گذشتہ سال کیلئے درمیانہ درجہ کی بکری کی قیمت صدقہ کریگا ^٣^	قاضیخان
١٧	جب (قربانی کے) اونٹ یا گائے میں شراکت کرنے والے آٹھ اشخاص تھے تو ان سب کے لئے (قربانی) جائز نہ ہوگی اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ، (اس کے) ساتویں حصہ سے کم بنتا ہے ^٤^	ذخیرہ
١٨	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح جب (قربانی کے اونٹ یا گائے میں) شراکت کرنے والے آٹھ سے کم تھے لیکن ان میں سے کسی ایک کا حصہ اس جانور کے ساتویں حصہ سے کم بنتا تھا مثلاً کوئی شخص وفات پاگیا اس نے بیوی، بیٹا اور ایک گائے چھوڑی پس عید کے دن اس گائے کی قربانی کردی گئی تو (وہ قربانی) جائز نہ ہوگی اس لئے کہ (اس گائے میں) عورت کا حصہ (اس گائے کے) ساتویں سے کم ہے (کیونکہ اس کا حصہ $\frac{1}{8}$ بنتا ہے) پس اس کے حصہ میں قربانی جائز نہ ہوگی تو بیٹے کے حصہ میں بھی جائز نہ ہوگی ^٥^	ذخیرہ
١٩	اضاحی الزعفرانی رح میں ہے کہ اگر کوئی اونٹ یا گائے دو شخصوں میں مشترک تھی تو ان دونوں نے اسکی قربانی کی تو اس کے حکم میں مشائخ کا اختلاف ہے اور مختار حکم یہ ہے کہ جائز ہے اور (اس صورت میں) ساتویں حصہ کا نصف تبعاً ہوگا پس وہ (محض) گوشت نہ قرار پائے گا الصدرالشہید کا قول ہے	

مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ^٥^ حکم نمبر $\frac{١٧٠٢}{١٠٧٥}$ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا — الشركة في الضحايا	حوالہ
١٠٧٥-		
٢٠	وان دفع احدهم ثلثة دنانير ونصفا والآخر دينارين ونصفا والآخر دينارا جازت عنهم لان اقل النصيب هو السبع	كذا في محيط السرخسي
٢١	وكذلك لو اشترك خمسة دفع احدهم دينارين والثاني دينارين ونصفا والثالث ثلثة دنانير والرابع كذلك والخامس ثلثة دنانير ونصفا جازت عنهم لان اقل النصيب هو السبع	كذا في محيط السرخسي
٢٢	واذا اشترى سبعة بقرة ليضحوا بها فمات احد السبعة وقالت الورثة وهم كبار اذبحوها عنه وعنكم جاز استحسانا ولو ذبح الباقون بغير اذن الورثة لا يجزيهم لانه لم يقع بعضها قربة لعدم الاذن منهم فلم يقع الكل قربة ضرورة عدم التجزي	كذا في الكافي
٢٣	ولو ان ثلثة نفر اشترى[5] كل واحد منهم شاة للاضحية احدهم بعشرة والآخر بعشرين والآخر بثلاثين وقيمة كل واحد مثل ثمنها[6] فاختلطت	

[1] حکم نمبر ٣/١٠٧٥ مع حاشیہ نیز ٢٤ تا ٢٦/١٠٧٥ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [2] حکم نمبر ٢/١٠٧٥ مع حاشیہ نیز ٢١، ٢٣/١٠٧٥ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [3] حکم نمبر ٢/١٠٧٥ مع حاشیہ نیز ٢٠، ٢٣/١٠٧٥ ملاحظہ ہوں (مترجم)، [4] حکم نمبر ٧/١٠٧٥ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [5] قولہ (اشتری کل واحد منهم شاة) ای واجب كل منهم شاة كما في التاتارخانية وبه يظهر وجه لزوم التصدق الآتي - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک بکری خریدی یعنی ان میں سے ہر ایک نے اپنے اوپر ایک ایک بکری واجب کی جیسا کہ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے اور اسی سے مابعد میں متذکرہ صدقہ کے لزوم کی وجہ ظاہر ہوتی ہے (مترجم)، [6] قولہ (وقيمة كل واحدة مثل ثمنها) فلو زيد او نقص تصدق باعتباره فيما يظهر (وقوله حتى لا يعرف كل شاته) بان كانوا في ظلمة مثلا والا فعدم التمييز والحالة ما ذكر بعيد (قوله ويتصدق صاحب الثلاثين بعشرين) لاحتمال انه ذبح ما اشتريت بعشرة وكذا صاحب العشرين فيتصدق بعشرة ليبرأ كل منهما يقينا عما وجبه واما صاحب العشرة فاذا ذبح برئ يقينا (قوله اجزأتهم) لانه يصير كل من ذبح شاة غيره وكيلا عن صاحبها كذا في رد المحتار نقله مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا۔ یعنی ان بکریوں میں سے ہر ایک کی قیمت اس کے ثمن کی مانند ہے اور اگر زائد یا کم ہو تو ظاہر شدہ میں اس کے اعتبار سے صدقہ کرے گا اور قولہ حتی لا یعرف الخ یعنی ان میں سے ہر ایک اپنی بکری

دفعات و شق نمبر	آٹھواں باب، قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام — قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام بیان	حوالہ
د ۱۰۷۰ -	کہ یہ حکم الامام الوالدؒ نے اختیار کیا ہے اور یہی حکم فقیہ ابواللیثؒ نے اختیار کیا ہے [1]	خلاصہ
۲۰	اگر (قربانی کی گائے کی قیمت میں) ایک (شریک) شخص نے ساڑھے تین دینار دیئے۔ دوسرے نے اڑھائی دینار دیئے اور ایک اور (یعنی تیسرے) نے ایک دینار دیا تو ان سب کی طرف سے (قربانی) جائز ہے اس لئے کہ سب سے قلیل حصہ (یعنی ایک دینار والے کا حصہ) ساتواں حصہ قرار پاتا ہے [2]	محیط سرخسی
۲۱	اسی (مذکورہ حکم کی) طرح اگر (قربانی کے اونٹ یا گائے میں) پانچ اشخاص نے یوں شراکت کی کہ ان میں سے ایک نے دو دینار دوسرے نے اڑھائی دینار، تیسرے نے تین دینار، چوتھے نے بھی اسی طرح (یعنی تین دینار) اور پانچویں نے ساڑھے تین دینار دیئے تو وہ قربانی ان سب کی طرف سے جائز ہے اس لئے کہ سب سے کم حصہ (یعنی دو دینار والا حصہ) اس جانور کا ساتواں حصہ (یعنی $\frac{۲}{۱۴}$) قرار پاتا ہے [3]	محیط سرخسی
۲۲	(ا) جب سات شخصوں نے ایک گائے خریدی تاکہ وہ اس کی قربانی کریں تو پھر ان سات میں سے ایک کی وفات ہوگئی (اور اس کے) وارث لوگ جو کہ بالغ ہیں انہوں نے یہ کہا کہ تم اس گائے کو اس (وفات یافتہ) کی طرف سے اور اپنی طرف سے ذبح کردو تو از روئے استحسان وہ قربانی، جائز ہے (ب) اور اگر باقی (چھ) اشخاص نے (اس میت کے) وارثوں کی اجازت کے بغیر ذبح کیا تو انہیں قربانی کے لئے کفایت نہ کرے گی اس لئے کہ وارثوں کی اجازت نہ ہونے کی بنا پر اس گائے کا بعض حصہ قربت واقع نہیں ہوا پس عدم تجزی کی ضرورت کی بنا پر کل (گائے کی قربانی) قربت واقع نہ ہوگی [4]	کافی
۲۳	(ا) اگر تین شخصوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک بکری قربانی کے لئے خریدی ان میں سے ایک نے دس (درہم) پر، دوسرے نے بیس پر اور ایک اور (یعنی تیسرے) نے تیس پر خریدی اور بکری کی قیمت اسکے ثمن کے مثل ہے	

کو نہیں پہچانتا مثلاً یہ کہ وہ اندھیرے میں تھے ورنہ عدم پہچان اور مذکورہ حالت بعید ہے۔ اور قولہ ویتصدق الخ۔ یعنی تیس درہم پر خریدنے والا بیس درہم صدقہ کرے گا اس لئے کہ اس کا احتمال ہے کہ اس نے ایسی بکری ذبح کردی ہو جو دس درہم پر خریدی گئی تھی اور اسی طرح بیس درہم پر خریدنے والا، دس درہم صدقہ کرے گا تاکہ ان (مذکورہ) دونوں میں سے ہر ایک یقینی طور پر بری الذمہ ہوجائے جو اس نے (اپنے اوپر) واجب کیا اور اور دس درہم پر خریدنے والے نے جو بکری بھی ذبح کی وہ یقینی طور پر بری الذمہ ہے۔ اور قولہ اجزاتہم یعنی ان سب کے لئے کفایت کر جائے گی اس لئے کہ (اس طرح) ان میں سے جس نے (بالغرض) دوسرے کی بکری ذبح کی تو وہ کا وکیل قرار پائے گا (اور پھر جائز ہوجائے گا) یوں ہی رد المحتار میں ہے اسے تصحیح کنندہ نے نقل کیا ہے۔ حکم نمبر $\frac{۲۳}{۱۰۷۵}$ کا تیسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

نمبر و شق	الباب الثامن فيما يتعلق بالشركة في الضحايا　　الشركة في الضحايا	حوالہ
۱۰۷۵ -	حتى لا يعرف كل واحد منهم شاته بعينها واصطلحوا على ان يأخذ كل واحد منهم شاة فيضحي بها اجزأتهم ويتصدق صاحب الثلاثين بعشرين و صاحب العشرين بعشرة ولا يتصدق صاحب العشرة بشيء وان اذن كل واحد منهم لصاحبه ان يذبحها عنه اجزأهم ولا شيء عليهم	كذا في الينابيع
۲۳	ولو اشترى عشرة عشر اغنام بينهم فضحى كل واحد واحدة جاز ويقسم اللحم بينهم بالوزن وان اقتسموا مجازفة يجوز اذا كان اخذ كل واحد شيأ من الاكارع او الرأس او الجلد وكذا لو اختلطت الغنم فضحى كل واحد واحدة ورضوا بذلك جاز	كذا في خزانة المفتين
۲۵	وفي الاضاحي للزعفراني رح اشترى سبعة نفر سبع شياه بينهم ولم يسم لكل واحد منهم شاة بعينها فضحوا بها كذلك فالقياس ان لا يجوز وفي الاستحسان يجوز فقوله اشترى سبعة نفر سبع شياه بينهم يحتمل شراء كل شاة بينهم ويحتمل شراء شياه على ان يكون لكل واحد شاة ولكن لا بعينها فان كان المراد هو الثاني فما ذكر في الجواب باتفاق الروايات لان كل واحد منهم يصير مضحيا شاة كاملة وان كان المراد هو الاول فما ذكر من الجواب على احدى الروايتين فان الغنم اذا كانت بين رجلين ضحيا بها ذكر في بعض المواضع انه لا يجوز	كذا في المحيط
۲۶	شاتان بين رجلين ذبحاهما عن نسكيهما اجزأهما بخلاف	

سے۱ حکم نمبر ۲۳/۱۰۷۲ ، ۲۶، ۷/۱۰۷۴ ، ۱۹، ۲۳ تا ۲۷/۱۰۷۵ ، ۲۶/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سے۲ حکم نمبر ۲۳، ۲۵، ۲۶/۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) سے۳ حکم نمبر ۲۳، ۲۴، ۲۶/۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب: قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام — قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۵ -	پھر وہ بکریاں گڈمڈ ہو گئیں حتی کہ ان سب میں سے کوئی ایک اپنی بکری کو معین طور پر نہیں پہچانتا اور انہوں نے اس پر صلح کر لی کہ ان میں سے ہر ایک، ایک بکری لے اور اس کی قربانی کردے تو انہیں قربانی کے لئے کفایت کر جائیں گی اور تیس درہم پر خریدنے والا بیس درہم صدقہ کرے گا اور بیس درہم پر خریدنے والا دس درہم صدقہ کرے گا اور دس درہم پر خریدنے والا کسی شئی کا صدقہ نہ کرے گا (ب) اور اگر ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کے لئے یہ اجازت دے دی کہ وہ اس کی طرف سے ذبح کردے تو انہیں کفایت کر جائے گا اور ان پر کوئی شئی (صدقہ کرنا لازم نہ ہوگی ۱	ینابیع
۲۴	(ا) اگر دس آدمیوں نے دس بکریاں باہم (مشترک) خریدیں پھر ہر ایک نے ایک ایک بکری ذبح کر دی تو ان سب کی قربانی) جائز ہے اور قربانی کا گوشت ان میں وزن کے حساب سے تقسیم کیا جائے گا اور اگر انہوں نے ڈھیریاں لگا کر بانٹ لیا تو جائز قرار پاتا ہے بشرطیکہ ان میں سے ہر ایک نے پلئے یا سری یا کھال سے کچھ نہ کچھ لیا ہو (ب) اسی طرح اگر وہ بکریاں گڈمڈ ہو گئیں پھر ہر ایک نے ایک ایک بکری ذبح کی اور وہ سب اس پر راضی ہوئے (تو ان سب کی قربانی جائز ہے) ۲ھ	خزانۃ المفتین
۲۵	اضاحی الزعفرانی میں ہے کہ سات شخصوں نے سات بکریاں قربانی کے لئے باہم (مشترک) خریدیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے کوئی بکری معین طور پر نامزد نہ کی گئی پس انہوں نے یوں ہی (بلا تعیین) ذبح کردیں تو (اس کے متعلق) از روئے قیاس حکم یہ ہے کہ جائز نہ ہوگا اور از روئے استحسان حکم یہ ہے کہ جائز ہوگا پس قولہ سات شخصوں نے سات بکریاں خریدیں اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس ہر بکری کی خریداری ان میں مشترک ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ (ان میں سے) ہر ایک کے لئے ایک بکری ہے لیکن متعین نہیں ہے پس اگر دوسرا احتمال مراد ہو تو جو جواب ذکر کیا گیا ہے وہ باتفاق روایات ہے اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک، کامل بکری کی قربانی دینے والا قرار پائے گا اور اگر پہلا احتمال مراد ہو تو جو جواب ذکر کیا گیا ہے وہ دو روایتوں میں سے ایک روایت پر ہے اس لئے کہ بکریاں جب دو شخصوں میں مشترک ہوں اور ان دونوں نے ان کی قربانی کی تو (اس کے متعلق) بعض مواضع میں مذکور ہے کہ وہ قربانی جائز نہ ہوگی ۳ھ	محیط
۲۶	(ا) دو بکریاں دو شخصوں کے مابین مشترک ہیں ان دونوں نے ان دونوں بکریوں کو اپنی اپنی قربانی کے طور پر ذبح کیا تو (قربانی کے لئے) ان دونوں کو کفایت کر جائے گا (ب) اور	

دفعات شق نمبر	الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکة فی الضحایا — الشرکة فی الضحایا	حوالہ
١٠٧٥ـ	العبدین بین اثنین اعتقاهما عن کفار تیهما لا یجوز	کذا فی خزانة المفتین
٧٦	ابل بین اثنین ضحیا به فان کان لاحدهما سبع او سبعان والباقی للآخر یجوز وان کان بینهما نصفان فکذلک علی الاصح	کذا فی خزانة المفتین

والله اعلم

ـــــــ

١ـ حکم نمبر ٢٣، ٢٤، ٢٥ / ١٠٧٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ٢ـ حکم نمبر ١٩، ٢٤ تا ٢٧ / ١٠٧٥ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	آٹھواں باب، قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام قربانی کے جانوروں میں شراکت کے احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۵-	اس (مذکورہ) حکم کے خلاف ان دو غلاموں کا حکم ہے جو دو آدمیوں کے مابین مشترک ہوں اور ان دونوں آدمیوں نے اپنے اپنے کفارہ میں ان دونوں غلاموں کو آزاد کیا تو (کفارہ کے لئے) یہ جائز نہیں قرار پاتا ہے[۱]	خزانۃ المفتین
۲۷	د ل) ایک اونٹ دو شخصوں کے مابین مشترک ہے ان دونوں نے اسکی قربانی کی تو اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کے لئے اس کا (مثلاً) ساتواں حصہ یا اس (اونٹ) کے سات حصوں میں سے دو حصے ہوں اور باقی دوسرے کے لئے ہو تو (دونوں کی قربانی) جائز ہے (ب) اور اگر وہ اونٹ ان دونوں کے مابین نصف نصف ہو تو بھی زیادہ صحیح حکم بموجب یہی حکم ہے[۲] واللہ اعلم ❋	خزانۃ المفتین

دفعات و شق نمبر	المتفرقات	حوالہ
	الباب التاسع فی المتفرقات	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الباب التاسع فی المتفرقات

دفعات ۱۰۷۶ تا ۱۰۷۶، عنوان ۱، تعداد شق ۳

۱۰۷۶ المتفرقات

تعداد شق ۳

۱ اشتری شاتین للاضحیة فضاعت احداهما فضحی بالثانیة ثم وجدها فی ایام النحر اوبعد ایام النحر فلا شیٔ علیه سواء کانت هی ارفع من التی ضحی بها اوادون منها — کذا فی المحیط

۲ ولو وکله بان یشتری له بقرة سوداء للاضحیة فاشتری بلقاء وهی التی اجتمع فیه السواد والبیاض لزم الآمر وان وکله بان یشتری له کبشا اقرن اعین للاضحیة فاشتری کبشا اجم لیس اعین لا یلزم الآمر لان هذا مما یرغب فیه الناس للاضحیة فخالف ما امر به — کذا فی الظهیریة

۳ ولو وکله بان یشتری له الثنی من البقر ولم یسم لها ثمنا فاشتری مسنة فهذا علی وجهین ان کان الثنی یشتری باقل مما یشتری به المسنة لم یلزم الآمر وان کانت المسنة والثنی بثمن واحد لزم الآمر لانه خالف الی خیر — کذا فی الظهیریة

---

۱ حکم نمبر ۱ تا ۳ / ۱۰۷۶، ۱۴ / ۱۰۷۵ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ۲ اقرن یعنی سینگ والا مینڈھا۔ ماخوذ از المنجد ص ۹۹۰۔ اعین یعنی جسکی آنکھوں کی پتلی بڑی اور چوڑی ہو۔ خوبصورت آنکھوں والا۔ ماخوذ المنجد ص ۸۶۲۔ حکم نمبر ۲ تا ۴ / ۱۰۷۶، ۵۵ / ۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

حوالہ	نواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	دفعات شق نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نواں باب، متفرق احکام

دفعات ۱۰۷۶ تا ۱۰۷۶، عنوان ۱، تعداد شق ۳۰

۱۰۷۶ **متفرق احکام** اور اسمیں ۳۰ شقیں ہیں

۱ کسی شخص نے دو بکریاں قربانی کے لئے خریدیں پھر ان دونوں میں سے ایک گم ہوگئی تو اس نے دوسری کی قربانی کی پھر اس نے قربانی کے دنوں میں یا اس کے بعد اسے پالیا تو اس پر کوئی شئی لازم نہیں ہے خواہ وہ بکری اس بکری کی نسبت جو اس نے قربانی کی ہے اعلی ہو یا اس سے ادنی ہو ۔ ١ — محیط

۲ (ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ اس کے لئے کالے رنگ کی گائے قربانی کے لئے خریدے تو اس (وکیل) نے بلقا رنگ کی گائے خریدی اور بلقا رنگ وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی جمع ہو تو (وہ گائے) امر کرنے والے (یعنی موکل) کو لازم ہوگی (ب) اور اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ اس کے لئے اقرن، اعین کبش (یعنی سینگوں والا، چوڑی آنکھوں والا دنبہ) قربانی کے لئے خریدے تو اس نے بے سینگ دنبہ، جس کی آنکھوں کی پتلیاں بڑی نہ تھیں خریدا تو وہ امر کرنے والے (یعنی موکل) کو لازم نہ ہوگا اسلئے کہ یہ وصف ایسا ہے کہ لوگ قربانی کے جانوروں میں اس وصف کی رغبت رکھتے ہیں پس اس (وکیل) نے جو اسے (موکل کیطرف سے) امر کیا گیا تھا (اسکی مخالفت کی ہے) ۲ — ظہیریہ

۳ (ا) اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ اسکے لئے دو سالہ بیل (یا گائے) خریدے اور اس نے اسکا ثمن بیان نہ کیا پس اس نے تین سالہ خریدی تو اسمیں دو صورتیں ہیں کہ اگر وہ دو سالہ جانور، تین سالہ کی نسبت کم قیمت پر آتا ہو تو تین سالہ اس امر کرنے والے (یعنی موکل) کو لازم نہ ہوگا (ب) اور اگر وہ تین سالہ اور دو سالہ ایک ہی قیمت میں آتے ہوں تو (وہ تین سالہ) اس امر کرنے والے کو لازم ہوگا اسلئے کہ اس نے جو مخالفت کی ہے ۳ وہ بہتر شئی اختیار کرنیکی طرف — ظہیریہ

۳ گائے، بیل میں شئی کے متعلق حکم نمبر ۲/۱۰۷۰ اور مسئلہ کے متعلق حکم نمبر ۴/۲۴۴ نیز ۹/۱۰۶۸، ۵، ۸ تا ۱۰/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۰۷۶-۴	وان وکلہ بان یشتری شاۃ للاضحیۃ فاشتری الوکیل واستأجر انسانا حتی قادھا بدرھم لم یلزم الآمر	کذا فی الظھیریۃ
۵	اذا قال للہ ان اھدی شاۃ او اضحی بشاۃ فاھدی بقرۃ او جزورا او ضحی ببقرۃ او جزور جاز	کذا فی المحیط
۶	رجل ضحی بشاۃ تساوی تسعین ورجل آخر ضحی ببقرۃ تساوی سبعین ورجل آخر تصدق بمائۃ درھم فاضحیۃ صاحب الشاۃ اعلی من اضحیۃ صاحب البقرۃ لان قیمۃ الشاۃ اکثر والذی ضحی ببقرۃ اعظم اجرا من الذی تصدق بمائۃ درھم	کذا فی المحیط
۷	اشتری شاۃ للاضحیۃ فی ایام النحر وھو فقیر وضحی بھا ثم ایسر فی ایام النحر قال الشیخ الفقیہ ابو محمد الحرمینی رحمۃ اللہ علیہ ان یعید وغیرہ من المتأخرین قالوا لا یعید وبہ نأخذ	کذا فی المحیط
۸	وکلہ بان یشتری شاۃ للاضحیۃ فاعلم بان الشاۃ اسم جنس یتناول الضأن والمعز جمیعا وان وکل انسانا بان یشتری لہ ضأنا فاشتری معزا او کان علی العکس لا یلزم الآمر	کذا فی المحیط
۹	واذا اوصی ان یضحی عنہ ولم یسم شیئاً فھو جائز ویقع علی الشاۃ	کذا فی المحیط

ـه۱ حکم نمبر 9/1068 ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۲ ہدی کی معرفت اور احکام کے متعلق حکم نمبر 323 تا 327، حکم نمبر 3، 8 تا 13/1076، 11، 12/1066 مع حواشی نیز 133/303، ـب 1066 ملاحظہ ہوں (مترجم) ـه۳ حکم نمبر 5/1065، 51، 52/1072 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ـه۴ حکم نمبر 2/1065 مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه۵ حکم نمبر 1/1069، 3/1076 مع حواشی

دفعات/شق نمبر	نواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۴-۱۰۷۶	اگر کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ قربانی کے لئے ایک بکری خرید دے پس اس (وکیل) نے خرید لی اور ایک آدمی کو مزدور کیا حتیٰ کہ وہ اس بکری کو ایک درہم مزدوری پر کھینچ لایا تو وہ (درہم) امر کرنے والے (یعنی موکل) کے ذمہ نہ ہوگا[1]	ظہیریہ
۵	جب کسی شخص نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایک بکری کا ہدی بھیجوں یا (یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مجھ پر واجب ہے کہ) میں ایک بکری کی قربانی کروں پھر اس نے گائے یا اونٹ ھدی بھیجی یا اس نے گائے یا اونٹ کی قربانی کی تو جائز ہے[2]	محیط
۶	کسی شخص نے ایک ایسی بکری کی قربانی کی جو نوے درہم کی ہے اور ایک اور آدمی نے ایسی گائے کی قربانی کی جو ستر درہم کی ہے اور ایک اور آدمی نے سو درہم صدقہ کئے تو بکری والے کی قربانی گائے والے کی قربانی سے اعلیٰ ہے اس لئے کہ بکری کی قیمت زیادہ ہے اور جس نے (مذکورہ) گائے کی قربانی کی ہے وہ ثواب میں اس سے بڑھکر ہے جس نے (قربانی کے دنوں میں) سو درہم صدقہ کئے[3]	محیط
۷	(۱) کسی شخص نے قربانی کے دنوں میں ایک بکری قربانی کے لئے خریدی حالانکہ وہ غنی نہیں ہے اور اس نے اس بکری کی قربانی کردی پھر وہ قربانی کے (ان) دنوں میں غنی ہوگیا تو اس کے حکم کے متعلق الشیخ الفقیہ ابو محمد الحرمینیؒ کا قول ہے کہ اس پر لازم ہے کہ وہ قربانی کا اعادہ کرے۔ اور متأخرین میں سے آپ کے علاوہ نے کہا ہے کہ وہ اعادہ نہ کرے اور ہم اس حکم کو اختیار کرتے ہیں[4]	محیط
۸	(۱) کسی شخص نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ (اس کے لئے) ایک شاۃ (یعنی بھیڑ، بکری نر ہو یا مادہ) قربانی کے لئے خریدے تو جان لو کہ شاۃ اسم جنس ہے وہ ضأن (یعنی پشم والا دنبہ یا دنبی) اور معز (یعنی بالوں والی بکری یا بکرا) سب کو شامل ہے (ب) اور اگر کسی آدمی نے کسی آدمی کو وکیل کیا کہ وہ اس کے لئے ضأن (یعنی دنبہ یا دنبی) خرید دے تو اس نے معز (یعنی بکری یا بکرا) خریدا یا اس کے الٹ ہوا تو وہ (جانور) آمر (یعنی اس موکل) کو لازم نہ ہوگا[5]	محیط
۹	جب کسی شخص نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے قربانی کی جائے اور اس نے کسی شئی کا نام نہ لیا تو (وہ وصیت) جائز ہے اور (وہ وصیت کم از کم) شاۃ (یعنی بھیڑ، بکری کی قربانی) پر واقع ہوگی[6]	محیط

ملاحظہ ہوں (مترجم) ـــ ۶ ـــ حکم نمبر ۸ تا ۱۳/۱۰۷۶، ۱۱، ۱۲/۱۰۶۶، ۸، ۹/۱۰۶۸ ـــ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	المتفرقات	حوالــه
	الباب التاسع فی المتفرقات	
١٠-١٠٧٦	وكذلك لو لم يوص وامر رجلا ان يضحی عنه ولم يسم شيأ فهو جائز	كذا فی المحيط
١١	ولو اوصی بان يشتری بقرة بجميع ماله ويضحی بها عنه فمات ولم تجز الورثة فالوصية جائزة بالثلث بلاخلاف ويشتری بالثلث شاة ويضحی بها عنه	كذا فی الذخيرة
١٢	ولو اوصی ان يشتری بقرة بعشرين درهما من ماله ويضحی بها عنه فمات وثلث ماله اقل من عشرين درهما فانه يضحی عنه علی مذهبنا بما بلغت	كذا فی الذخيرة
١٣	وان اوصی ان يشتری له شاة بهذه العشرين درهما ويضحی عنه ان مات ثم مات فضاع من الدراهم درهم لم يضح عنه بما بقی فی قول ابی حنيفة رح وفی قولهما رح يشتری بما بقی فيضحی عنه علی قياس النسمة والنسمة رقبة تشتری للعتق	كذا فی الظهيرية
١٤	رجل اشتری بقرة فقال يا فلان قد اشركتك فی ثلثيها كان له الثلثان ولو قال اشركتك فی جميعها كان له النصف لانا لو اعطيناه الجميع لايكون شريكا وان قال قد جعلت له نصيبا او سهما فهو باطل وكان ينبغی ان يكون له السدس فی قوله قد جعلت لك سهما علی قول ابی حنيفة رح لان السهم عنده مفسر بالسدس علی ما عرف فی كتاب الوصايا لكنه يحتمل ما دون السدس فلذلك بطل	كذا فی الظهيرية

ـه حکم نمبر ٩/١٠٧٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه ٢ حکم نمبر ٩/١٠٧٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ـه ٣ حکم نمبر ٩/١٠٧٦ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعات نمبر	نواں باب، متفرق احکام　　متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰-۱۰۷۶	اور اسی (مذکورہ حکم کی) طرح (یہی حکم اس صورت میں ہے کہ) اگر اس نے وصیت نہ کی البتہ اس نے کسی آدمی کو حکم کیا کہ وہ اس کی طرف سے قربانی کردے اور اس نے کسی چیز کا نام نہ لیا تو وہ جائز ہے (اور وہ حکم کم از کم بھیڑ، بکری کی قربانی پر واقع ہوگا) ؁	محیط
۱۱	اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کے تمام مال سے ایک گائے خریدی جائے اور اس کی طرف سے اس کی قربانی کی جائے پھر وہ وفات پاگیا اور وارثوں نے (اس کی) اجازت نہ دی تو تہائی ذترکہ تک وصیت بلا خلاف جائز ہے اور اس تہائی سے بکری خرید کر اس کی طرف سے قربانی کی جائے گی ؁	ذخیرہ
۱۲	اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کے مال سے بیس درہم کی گائے خرید کر اس کی طرف سے قربانی کی جائے پھر اس کی وفات ہوگئی اور اس کا تہائی مال بیس درہم سے کم ہے تو ہمارے مذہب (یعنی حنفی تحقیقات) کے بموجب (اس کا تہائی مال) جتنا بنتا ہے اس سے (قربانی کا جانور خرید کر) اس کی طرف سے قربانی کی جائے گی ؁	ذخیرہ
۱۳	(الف) اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اگر اس کی وفات ہو جائے تو ان بیس درہموں سے بکری خرید کر اس کی طرف سے قربانی کی جائے پھر اس کی وفات ہوگئی اور ان درہموں میں سے ایک درہم گم ہوگیا تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب باقیماندہ درہموں سے اس کی طرف سے قربانی نہ کی جائے گی (ب) اور ان دونوں (یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح) کے قول میں النسمہ پر قیاس کرتے ہوئے باقی ماندہ درہموں سے (بکری) خرید کر اسکی طرف سے قربانی کی جائے گی اور النسمہ اسے کہتے ہیں کہ غلام اس لئے خریدا جائے تاکہ اسے آزاد کیا جائے ؁	ظہیریہ
۱۴	کسی شخص نے گائے خریدی پھر کہا کہ (الف) اے فلاں میں نے تجھے اس کی دو تہائی میں شریک کیا (اور اس نے قبول کرلیا) تو اس کے لئے دو ثلث ہوں گے (ب) اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں نے تجھے سب میں شریک کیا (اور اس نے قبول کرلیا) تو اس کے لئے نصف ہوگا اس لئے کہ اگر ہم اس کو سب دیں تو وہ شریک نہیں قرار پاتا (ج) اور اگر اس نے یوں کہا کہ میں نے اس کے لئے نصیب اور سہم (ٹکڑا اور حصہ) کردیا تو یہ باطل ہے اور یوں کہنا کہ میں نے تیرے لئے سہم کردیا، امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اس کے لئے چھٹا حصہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ آپ کے ہاں السہم کی تعبیر چھٹے حصہ سے کی گئی ہے جیسا کہ کتاب الوصایا میں معروف ہے لیکن السہم میں چھٹے حصہ سے کم کا بھی احتمال (موجود) ہے اور اسی لئے (قربانی میں یوں کہنا) باطل ہے ؁	ظہیریہ

؁ حکم نمبر ۱۳/۱۰۷۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم) ؁ حکم نمبر ۱۵/۱۰۷۶ نیز ۶/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات وشق نمبر	الباب التاسع فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۰۷۶-۱۵	اشترى بقرة بعشرة دنانير وقبضها ثم قال لرجل قد اشركتك بدينارين فقبل كان خمس البقرة له	كذا فى الظهيرية
۱۶	اشترى شاة فضحى بها ثم وجد بها عيبا ينقصها ولكن لا يخرجها عن حد الضحايا فله ان يرجع بنقصان العيب على البائع فاذا رجع ليس عليه ان يتصدق به لان الشاة المعيبة جازت عن الاضحية فليس عليه وراء ذلك فان قال البائع انا اخذها مذبوحة فله ذلك فاذا اخذها ورد الثمن فعلى المشترى ان يتصدق بما اشترى من البائع الا حصة نقصان العيب فان توى الثمن على البائع فلا شئ عليه وان توى البعض ووصل اليه البعض يتصدق منه بما كان من حصة الشاة فلا يتصدق بقدر حصة نقصان العيب حتى لو كان الثمن عشرة ونقصان العيب درهم يتصدق بتسعة اعشار ما وصل اليه من الثمن	كذا فى الذخيرة
۱۷	لا يعتبر الشعر المسترسل مع الذنب فى المانع	كذا فى القنية
۱۸	ولو غصب اضحية مذبوحة ضمن قيمتها لانه مال مملوك لغيره اخذ بغير اذنه واذا اخذ المضحى قيمتها يتصدق بها لانه بالتضمين ملكها منه فصار كانه باعها منه واذا باعها منه لزمه التصدق بقيمتها فكذا هذا ولا يجوز له ان يهبها لغيره فان رد القيمة على الغاصب فلا شئ على المضحى لانه تلف بلا صنعه فان ابرأه المضحى عن القيمة وهو غنى او فقير فلا شئ عليه لان فى الابتداء كان له ان يهب الاصل من الغاصب فكذا يمكنه البدل منه وكذا لو صالحه على اقل من قيمتها يلزمه	

۱ حکم نمبر ۱۱۴/۱۰۷۶ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ۲ ایسے عیوب جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی اس کے متعلق حکم نمبر ۱۰۷۲

دفعات/شق نمبر	نواں باب۔ متفرق احکام متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۲-۱۵	کسی شخص نے ایک گائے دس دینار پر خریدی اور اسپر قبضہ کرلیا پھر اس نے ایک اور آدمی سے کہا کہ میں نے تجھے دو دینار کا شریک کیا پس اس نے قبول کرلیا تو وہ اس گائے کے پانچویں حصہ میں شریک ہوگا [۱]	ظہیریہ
۱۶	(۱) کسی شخص نے ایک بکری خریدی اور پھر اس کی قربانی کی پھر اس نے اس میں ایسا عیب پایا جو اس (کی قیمت) میں نقصان کرتا ہے لیکن اسے قربانیوں (کے جواز) کی حد سے نہیں نکالتا تو اسے اختیار ہوگا کہ وہ اس بائع سے اس عیب کا نقصان واپس لے پس جب (اس کی قیمت سے بقدر) نقصان واپس لیا تو اس پر اس کا سدقہ کرنا واجب نہیں ہے اس لئے کہ عیب والی وہ بکری قربانی کے لئے جائز قرار پائی ہے پس اس پر اس سے زیادہ کچھ واجب نہیں ہوا (ب) پھر اگر بائع نے یوں کہا کہ میں وہ بکری مذبوحہ حالت میں واپس لیتا ہوں تو وہ ایسا کرنے کا اختیار رکھتا ہے پس (۱) اگر اس نے اسے واپس لیا اور ثمن واپس کردیا تو اس خریدار پر لازم ہے کہ جتنے پر وہ بکری اس بائع سے خریدی تھی اس میں سے نقصان عیب کے سوا (باقی رقم) صدقہ کردے (۲) پھر اگر وہ ثمن بائع پر ہلاک ہوگیا (یعنی بائع سے خریدار کو کچھ نہ ملا) تو اس خریدار پر کوئی شی لازم نہیں ہے (۳) اگر بعض ثمن ہلاک ہوگیا اور بعض اسے مل گیا تو اس سے بکری کے حصہ کو صدقہ کردے اور نقصان عیب کے حصہ کے بقدر صدقہ نہ کرے حتی کہ اگر (اس بکری کا) ثمن (مثلاً) دس درہم تھا اور نقصان عیب ایک درہم تھا تو اس ثمن سے جو کچھ اس (خریدار کو واپس) ملا ہے اس کے دس حصوں میں سے نو حصے (یعنی $\frac{9}{10}$) صدقہ کردے [۲]	ذخیرہ
۱۷	اور (قربانی کے جانور میں قربانی کے لئے) مانع امور میں، دم کے ساتھ لٹکے ہوئے بالوں کا اعتبار نہیں ہے [۳]	قنیہ
۱۸	(۱) اگر کسی شخص نے قربانی کا ذبح شدہ جانور غصب کرلیا تو وہ (غاصب) اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اس لئے کہ وہ غیر کا مملوک مال ہے جو اس نے اس کی اجازت کے بغیر لیا ہے (ب) اور جب قربانی کرنے والے نے (اس غاصب) سے (قربانی کے ذبح شدہ) اس جانور کی قیمت لے لی تو وہ اسے صدقہ کردے اس لئے کہ ضمان دینے سے وہ (غاصب) اس کا مالک قرار پایا اور ایسا ہوگیا کہ گویا اس قربانی دینے والے نے اس مذبوحہ کو اس غاصب کے ہاتھ بیچ دیا اور جب اسے بیچ دے تو اسے اس کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوتا ہے پس اسی طرح یہ حکم ہے۔ (ج) اور اسے (یعنی قربانی کرنے والے کو) یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس (قیمت) کو اس غاصب کے غیر کو ہبہ کردے (د) پس اگر اس نے وہ قیمت اس غاصب کو واپس کردی تو اس (قربانی دینے والے) پر کوئی شی لازم نہیں ہے اس لئے کہ وہ (یعنی وہ مذبوحہ)	

[۱] ملاحظہ ہو۔ نیز اسکی نظیر کے متعلق حکم نمبر ۱۲/۱۰۷۲ ملاحظہ ہو (مترجم) [۲] حکم نمبر ۱/۱۰۷۲، ۱۰/۱۰۷۳ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	المتفرقات	حوالــہ
	الباب التاسع المتفرقات	
۱۰۷۶-	ان يتصدق بما وصل اليه من قيمتها الا غير لانه ابراء البعض واستيفاء البعض ولو صالحه على شئ ماكول او متاع فله ان يأكل الماكول وينتفع بالمتاع لان البدل يكون على صفة الاصل ونهجه	كذا فى محيط السرخسى
۱۹	اشترى المعسر شاة وماتت فى ايام النحر وخرج منها جنين تصدق بالولد استحسانا	كذا فى الوجيز للكردرى
۲۰	ولو اشتراها بنقرة فضة بعينها فضحى بها ثم رد البائع النقرة بعيب واخذ المذبوح تصدق المشترى بالثمن وجازت القربة	كذا فى التاتارخانية
۲۱	ولو تبايعا كبشا بنعجة وضحيا فوجد مشترى الكبش به عيبا ينقصه العشر فان شاء رجع بعشر النعجة مذبوحة ولا صدقة عليه ويتصدق الآخر بقيمة ما رد من اللحم وان شاء رجع بقيمة عشر النعجة حيا ولا صدقة عليه وان رضى بائع الكبش ان يأخذه مذبوحا فالآخر ان شاء ضمنه قيمة النعجة فيتصدق بها الا حصة العيب لو كان وان شاء اخذ النعجة مذبوحة ولا يتصدق بها استحسانا وكذا اذا دفع النعجة لا يتصدق بالكبش الذى رضى به	كذا فى التاتارخانية

ؒ حکم نمبر ۱۶/۱۰۷۴، ۷/۱۰۷۳ مع حواشی اور غنی اور فقیر کے متعلق ۱/۱۰۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہوں (مترجم) ؒ حکم نمبر ۴/۱۰۶۱، ۱۳، ۱۴/۱۰۷۳ مع حواشی اور جنین

دفعات و شق نمبر	نواں باب، متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۶-	اس کے کسی فعل کے بغیر تلف ہوا ہے (س) اور اگر قربانی دینے والے نے اس (غاصب) کو قیمت سے بری کر دیا درآنحالیکہ وہ (یعنی قربانی کرنے والا) غنی ہے یا فقیر ہے تو اس پر کوئی شئے لازم نہیں ہے اس لئے کہ ابتداء میں اسے یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اصل کو غاصب کے لئے ہبہ کر دے تو اسی طرح وہ اس کے بدل کے متعلق یہ اختیار رکھتا ہے (س) اور اسی طرح اگر اس قربانی کرنے والے نے اس غاصب سے، اس مذبوحہ کی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو اسے لازم ہوگا کہ جو قیمت اسے وصول ہوئی ہے وہ اسے صدقہ کر دے اور اس کے علاوہ (لازم) نہیں ہے اس لئے کہ یہ صلح، بعض (ضمان) سے بری کر دینا اور بعض وصول کر لینا ہے (ص) اور اگر اس نے اس (غاصب) سے کسی کھائی جانے والی چیز یا کسی سامان پر صلح کی تو وہ اس کھائی جانے والی چیز کو کھا سکتا ہے اور اس سامان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اس لئے کہ بدل اصل کی صفت اور نہج پر ہوگا [۱]	محیط سرخسی
۱۹	کسی غیر غنی شخص نے (قربانی کے لئے مثلاً) بکری خریدی اور وہ قربانی کے دنوں میں مرگئی اور اس سے جنین (یعنی بچہ) نکلا تو ازروئے استحسان اس بچہ کو صدقہ کر دے [۲]	وجیز کردری
۲۰	اگر کسی شخص نے اسے (یعنی مثلاً قربانی کی بکری کو) چاندی کے معین ٹکڑا پر خریدا پھر اس کی قربانی کر دی پھر (اس جانور کے) بائع نے (چاندی کا) وہ ٹکڑا کسی عیب کی وجہ سے واپس کر دیا اور وہ ذبح شدہ بکری لے لی تو خریدار اس کی قیمت کو صدقہ کر دے اور قربانی جائز قرار پاگئی [۳]	تتارخانیہ
۲۱	(ل) اگر دو شخصوں نے باہم ایک دنبہ کی بیع ایک دنبی سے کی اور دونوں نے قربانی کر دی پھر دنبہ کے خریدار نے اس میں ایسا عیب پایا جو اس کی قیمت میں دسواں حصہ نقصان کر دیتا ہے تو (دنبہ کا خریدار) اگر چاہے تو مذبوحہ دنبی کا دسواں حصہ واپس لے لے اور اس پر کچھ صدقہ لازم نہ ہوگا اور دوسرا (یعنی دنبہ بیچنے والا) اتنے گوشت کی قیمت کو صدقہ کر دے جو اس نے واپس کیا ہے (ب) اور اگر (دنبہ کا خریدار) چاہے تو زندہ دنبی کے دسویں حصہ کی قیمت واپس لے لے اور اس پر کچھ صدقہ لازم نہ ہوگا (ج) اور اگر دنبہ بیچنے والا اس پر راضی ہوا کہ وہ مذبوحہ دنبہ واپس لے لے تو دوسرا (یعنی دنبی بیچنے والا) چاہے تو دنبی کی قیمت کی ضمان لے لے اور اس کو صدقہ کر دے لیکن اگر عیب ہے تو عیب کے حصہ کا یہ حکم نہیں ہے (یعنی حصہ عیب صدقہ نہ کرے) اور اگر وہ (یعنی دنبی بیچنے والا) چاہے تو مذبوحہ دنبی لے لے اور ازروئے استحسان اسے صدقہ نہ کرے۔ اور اسی طرح جب اس (دنبہ بیچنے والے) نے دنبی واپس کر دی تو وہ اس (مذبوحہ) دنبہ کا صدقہ نہ کرے جس (کے لینے) پر وہ راضی ہوا ہے [۴]	تتارخانیہ

[۳] حکم نمبر ۲۱/۱۰۷۶، ۵/۱۰۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۴] حکم نمبر ۲۰/۱۰۷۶، ۵/۱۰۶۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	الباب التاسع فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۰۷۶-۲۲	لها دار تبلغ قيمتها نصابا تسكنها مع زوجها فعليها الاضحية وصدقة الفطر اذا قدر زوجها على الاسكان نعم بخ كب[1] لا تجب عليها اضحية ولا صدقة الفطر موسرا كان الزوج او معسرا قال رضي الله عنه فاختلافهم فيه يدل على انها ان لم تسكنها ينبغي ان تجب عندهم وبه اجبت	كذا فی القنیۃ
۲۳	قيل لعلي بن احمد رح لو كان لرجل دين على مقر مفلس هل تحل له الزكوة قال لا فقيل هل عليه اضحية فقال لا ما لم يصل اليه	كذا فی التتارخانیۃ
۲۴	له دين حال او مؤجل على مقر ملئ وليس في يده ما يمكنه شراء الاضحية لا يلزمه ان يستقرض فيضحي ولا يلزمه قيمتها اذا وصل اليه الدين لكن يلزمه ان يسأل منه ثمن الاضحية اذا غلب على ظنه انه يدفعه	كذا فی القنیۃ
۲۵	له مال كثير غائب في يد شريكه او مضاربه ومعه ما يشتري به الاضحية من الحجرين او متاع البيت تلزمه الاضحية	كذا فی القنیۃ
۲۶	في مجموع النوازل اربعة نفر اشترى كل واحد منهم شاة بدونها وسمنها واحد فحبسوها في بيت فلما اصبحوا وجدوا واحدة منها ماتت ولا يدري لمن هي فانه تباع هذه الاغنام جملة ويشترى بثمنها ۴ ربع شياه لكل واحد منهم	

[1] رموز لاسماء مشائخ ينقل عنهم صاحب القنية اھ مصححه - عربی حاشیہ فتاوی ہذا یعنی یہ الفاظ مشائخ رح کے ناموں کیلئے اشارات ہیں ان سے صاحب القنیہ نقل کرتے ہیں حکم نمبر ۲۲/۱۰۷۶ کا دوسرا حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، [2] فعم بخ کب کے متعلق حکم نمبر ۲۲/۱۰۷۶ کا پہلا حاشیہ (عربی) مع ترجمہ ملاحظہ ہو یہ الفاظ مشائخ رح کے ناموں کے لئے اشارے ہیں۔ اور مثلاً ممکن ہے یہ اشارہ اس طرح ہو جس طرح المنیۃ المصلی میں عند ابیح لکھا ہوتا ہے اور مراد عند ابی حنیفۃ رح ہوتا ہے اسی طرح فعم بخ کب سے مراد بھی نعند مشائخ بخارا و بلخ وغیرہ ہو یا یہ اشارہ اسطرح ہو جیسا کہ کنز الدقائق میں کنوئیں کے احکام میں لفظ "جحط" ہے جس میں ج سے مراد جائز رح سے مراد علی حالہ اور ط سے مراد طاہر ہے۔ بہرحال فعم بخ کب بھی اس نوع کا کوئی اشارہ ہے واللہ اعلم بالصواب (مترجم)، [3] حکم نمبر ۱۵۱۱/۱۰۶۴، ۱/۲۳۸، ۱۵/۱۰۶۴، ۲۳ تا ۲۵/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں اور زوجہ کیلئے رہائشی مکان کے متعلق فتاوی عالمگیری میں بحوالہ العینی شرح الکنز لکھا ہے کہ خاوند کے ذمہ بیوی کیلئے ایسا مخصوص مکان فراہم کرنا واجب ہے جو خاوند اور بیوی کے رشتہ داروں سے بالکل خالی ہو لیکن

دفعات ضمنی نمبر	نواں باب متفرق احکام متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۶-۲۲	(د) کسی عورت کا ایک گھر ہے اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے وہ اس گھر میں اپنے خاوند سمیت رہتی ہے تو اس (عورت) پر قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہے بشرطیکہ خاوند رہنے کی جگہ فراہم کرنے پر قادر ہو فھم بخ کب (یعنی بخ کب کے ہاں) اس پر قربانی اور صدقۃ الفطر واجب نہ ہوگا خواہ خاوند غنی ہو یا غیر غنی ہو (ب) آپ نے فرمایا کہ اس صورت میں مشائخ" کا اختلاف دلالت کرتا ہے کہ اگر وہ عورت اس گھر میں رہائش نہ رکھتی ہو تو سب (مشائخ) کے ہاں (اس پر) قربانی اور صدقۃ الفطر واجب ہوگا اور یہی میرا جواب ہے [۳]	قنیہ
۲۳	شیخ علی بن احمدؒ سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی شخص (کا مال یہی ہو کہ اس) کا قرض کسی ایسے مفلس آدمی پر ہو جو اس قرض کا اقرار کرتا ہے تو کیا اس (قرض خواہ) پر مال زکوٰۃ حلال قرار پائے گا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں پھر آپ سے سوال کیا گیا کہ اس پر قربانی واجب قرار پاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں جب تک کہ وہ مال اسے وصول نہ ہو [۴]	تتارخانیہ
۲۴	کسی شخص کا (کسی آدمی پر) ایسا قرض ہے جو فی الحال واجب الاداء ہے یا وہ میعادی ہے اور وہ ایسے آدمی پر ہے جو (اس کا) اقرار کرتا ہے اور تاخیر کرنے والا ہے اور اس شخص کے ہاتھ میں اتنا (مال) نہیں ہے جس سے وہ قربانی کا جانور خرید سکے تو اسے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ قرض لیکر قربانی کرے اور نہ اسے یہ لازم ہے کہ جب اسے وہ قرض وصول ہو تو وہ اس (گذشتہ) قربانی کی قیمت (صدقہ) کرے لیکن اسے یہ لازم ہے کہ وہ اس (مقروض) سے قربانی کے جانور کی قیمت مانگے بشرطیکہ اس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ اسے دے دے گا [۵]	قنیہ
۲۵	کسی شخص کا مال بہت ہے البتہ وہ مال غائب ہے وہ اس کے ساتھ شراکت کرنے والے کے قبضہ میں ہے یا مضاربت کرنے والے کے قبضہ میں ہے اور خود اس کے پاس اتنا سونا یا چاندی یا گھر کا سامان ہے کہ وہ اس سے قربانی کا جانور خرید سکتا ہے تو اس پر قربانی لازم قرار پاتی ہے [۶]	قنیہ
۲۶	مجموع النوازل میں ہے کہ چار شخص ہیں ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک ایسی بکری خریدی کہ اس کا رنگ اور اس کی موٹائی ایک جیسی ہے پھر انہوں نے ان بکریوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا پھر جب انہوں نے صبح کی تو ان میں سے ایک بکری مردہ پائی اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ (مردہ) بکری کس کی ہے تو اس صورت میں	

[۳، ۴] حکم نمبر ۵/۱۰۶۴، ۲۲/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) [۵] حکم نمبر ۵/۱۰۶۴، ۲۲/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

[۶] حکم نمبر ۵/۱۰۶۴، ۲۲/۱۰۷۶ اور اس کی نظیر کے متعلق ۲۵/۲۹۱ مع حواشی ملاحظہ ہو (مترجم) [۷] قولہ فی مجموع النوازل اربعۃ نفر الخ تقدم هذا الفرع منقولا عن الخلاصۃ فی الباب السابع و لذا اسقط هنا من نسخ الخط التی بیدی وهو موجود فی نسخۃ الطبع الهندی اهـ مصححہ - عربی حاشیہ فتاوی ہذا - یعنی یہ صورت مسئلہ ساتویں باب میں بحوالہ الخلاصہ گذر چکی ہے اسی لئے میرے ہاں کے نسخہ میں نہیں ہے اور مطبوعہ ہند نسخہ میں ہے اھ - حکم نمبر ۷/۱۰۶۴ ملاحظہ ہو (مترجم)

دفعہ وشق نمبر	الباب التاسع فی المتفرقات — المتفرقات	حوالہ
۱۰۷۶ –	شاة ثم یوکل کل واحد منهم صاحبه بذبح کل واحد منها و یحلل کل واحد منهم صاحبه ایضا حتی یجوز عن الاضحیة	کذا فی المحیط
۲۷	قالت لزوجها ضح عنی کل عام من مهری الذی لی علیک کذا وکذا ففعل ففیه اختلاف	کذا فی القنیة
۲۸	لا یجوز التصدق بقیمة الاضحیة بعد وقتها علی الزوجة المعسرة ولا علی الزوج المعسر عند ابی حنیفة رح خاصة (ظت) ولا علی امه المعسرة	کذا فی القنیة
۲۹	تصدق بلحم الاضحیة علی الفقیر بنیة الزکوة لا یجزئه فی ظاهر الروایة	کذا فی القنیة
۳۰	اذا لم یجد اضحیة فی بلده او قریته یلزمه المشی لطلبها الی موضع یمشون الیه من بلده لشراء الشیاه	کذا فی القنیة

واللہ اعلم

ــ۱ حکم نمبر ۶،۷/۱۰۷۴ مع حاشیہ ملاحظہ ہو (مترجم)، ــ۲ حکم نمبر ۱،۹/۱۰۶۴، ۲۲ تا ۲۵/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ــ۳ یہ غالبا مشائخ رہ وائمہ رح کے ناموں یا مجوزہ اصطلاحات کیلئے اشارات ہیں ممکن ظت سے مراد ظاہر روایت ہو واللہ اعلم بالصواب۔ حکم نمبر ۲۲ تا ۲۵/۱۰۷۶ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)، ــ۴ حکم نمبر ۵،۷/۱۰۶۵، ۲/۱۰۶۸، ۴۱/۱۰۷۲، ۱۸/۲۵۹ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم) ــ۵ اور اسکی نظیر کیمتعلق حکم نمبر ۵۱ تا ۵۵/۲۵۹ ملاحظہ ہوں (مترجم) ــ۶ حکم نمبر ۵،۷/۱۰۶۵، ۲/۱۰۷۴، ۲/۱۰۶۸، ۵۲/۱۰۷۲ مع حواشی ملاحظہ ہوں (مترجم)

دفعات شق نمبر	نواں باب متفرق احکام — متفرق احکام کا بیان	حوالہ
۱۰۷۶ ۔	حکم یہ ہے کہ) وہ سب بکریاں فروخت کی جائیں اور ان کی قیمت سے چار بکریاں خریدی جائیں اور ان چار شخصوں میں سے ہر ایک کیلئے ایک ایک بکری ہوگی پھر ان میں سے ہر ایک، دوسرے کو ان میں سے ہر ایک کی بکری کے ذبح کے لئے وکیل بنا دے اور ان میں سے ہر ایک، دوسرے کے لئے (اجازت دیکر کھانا) حلال بھی کردے حتی کہ (ان سب کی قربانی جائز ہوجائے گی ؎۱	محیط
۲۷	کسی عورت نے اپنے خاوند سے یوں کہا کہ تو میرے اس حق مہر میں سے، جو میرے لئے تیرے ذمہ اتنا اور اتنا ہے، ہر سال میری طرف سے قربانی (ذبح) کردیا کر، تو اسکے (جواز کے) حکم میں اختلاف ہے ؎۲	قنیہ
۲۸	(د) قربانی کے دن گذرنے کے بعد قربانی کی قیمت کا صدقہ کرنا تنگدست (یعنی غیر غنی) بیوی پر جائز نہیں قرار پایا (ب) اور نہ غیر غنی خاوند پر جائز قرار پاتا ہے یہ حکم امام ابو حنیفہ رح کے ہاں خاصتہ ہے (ظت) ؎۳ (ج) اور نہ اس کی غیر غنی ماں پر جائز قرار پاتا ہے ؎۴	قنیہ
۲۹	کسی شخص نے قربانی کا گوشت کسی فقیر (یعنی غیر غنی)، پر زکوۃ کی (ادائیگی کی) نیت سے صدقہ کیا تو ظاہر روایت کے بموجب اسے کفایت نہ کرے گا ؎۵	قنیہ
۳۰	جب کسی شخص نے اپنے شہر میں یا اپنی بستی میں قربانی کا جانور نہ پایا تو اسے لازم ہے کہ وہ اسکی طلب میں اس جگہ تک جائے جہاں تک لوگ اس کے شہر سے بکریاں خریدنے جاتے ہیں ؎۶	قنیہ
	واللہ اعلم	

اللّٰھم انا نسئلك الاخلاص فی القول والعمل، و حسن الختام عند انتهاء الاجل، والعون علی الاتمام، یاذا الجلال والاکرام، والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات، اللّٰھم، تقبلہ واغفر لمؤلفہ و لمترجمہ و لمعاونہ و لمؤیدہ و لقارئیہ و لسامعہ و لمشاورہ و لمجید للہ تعالی، اللّٰھم اغفر لنا و لآبائنا ولامھاتنا ولاساتذتنا و لمشائخنا وان علوا، و لعشائرنا و لقبائلنا ولاولادنا ولاولاد اولادنا وان سفلوا، ولمن لہ حق علینا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات، اللّٰھم نسئلك العافیۃ فی الدنیا والآخرۃ ویرحم اللہ عبدا قال آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وعلی آلہ واھل بیتہ واصحابہ اجمعین

حرفِ آخر

جلد ۴۶،۴۷ بفضلہ تعالیٰ اشاعت پذیر ہوئی و للہ الحمد

قارئین کرام فتاوی ہذا کی اس اشاعت میں جملہ احکام بعینہٖ حسب سابق ہیں۔ اشاعت کا اسلوب جدید تعارفی کتاب میں ملاحظہ ہو۔ مجلس نے اس عظیم کام کی نزاکت، عظمت اور اہمیت کے پیشِ نظر بساط بھر کوشش کی ہے کہ عربی عبارت صحیح ہو۔ اردو میں اسکے مفہوم کی ترجمانی محتاط ہو۔ سابقہ متعین شدہ عنوانات اور انکی شقوں میں نکھار ہو۔ حوالہ جات میں وضاحت و موزونیت ہو۔ کتابت کاغذ اور طباعت معیاری ہو۔ نیز استفادہ میں آسانی بہم پہنچانے کیلئے اہم مقامات میں علماء کرام و مفتی صاحبان سے مشورہ کے بعد حسب ضرورت حاشیہ پر ایسے معلوماتی، تائیدی اور وضاحتی مستند نوٹ بھی دیئے گئے ہیں جن سے دوسرے نسخوں کی عبارت کی نشاندہی۔ مندرجہ حکم سے ملتے جلتے دوسرے احکام کی طرف اشارہ۔ مذکورہ حکم کی مثال۔ اسکی نوعیت و حیثیت کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔ اور اس محنت میں فتاوی ہذا کے دیگر نسخوں۔ فقہ و فتاوی کی کئی دوسری کتابوں۔ قدیم تراجم اور مستند عربی لغات سے بھی استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

سیعرف قدر الترجمان وجهده ﴿ ومحنته من يبتلى ببلائها

اعتذار و استدعا تاہم مجلس سہو و خطا سے مبرّا نہیں ہے۔ ہمیں اپنی بے بضاعتی، تہی دستی اور علمی فرومائیگی کا احساس ہے۔ اہل علم حضرات اگر کہیں کوئی غلطی ملاحظہ فرمائیں تو درست فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور اگر اپنے زرین مشوروں سے سرفراز فرمانا چاہیں تو ناظم مجلس کو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا وكف عنه لسان المجادلين اللهم هذا منك ولك فتقبله واجعله ذخيرة لنجاتي وثقلا في ميزاني واغفر لي ولوالدي ولجميع اساتذتي ومشائخي ولمن سعى فيه۔ بدعوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔ آمين۔ بارگاہ ایزدی میں بغایت عجز و انکساری التجا ہے کہ وہ قبولیت عطا فرمائے۔ رکاوٹوں کو دور اور مشکلات کو حل فرمائے اور اس کام کو اس گنہگار کیلئے۔ میرے رفقاء کار کیلئے، والدین اور اساتذۂ کرام اور مشائخ عظام سبھی کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

ے لكل بنى الدنيا مراد ومقصد ﴿ وان مرادى صحة وفراغ
لابلغ فى علم الشريعة مبلغا ﴿ يكون به لى فى الجنان بلاغ

*

ے غرض نقشے است کز ما یاد ماند ﴿ کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت ﴿ کند بر حالِ این مسکین دعائے

دعا جو:۔ خویدم اہل السنت والجماعت:۔ محمد صادق عفی عنہ مترجم و ناظم مجلس منتظمہ اشاعت فتاوی عالمگیریہ

(المتوطن) بیانہ موہڑہ، ڈاکخانہ فریال براستہ دوتالہ ضلع راولپنڈی

(خط و کتابت کا پتہ) قاضی محمد صادق منگل (ناظم) اعوان ٹاؤن گرجا روڈ، ڈاکخانہ جی پی او، صدر راولپنڈی (پاکستان)

فتاویٰ عالمگیری عربی اور اُردو میں پڑھیے

اسلامی طرزِ زندگی ہی ایسا مبارک، مجرب اور بلحاظ نتائج کامیاب ترین نظامِ زندگی ہے جو ہر دور میں نفع بخش ہر شعبہ میں افراط و تفریط سے پاک اور ہر لحاظ سے اعتدال و توازن کا شاہکار ہے۔ اس کی مقدس تعلیمات کی رُو سے

معتقدات ، عبادات اور معاملات میں توازن ہے

خواہشات ، اخلاقیات اور معاشیات ، توازن ہے

انفرادی ، اجتماعی ز گی کے حقوق و فرائض میں توازن ہے

آزادی ، پا ں کی حدود اور جسمانی و روحانی ضروریات میں توازن ہے

دُنیوی خوش حالی اور اخروی کامیابی کے تقاضوں میں توازن ہے

دیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاق اقبالؒ

اسی معتدل، متوازن اور پاکیزہ طرزِ زندگی ... کا اصول

علماءِ ربانی نے سالہاسال کی محنت

کا اتفاق ہے جو

بیان فتاویٰ علماء

خزانہ ہے